علم ظاہری مین حضرت نے خیال تک اپنے والد بزرگوار سے پڑھا بعد ازان پشاور تشریف لیجا کر تین برس مین
تکمیل معقول و منقول کما حقہ فرمائی تحصیل علم سے فارغ ہو کر وطن مراجعت فرمائی اور زینت بخش مسند
درس و تدریس ہوئے ہو کہ یکایک جذبہ الٰہی شامل حال ہوا اور بے اختیار کسی بزرگ سے بیعت ہونیکا شوق
پیدا ہوا اور اوسی شوق مین گہر سے نکل کہڑے ہوئے دو ہی دن گذرے تھے کہ شاہ پور مین بشرف صحبت
حضرت جامع النورین مجمع البحرین مخزن علوم ربانی مظہر فیوض یزدانی امام المتقین حضرت مولانا
غلام محی الدین قصوری خلیفہ شاہ غلام علی صاحب دہلوی جعلہم اللہ تعالیٰ علی اعلیٰ علیین
مشرف ہوئے جناب مولینا نے حضرت کو ایک ماہ اپنے پاس رکھکر تا ولایت کبریٰ توجہ فرمائی اور خلوت مین
طلب کرکے فرمایا کہ آج حضرت شاہ صاحب دہلوی ملے تھے اونسے عرض کی تہی کہ فلان شخص کو
ہم نے حضرت صاحب کو تا ولایت کبریٰ توجہ کی ہے جناب شاہ صاحب نے فرمایا کہ کلاہ اجازت
دینی چاہئے چنانچہ یہ کہکر حضرت کو کلاہ اجازت عطا فرمائی اور طریق توجہ وہی تعلیم کرکے رخصت
فرمایا حضرت نے دولت خانہ پر تشریف لاکر جو بعض بعض کو توجہ فرمائی تو نہایت اثر ظاہر ہوا
اوسکی کچہ مدت کے بعد پہر حضرت مولینا کی خدمت مین تشریف لیگئے اس مرتبہ جناب مولینا نے
تا کمالات نبوت توجہ فرمائی حضرت فرمایا کرتے ہین کہ مجہکو اس مقام مین قرآن شریف کا ایسا
شوق اور لذت پیدا ہو گئی کہ چہہ مہینہ مین حفظ کرکے رمضان مبارک مین محراب سنادی۔ اسکے
بعد پہر حضرت اپنے پیر بزرگوار کی خدمت مین اونکے مکان پر بمقام قصور شریف تشریف لیگئے اور
وہان چہہ مہینہ تک رہنے کا اتفاق ہوا اس دفعہ جناب مولینا نے حضرت کو باقی جملہ مقامات
مجددیہ کمالات ثلثہ و حقائق امکانی و وجوبی طے کراکے دستار خلافت مطلقہ عطا فرمائی اور
بشارت حصول نسبت خاصہ محمدیہ و ولایت محمدی علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام و بعض دیگر
بشارات کہ جنکی تصریح مصلحت نہین معلوم ہوتی پیشگاہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے دلوا کر رخصت کیا دولت خانہ پر تشریف لاکر حضرت مصروف ہدایت خلق اللہ ہوئے
اور صدہا کو ضلالت سے راہ مستقیم پر لائے چند مدت مین پہر شوق دیدار پیر بزرگوار ہوا

اور حضرت قیوم تشریف میں حاضر حضور رہے حضرت مولینا کمال عنایت پیش آئے اور اکثر طالبین کو توجہ
کیواسطے حضرت کے سپرد کیا کرتے کہ یکایک جناب مولینا اس جہان فانی سے تاریخ ۱۲ ذیقعدہ
سنہ [illegible] ہجری وقت دوپہر انتقال کیا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ جناب مولینا کے انتقال کے
بعد عید الضحیٰ کو جب حضرت عیدگاہ میں نماز کو تشریف لیگئے تو دیکھنے والے کہتے تھے کہ حضرت
بعینہ جناب مولینا کی شکل ہوگئی ہے اسکے بعد حضرت دولتخانہ پر تشریف لائے اور مسند شیخی پر
مسند ارشاد ہوئے مسند ارشاد کو بدست مجددیہ سے ارث مالامال کر دیا بعد داخل طریق ہونیکے
راقم سیہ کار کا بہ برکت صحبت جناب حضرت صاحب قبلہ نوکری کیطرف سے دل سرد ہوگیا اور
چند مدت کیمیا خاصیت میں حاضر رہنے کا اتفاق ہوا کتبخانہ عالیہ میں چند کتب مثل
زبدۃ المقامات و حضرات القدس و روضۃ القیومیہ و رسالہ متوفیہ حضرت امام ربانی
مجدد الف ثانی کے حالات میں مطالعہ سے گذریں اونکو دیکھکر بے اختیار دلمیں آرزو ہوئی
کہ کوئی کتاب اردو مین حضرت کے حالات کی تحریر کروں لہذا یہ چند اوراق بعبارت نامربوط لکھے گئے

شعر

چشم دارم کہ دست اشک مرا حسرت ل ؛ ایکہ در ساحت مطرہ بار است را

مقام اول حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ذکر پیدائش و تحصیل علم ظاہری و انکے والد بزرگوار سے نسبتہائے چشتیہ و قادریہ حاصل کرنیکے بیان مین

ولادت باسعادت اویس تاج الاولیا سلطان الاصفیا غوث المحققین قطب المدققین واقف اسرار
متشابہات قرآنی ماہر رموز مقطعات فرقانی محبوب الصمدانی قیوم ربانی مجدد الف ثانی تاریخ ۱۴
شوال روز جمعہ بوقت نصف شب سن نوسو اکہتر ہجری میں مقام سرہند ہوئے آپکے والد بزرگوار
حضرت شیخ عبدالاحد چشتی قدوسی نے بموجب الہام و بشارت حضرت رسالت ابوالبرکات

کنیت ولقب شریف بدرالدین اور اسم مبارک شیخ احمد کہا آپکا نسب حضرت امیرالمومنین عمر بن الخطاب سے ملتا ہے روضۃ القیومیہ مین لکہا ہے کہ آپکی ولادت کے قبل آپکے والدنے مراقبہ مین دیکہا تہا کہ تمام جہان پراز ظلمت ہوگیا ہے اور خوک اور بندر اور ریچہہ جہانین لوگونکو ہلاک کرتے ہین کہ اسی اثنا مین میرے سینہ سے ایک نور نکلا ہے کہ اوس سے تمام عالم نورانی ہوگیا ہے اور ایک بجلی اوس نور مین سے نکلی ہے کہ اوسنے تمام خوک وخرس جلا دیئے اور اوسی نور مین سے ایک تخت ظاہر ہوا ہے کہ اوسپر ایک شخص نورانی تکیہ لگائے بیٹہا ہے اور ہزارون آدمی نورانی بلکہ فرشتہائے آسمانی اوسکے سامنے باادب تمام کہڑے ہین اور سارے جہان کے ظالم وزندیق وملحد ونکو پکڑ کر اوسکے سامنے لاکر مثل بکریون کے ذبح کرتے ہین اور کوئی شخص باواز بلند کہتا ہے قل جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ حضرت کے والدنے صبح اوٹہکر اس خواب کی تعبیر حضرت شاہ کمال کیتہلی سے لی کہ خود زمانہ تہے دریافت کی۔ حضرت شاہ نے بعد توجہ باطنی کے فرمایا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تمسے فرزند پیدا ہو جس سے تمام ظلمت وبدعت دور ہو اور سنت محمدی علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام قائم ہو فوقع کما قال۔ حضرت مثل رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم مختون پیدا ہوئے اور لڑکپن مین ہرگز برہنہ نہوتے تہے اور اگر اتفاقاً ہوجاتے تو جلد سے ڈہک لیتے تہے اور بچونکی طرح آپ آلودہ نجاسات نرہتے تہے اور ہردم فرحان وخندان رہتے تہے اگر دودہ کے پلانے مین تشاہل ہوجاتا تہا تو دودہ کیواسطے آپ کبہی نروتے تہے غرضکہ جملہ آثار وعلامات ہونہار ہونیکی ظاہر تہین۔ نقل ہے کہ ایام رضاعت مین ایک دفعہ آپ ایسے سخت بیمار ہوگئے کہ کسیکو توقع حیات نرہی اتفاقاً حضرت شاہ کمال کیتہلی کا وہان گذر ہوا حضرت کے والد آپکو دم بہول کرانیکے واسطے حضرت شاہ صاحب کے پاس لیگئے حضرت شاہ ولایت پناہ نے آپ کو گود مین لیکر اپنی زبان دہن مبارک مین دی اور حضرت اوسکو دیر تک چوستے رہے آخرکار حضرت شاہ نے جنکی تسلی کی کہ گہبراؤ نہین آرام ہوجائیگا اور اللہ تعالے اکو انسے

بہت کام ہیں اور حضرت کو اپنی فرزندی میں قبول کیا جاتا ہے اوسیوقت صحت کلی حاصل ہوئی
ہر چند کہ یہ معاملہ ایام رضاعت کا تہا لیکن حضرت کو سب کچھ یاد تہا جب آپ سن تعلیم کو پہنچے
تو آپکے والد بزرگوار نے مکتب میں داخل کیا جاتا ہے وہاں آپنے چند مدت میں قرآن شریف
حفظ کر لیا اوسکے بعد آپنے کچھ اپنے والد بزرگوار سے کہ عالم متبحر تہے پڑہا اور پہر سیالکوٹ تشریف
لیجاکر مولانا کمال کشمیری سے کہ جامع علوم ظاہری و باطنی تہے بعض کتب معقولہ بکمال تحقیق
و تدقیق پڑہیں اور بعض کتب احادیث کی شیخ یعقوب کشمیری سے کہ خلفاء کبرویہ سے تہے اور حرمین
شریفین میں بڑے بڑے محدثین سے تصحیح حدیث کی تہی سند لی بلکہ اخذ طریقہ کبرویہ بہی اونہیں سے
کیا علاوہ ازیں بعد جلوس مسند ارشاد سند تفسیر قاضی بیضاوی و صحیح امام بخاری و مشکوۃ
شریف و شمائل ترمذی و جامع صغیر سیوطی و قصیدہ بردہ شیخ سعید لوحری وغیرہ و حدیث
مسلسلہ الراحمون یرحمہم الرحمن ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء اپنے مرید و مخلص خاص
قاضی بہلول بدخشانی رحمۃ اللہ علیہ سے لی ہے بعد تحصیل علوم ظاہری کہ اوسوقت حضرت کی
عمر سترہ برس کی ہوگی مسند آرائے درس و تدریس ہوگئے اور نہایت سعی و کوشش سے پڑہایا
کرتے اگر کوئی جگہ مغلق و دقیق نظر سے گذرتی تو اوسپر حاشیہ تحریر فرما دیتے اسی اثنا میں
آپ اکبر آباد عرف آگرہ کہ اوس زمانہ میں دار الخلافہ تہا اور بوجہ بڑے بڑے عالم رہتے
تہے تشریف لیگئے وہاں آپکے علم کا نہایت چرچا ہوا جاتا ہے اکثر لوگ مشتاق ہوکر حضرت کی
ملاقات کو آئے فیضی و ابو الفضل بہی شہرت سنکر نہایت شوقمند ہوئے اور چاہا کہ حضرت
اونکے مکان پر تشریف لیجائیں لیکن یہ امر آپنے منظور نہ رکہا آخر کار وہ خود حاضر ہوئے
اور نہایت اخلاص و خصوصیت سے پیش آئے اور بتقریب دعوت حضرت کو اپنے مکان پر
لیگئے اور کمال مہمانداری سے تین روز تک اپنے مکان پر رکہا اسکے بعد اکثر آپس میں
ملاقات ہوتی تہی اور حضرت بہی گاہ گاہ اونکے مکان پر قدم رنجہ فرماتے۔ نقل ہے کہ
ایکبار آپ ابو الفضل کے مکان پر تشریف لیگئے اوسوقت وہ تفسیر بے نقطہ لکہتا تہا مگر ایک

مقام مین اکر ایسا پہنسگیا تہا کہ نکلنا دشوار ہوگیا تہا کہ ناگاہ حضرت تشریف لیگئے آپکو دیکھکر نہایت
خوش ہوا اور کہا کہ اسوقت آپ خوب آئے ایک ایسی جگہ تفسیر مین آگئے کہ اوسکو بے نقطہ عبارت مین
بیان کرنا متعسر ہے ہرچند غور و فکر کیا لیکن خیال مین نہین آتا باوجودیکہ حضرت کو بے نقطہ عبارت
کے لکہنے کی مشق نہ تہی لیکن اوسوقت فی البدیہہ ایسا قلم برداشتہ اوس مقام کو لکہا کہ فیضی و
ابوالفضل حیران رہگئے۔ نقل ہے کہ ایک روز ابوالفضل نے فلاسفہ اور فلسفہ کی ایسی تعریف
کرنی شروع کی جس سے کہ علماء اسلام کی توہین پائی جاتی تہی حضرت نے جوش اسلام مین
آکر فرمایا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جن علوم کا فلاسفہ اپنے تئین واضع بتلاتے
ہین وہ دراصل علوم انبیاء سے مسروقہ ہین اور جو علوم انہون نے مثل ریاضی وغیرہ ایجاد
کئے ہین وہ دین مین مفید نہین اس بات سے ابوالفضل سخت متغیر ہوا اور کہنے لگا کہ غزالی نے
نامعقول کہا ہے حضرت اس بات سے بہت خفا ہوئے اور اوٹھہ کہڑے ہوئے اور بغضب فرمایا کہ
اگر اہل علم کا شوق ہے تو یہ باتین منہ سے مت نکالا کر اور اوسیوقت وہان سے مراجعت فرمائی
پہر چند روز تشریف نہ لیگئے جب دو تین دن کے بعد اوسنے کمال معذرت کی تب پہر جانا
شروع کیا۔ نقل ہے کہ عید فطر کے دن حضرت ابوالفضل کے مکان پر تشریف لیگئے اوس سال
عید کا چاند انتیس[۲۹] کا ہوا تہا لیکن بباعث کدورت آسمان سوا سلطان کے اور کسی نے نہین دیکہا
تہا مگر سلطان کی روئت پر سبنے عید کرلی تہی الا حضرت نے عید نہین کی تہی ابوالفضل نے
آپکو دیکہکر کہا کہ چہرہ مبارک پر آثار صوم پائے جاتے ہین کیا روزہ ہے حضرت نے جواب دیا کہ
ہان میرا تو روزہ ہی ابوالفضل نے کہا کہ تمام جہان مین عید اور آپکا روزہ اسکا کیا سبب حضرت نے
فرمایا کہ فلکیات اسقدر رنہ تہی کہ سوا بادشاہ کے اور کسیکو چاند دکہائی نہ دے اس معاملہ مین دو تین
آدمیونکی گواہی کا بہی اعتبار نہین جب تک جم غفیر آکر شہادت نہ دین اور محض اگواہی سلطان تو
بالکل ناقابل اعتبار ہے کہ دین سے منحرف ہے ابوالفضل نے کہا کہ یہ شقین جانے دو اور روزہ فطار
کر دو یہ کہکر پانی منگوایا اور چونکہ دعوی اخلاص تہا خود کٹورہ لیکر دہن مبارک سے لگادیا حضرت نے

کشورہ پر ایسا تھا مارا کہ تمام پانی اوسکے کپڑے وغیرہ پر گر پڑا یہ بات عالم اوسکو ناگوار گذری گرچہ
اظہار نکیا کہ اتنے میں ایک ہم کتیرے آکر روپئے ملال کی شہادت دی یہ سنکر آپ اوٹھہ کھڑے ہوئے
اور جو دانائی لیکر پہونچے انکار کیا اور ہی آپ گاہ گاہ تشریف اوسکے مکان پر لیجایا کرتے تھے مگر آخر کار
حضرت اوکی بے دینی سے آزردہ ہو گئے اور جانا چھوڑ دیا بلکہ ترک سلام علیک کر دی - کچھ مدت کے
بعد حضرت کے والد ماجد اکبر آباد تشریف لیگئے اور اپنے ہمراہ لے آئے راستہ میں جب تھانیسر پر
پہونچے وہاں کے شیخ اعظم شیخ سلطان نے کہ مقربان شاہی سے تھا خواب میں دیکھا کہ جناب رسالتمآب
صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اپنی لڑکی کی شادی شیخ احمد سے کر دی اور خواب میں حضرت کی شکل بھی
دکھائی صبح اوٹھکر اوسی شکل و شمائل کا آدمی جو کہ رات کو خواب میں جناب رسول صلے اللہ
علیہ وسلم نے دکھایا تھا تلاش کرنا شروع کیا حسن اتفاق سے حضرت بھی اوسجگہ موجود تھے پہچان کر
رات کا خواب حضرت سے بیان کیا حضرت نے فرمایا کہ اس معاملہ میں میرا اختیار نہیں ہے حضرت
والد سے کہو چنانچہ شیخ نے حضرت مخدوم سے عرض کی انہوں نے کمال فرحت قبول فرمایا اور
انہیں دنوں میں آپکا خطبہ نکاح شیخ سلطان تھانیسری کی لڑکی سے پڑھا گیا بعد نکاح حضرت کو بہت
فرحت ہوئی اور یہ نسبت سوئی کہ مطابق ہوا کہ بعد تزویج حضرت خدیجۃ الکبریٰ جناب رسول صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کو کمال فرحت ہوئی تھی بعد فراغت سفر اکبر آباد و مصاحبت حضرت اپنے والد بزرگوار کی
صحبت کے ملتزم ہوئے اور نسبت خاندان چشتیہ و قادریہ حاصل کی حضرت مخدوم نے وقت وصال
آپکو بلاکر خرقہ خلافت چشتیہ جو کہ اونکو شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے و قادریہ شاہ کمال
کیتھلی رحمہ سے ملا تھا عطا فرما کر قائمقام و جانشین اپنا مقرر کیا چنانچہ خود حضرت ایک رسالہ
مبدا و معاد میں تحریر فرماتے ہیں کہ این فقیر را نسبت فردیت از پدر بزرگوار خود حاصل
شدہ بود و پدر بزرگوار را از عزیزے کہ جذب قوی داشتند و خوارق مشہور بودند بدست
آمدہ اسجگہ صاحب جذب قوی سے شیخ کمال کیتھلی مراد ہے اور پھر اوسیجگہ لکھا ہے کہ این فقیر را
توفیق عبادات نافلہ خصوصاً ادائے صلوٰۃ نافلہ بمدد ازیں پدرے است و پدر بزرگوار این

سعادت از شیخ خود کہ در سلسلہ چشتیہ بود حاصل شدہ بود و شیخ خود سے حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمہ مراد ہے
انہین دنون کا ذکر ہے کہ حضرت ایسے سخت علیل ہوگئے کہ زندگی کی امید نرہی جب کسی دعا و دوا سے شفا
نظر نہ آئی تو حضرت کے گہر مین باوضو ہوکر آپکی صحت کیواسطے دعا کرنے لگین کہ اتنے مین آواز آئی کہ تم
کسیطرحکا فکر نہ کرو انکو صحت ہوگی اور ابہی اللہ تعالی کو انسے بہت کام لینے ہین چنانچہ بفضلہ تعالی
جلد تندرستی ہوگئی حضرت کو شوق زیارت بیت اللہ و روضہ مطہرہ رسول صلعم از حد تہا لیکن بوجہہ
رعایت خدمت والد بزرگوار تامل رہتا تہا جب الکہزار سات ہجری مین آپکے والد ماجد کا انتقال ہو
انتقال ہوگیا تو حضرت نہایت مشتاق زیارت حرمین شریفین ہوکر مکان سے کعبۃ اللہ تشریف لیچلے۔

مقام دوم حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے خواجہ باقی باللہ علیہ الرحمۃ سے نسبت نقشبندیہ حاصل کرنے مین ؛

کعبۃ اللہ کو جاتے ہوئے جب حضرت دہلی مین پہونچے تو مولینا حسن کشمیری سے کہ دوستان
قدیم سے تہے ملاقات کی اونہون نے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و
مآثر بیان کئے چونکہ حضرت کو نسبت علیہ نقشبندیہ کا کمال شوق تہا بے اختیار ہوکر اونکی خدمت
مین حاضر ہوئے حضرت خواجہ بکمال شفقت و عنایت پیش آئے اور استفسار عزم کیا حضرت
نے ارادہ سے آگاہ کیا حضرت خواجہ نے فرمایا کہ اگر ایک مہینہ یا ایک ہفتہ اسجگہ قیام کرو تو کیا
مضائقہ ہے حضرت نے قبول فرمایا اور ٹہہر گئے ابہی تین چار روز نگذرے ہونگے کہ حضرت کے
دلمین داخل طریق ہونیکا شوق پیدا ہوگیا بلکہ غالب ہوا اور اس امر کا اظہار حضرت خواجہ سے
کیا ہر چند کہ حضرت خواجہ نہایت دیر آشنا تہے اور بلا استخارہ ولیت ولعل تلقین طریقہ نہ
فرمایا کرتے مگر حضرت کو بلا تامل ایک خلوت مین طلب کرکے توجہ فرمانے لگے چنانچہ اوسیوقت
حضرت کا دل ذاکر ہوگیا اور آرام و جمعیت و التذاذ بخوبی پیدا ہوگیا اور اوسکی بعد پہر دن
دونی اور رات چوگنی ترقی شروع ہوگئی اور ایسے عروجات عالیہ و واردات متعالیہ ہوئین کہ عقل
و فکر سے باہر چنانچہ تحریص طالبون کیواسطے ایک جگہ انہین ایام کے حالات اسطرح تحریر

فرمائے ہیں این درویش را چون ہوس این راہ پیدا شد عنایت مدد مددی حق تعالی ہادی کا
اگر ستہ بخدمت ولایت مآب حقیقت آگاہ ہادی طریق اندراج النہایت فی البدایت والی السبیل
الموصل الی درباب الولایت مولانا رضی الدین شیخنا و امامنا محمد الباقی قدس اللہ تعالی سرہ کہ یکے
از خلفای کبار خانوادہ حضرات نقشبندیہ قدس اللہ تعالی اسرارہم بودہ اند رسانید و ایشان
این حقیر را ذکر اسم ذات جل سلطانہ تعلیم فرمودند و بطریق معہود توجہ فرمودند تا اثنای تمام
درین پیدا شد و از کمال شوق گریہ دست داد و بعد از یک روز کیفیت بیخودی کہ مراد از آن استغراق
و مسمی است بغیبت رو نمود و در آن بیخودی یک دریای محیط دیدم و صور و اشکال عالم را در رنگ سایہ
در آن دریا می یافتم و این بیخودی رفتہ رفتہ استیلا پیدا کرد و امتداد کثیر گاہے تا یک پہر روز
میکشید و گاہے تا دو پہر و در بعضے اوقات استیعاب شب مینمود و چون این قصہ را بحضرت
ایشان رسانیدم فرمودند نحوے از فنا حاصل شدہ است و از ذکر گفتن منع فرمودند و بنگاہداشت
آن آگاہی امر فرمودند بعد از دو روز مرا فنای مصطلح حاصل شد بعرض رسانیدم فرمودند کہ
خود مشغول باش بعد از آن فنا در فنا حاصل شد چون بعرض رسانیدم فرمودند تمام عالم را
یکے می بینی و متصل واحد مے یابی عرض کردم کہ بلے فرمودند کہ معتبر در فنا در فنا آنست کہ باوجود
دید آن اتصال بے شعوری حاصل شود در ہمان شب فنا در فنا بآن صفت حاصل شد بعرض
رسانیدم و حالیکہ بعد از فنا حاصل شد نیز بعرض رسانیدم و گفتم کہ من علم خود را اثر علم حق
سبحانہ حضوری مے یابم و اوصافیکہ بمن منسوب بودہ بحق سبحانہ منسوب مے یابم بعد از آن نوریکہ
کہ محیط ہمہ اشیا است ظاہر گشت و من آنرا حق دانستم جل و علا و آن نور رنگ سیاہ داشت
بعرض رسانیدم فرمودند کہ حق مشہود است جل سلطانہ اما در پردہ نور و نیز فرمودہ اند کہ این انبساط
کہ در آن نور مے نماید در علم است بواسطہ تعلق ذات جل شانہ باشیاء متعددہ کہ در بالا و پست آمدہ
شدہ از منبسطہ مے باید نفی انبساط باید کرد بعد از آن آن نور سیاہ منبسط رو بانقباض آورد و تنگ
شدن گرفت تا آنکہ نقطہ گشت فرمودند کہ آن نقطہ را ہم نفی باید کرد تا بحیرت آید چنان کردم آن

الله مجمع هم چرا نمیان ناقص شده بصیرت اشتباه میکند را ان موقوف شد و حق سبحانه خود بخود است
چون بعرض رسانیدم فرمودند که همین حضور حضور نقشبندیه است و نسبت نقشبندیه عبارت ازین
حضور است و این حضور را در حضور بے غیبت نیز میگویند و اندراج نهایت در بدایت درین
سلسله صورت می بندد و حصول این نسبت مر طالب را در یک طریق و در رنگ تند گردد طالب است
در سلاسل دیگر ذکر سه اوراد از پیرا نیاوران عمل شاید به مقصود بر هم قیاس کن زگلستان من
بهار مرا؛ و این درویش را این نسبت عزیز الوجود بعد از دو ماه و چند روز از ابتدای زمان
تعلیم ذکر حاصل شده بود - الغرض کہ جو حالات اور دن کو سالہا سال میں پیش آتے ہیں حضرت
کو آناً فاناً میں بسبب محبوبی و مرادی حاصل ہوئی بارہا حضرت کی نسبت حضرت خواجہ فرمایا کرتے
تھے کہ یہ محبوب و مراد ہیں - نقل ہے - کہ اونہیں دنوں میں حضرت خواجہ نے کسی اپنے
دوست کو خط لکھا ہے اور اسمیں حضرت کا اسطرح ذکر لکھا ہے کہ شیخ احمد نام مردیست از سرہند کثیر العلم
وقوی العمل روزی چند فقیر با او نشست و برخاست کرد عجائب بسیار از روزگار و اوقات او مشاہدہ نمود
بآن ماند کہ چراغی شود کہ عالمہا ازو روشن گردد والحمد للہ تعالی احوال کاملہ او مرا یقین پیوستہ اور
حضرت بھی فرمایا کرتے تھے کہ جس روز سے میں حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اسی روز
سے یقین کامل ہو گیا تھا کہ عنقریب اللہ تعالی اپنے فضل و کرم سے مجھکو نہایت اس
راہ کے پہونچایگا اور یہ شعر اکثر ورد زبان تھا شعر از ان نورے کہ از تو بردلم تافت ؛
یقین دانم کہ آخر خواہمت یافت ؛ حضرت خواجہ قدس سرہ نے حضرت کی علو استعداد دیکھکر
ایک روز خلوت میں طلب کیا اور اپنی وقائع جو کہ قبل ازین حضرت کے بارہ میں دیکھی تھی بیان کرنا
شروع کئے چنانچہ فرمایا کہ جب حضرت خواجہ امکنگی نے مجھکو واسطے دوام طریقہ کے ہندوستان
ن جانب آنیکا حکم فرمایا تو میں نے اپنی تئیں اس کام کے لائق نہ سمجھکر عذر کیا خواجہ امکنگی نے استخارہ
کے واسطے فرمایا چنانچہ میں نے استخارہ کیا کیا دیکھتا ہوں گویا ایک طوطی سبز شاخ پر بیٹھی ہے میں نے
اپنے دلمیں کہا کہ اگر یہ طوطی میرے ہاتھ پر آکر بیٹھ جائے تو مجھکو اس سفر میں کشائش ہوگی پھر جب

اس طرح کے وہ طوطی اڑ کر میرے ہاتھ پر آ بیٹھی میں نے اپنا لعاب دہن اوسکی چونچ میں ڈالا اور اوسنے
میرے منہ میں شکر ڈالی صبح کو میں نے یہ واقعہ حضرت خواجہ امکنگی سے بیان کیا حضرت خواجگی نے
فرمایا کہ طوطی ہندوستانی جانوروں میں سے ہے وہاں تمسے کوئی شخص ظاہر ہوگا کہ اوس سے تمام جہان منور
ہوگا اور تمکو بھی اوس سے فائدہ ہوگا پھر جب میں وہاں سے چلا اور ہندوستان میں سرہند پہونچا تو واقعہ
میں آگاہ کیا کہ تو قطب کے جوار میں ہے چنانچہ حلیہ بھی دکھایا صبح اوٹھکر میں نے ہرچند کہ وہاں کی
گوشہ نشینوں اور درویشوں کی زیارت کی لیکن وہ حلیہ اور وہ استعداد کسی میں نہ پائی میں نے خیال
کیا کہ شاید یہاں کے باشندوں میں کسی میں یہ استعداد ہو کہ بعد ازیں ظاہر ہوگی چنانچہ جس وقت
تمکو دیکھا بعینہ وہی حلیہ پایا اور بیشتر نشان قابلیت بھی معلوم ہوا۔ غرض کہ تھوڑی ہی مدت میں
حضرت خواجہ نے حضرت کو بشارت حصول دولت کمال و تکمیل عطا فرما کر وطن کو رخصت فرمایا
کچھ مدت تک حضرت وطن میں رہے بعد ازاں پھر مشتاق ہوکر حاضر حضور حضرت خواجہ ہوئے
چنانچہ حضرت خواجہ بکمال نوازش پیش آئے اور مرتبہ اجازت ارشاد و افادہ طلاب بھی عطا فرمائے
دیگر منتخب اصحاب بھی حضرت کو کامل مکمل سمجھکر حضرت خواجہ نے سپرد کئے لیکن اوسوقت حضرت
کو اپنے کمال و تکمیل میں تردد تھا حضرت خواجہ نے یہ امر بھی کرامت سے دریافت کرکے فرمایا کہ تردد
نکرنا چاہئے کہ اوس سے کمالیت تمیں تردد لازم آتا ہے اور خلعت خلافت عطا فرما کر رخصت کیا
جب حضرت سرہند شریف میں پہونچے تو تربیت تہذیب طالبان میں مشغول ہوئے اور اثر عظیم
ظاہر ہوا کہ سالہا سال کا کام گھڑی دو ساعت میں ہو جاتا اور لوگ مثل مور و ملخ آگرد ہوگئے
کہ اسی اثنا میں پھر حضرت کو اپنے نقص کا علم ظاہر ہوا اور مریدوں و مسترشدوں کو جمع
کرکے اپنا نقص ظاہر کیا اور فاتحہ رخصت پڑھا مگر سعادتمندوں نے یہ امر حضرت کی تواضع
پر محمول کیا اور حاضر حضور رہے چند روز کے بعد حضرت کی بھی مقصد براری ہوگئی
اور جن مقامات کے آپ خواہشمند تھے وہ حاصل ہوگئے اور حضرت پھر سرگرم افادہ
طالبان ہوئے اسکے کچھ دنوں کے بعد حضرت کے پاس حضرت خواجہ کا خط متضمن کلمات

مشتاقانہ دعابارات دلایا نہ پہونچا حضرت اوسکو پڑھکر بے اختیار ہوگئے اور دہلی تشریف لیگئے
جب حضرت خواجہ نے حضرت کی تشریف آوری کی خبر سُنی فی الفور مع مریدان وخادمان تا
دروازہ کابلی واقع شہر دہلی پاپیادہ استقبال کو گئے اور شہر مین لاکر نہایت اعزاز واکرام
فرمایا چنانچہ حضرت کو اپنے سامنے سر حلقہ بناکر اپنے اصحاب ومریدونکو تاکید کی کہ خبردار
انکے سامنے کوئی میری تعظیم نکرے اور نہ کوئی انکی موجودگی مین اسطرف متوجہ ہو بلکہ سب انہین
کی جانب متوجہ رہا کرو اور میر نعمان کو جو بتعمیل حکم مین کچھ تامل ہوا تو فرمایا کہ میان شیخ احمد آفتاب
ہین کہ ہم جیسے ستارہ اونکی روشنی مین گم ہین اور خود بہی مثل دیگر مریدون کے حلقہ مین تشریف
لاکر داخل حلقہ ہوا کرتے اور جب حلقہ ومجلس سے اوٹھکر باہر تشریف لیجاتے تو حضرت کی جانب پشت
نکرتے بلکہ چند قدم رجعت قہقری تشریف لیجاتے۔ **نقل ہے** ایکمرتبہ حضرت اپنے حجرہ مین
دوپہر کے پرآرام فرماتے تہے کہ حضرت خواجہ درویشانہ طور پر حجرہ مین آئے خادم نے چاہا کہ حضرت
کو بیدار کرے لیکن حضرت خواجہ نے منع کیا اور خود باہر آکر بہ نیاز تمام بانتظار بیداری بیٹھ گئے
ایک لمحہ نگزرا تہا کہ حضرت بیدار ہوکر اور پوچھا کہ دروازہ کے باہر کون ہے حضرت خواجہ نے
بادب تمام کہا کہ محمد باقی یہ سنکر حضرت بیقرار ہوکر باہر آئے اور بافتقار وبانکسار تمام خدمت مین بیٹھ گئے
اور اسیطرح تحریر مین بہی نیازمندی کیا کرتے تہے چنانچہ اسجگہ حضرت خواجہ کے دو خطون کی
نقل جو کہ حضرت کے نام بہیجے تہے درج کرتا ہون۔ **مکتوب اول** حق سبحانہ تعالیٰ باعلیٰ کمال
برساناد۔ وللارض من کاس الکرام نصیب تکلف نیست انچہ حقیقت حالست نوشتہ
میشود پیر انصاری قدس سرہ میفرمود من مرید خرقانی ام لیکن اگر خرقانی درینوقت میبود
باوجود پیریش مرید ی من میکرد ہرگاہ صفت آن بے صفتان این باشد گرفتاران آثار صفات
چرا جان فدائے لوازم طلبگاری نکنند واز ہر کجا بوئے بمشام ایشان برسد درپے آن نروند
اکنون تامل واہمال ما نہ از استغنائی وبے نیازیست موقوف باشارت است ؎ گر طمع خواہد
زمن سلطان دین * خاک برفرق قناعت بعد ازین * بارے حال ونسخہ ارادہ ما این است

صداے عزوجل سانحہ میباید مہبد گردانا دوار عجب پندار مخلصی گشتاد۔ مکتوب دوم
فقرا و مساکین در ماندہ ما ار برکات برگزیدگان در ماندے بر سانا دم نیت کہ عرض بیان کردہ
والایت نکردہ ام آرے این کلمہ را تا صد صادق حال میتوان شد الحمدللہ این قسم حدود
شد دیگر چہ نویسیم کہ در بستان حضرت شما نوشتن بغایت بے شریعت و حکایات او صل
صورت پس بجا الغرض ما را حد حدود ما مہ است و از فضول احتراز باید کرد۔ مگر باوجود این ہمہ
کثرت عنایت وشفقت حضرت کا بھی یہ حال تھا کہ ایک مرتبہ خواجہ حسام الدین نے آپ
آکر کہا کہ حضرت خواجہ آکو یاد فرماتے ہیں حضرت یہ سنکر کانپنے لگے اور رنگ چہرہ مبارک
کافور ہوگیا خواجہ حسام الدین دیکہ کر حیران ہوگئے اور کہنے لگے سبحان اللہ نزدیکان را
بیش بود حیرانی۔ ایک روز حضرت خواجہ نے حضرت سے کہا کہ ضعف غالب ہوگیا ہے اور امید
حیات تھوڑی سی لڑکوں کے حال سے آگاہ رہنا اور اوسیوقت صاحبزادوں کو کہ
شیر خوار تہے طلب کیا اور حضرت سے توجہ کرنیکے واسطے فرمایا لیکن حضرت نے تواضع کی
مگر جب حضرت خواجہ نے اصرار کیا تو حضرت نے روبرو پیر دستگیر توجہ کی اور اوسکا اثر
بہی ظاہر ہوا چنانچہ بعد ارتحال حضرت خواجہ جب صاحبزادہ سن شعور کو پہنچے تو سرہند
تشریف کو روانہ ہوئے جب حضرت نے خبر آمد آمد سنی تو کہلا بہیجا کہ اگر آپ اپنے والد کی
وصیت موجب آتے ہیں تو چلے آویں اور اگر پیرزادگی کے طور پر تشریف لاتے ہیں تو
ولیا فرمایئے کہ استقبال وجملہ لوازم ادا کئے جاویں انہوں نے کہلا بہیجا کہ ہم مرید ہوکے
آتے ہیں چنانچہ جب سرہند میں داخل ہوئے تو حضرت نے کمال خاطر و تواضع کی اور بیعت
خاصہ سے مشرف فرماکر اور خلعت خلافت عطا فرماکر رخصت کیا۔ الغرض کچہ مدت
حضرت دہلی میں رہکر پہر وطن واپس تشریف لائے اسکے بعد پہر حضرت کی حضرت
خواجہ سے ملاقات نہیں ہوئی تہوڑے دن حضرت دارالارشاد سرہند میں مقیم رہے
ران بعد باشارت حضرت خواجہ لاہور تشریف لیگئے حضرت کے آنیکی خبر سنکر اکابر

لاہور مثل مولانا طاہر و مولانا حاجی محمد و مولانا جمال ملوی حاضر خدمت ہوئے اور نہایت تعظیم و
تکریم سے پیش آئے ایک روز کا ذکر ہے کہ جب حضرت مجلس سے اوٹھنے لگے تو مولانا جمال ملوی نے
نہایت ادب سے حضرت کی نعلین مبارک چوم کر آگے رکھین مولانا کی اسقدر تواضع ایک اونکے
شاگرد کو گران گذری اور جب مولانا باہر آئے تو کہا کہ آپ اسقدر کیون تعظیم کرتے ہین مولانا نے
جواب دیا کہ وہ عالم باللہ ہین اونکی تعظیم ہمپر لازم اور موجب اجر عظیم ہے۔ نقل ہے کہ
ایک روز مولانا ممدوح نے حضرت سے دریافت کیا کہ آپ جامع علوم ظاہر و باطن ہین مسئلہ
وحدت الوجود کی کیا اصلیت ہے کہ ظاہراً مخالف شرع ہے اور معہذا اکابر اولیا کا یہ مذہب
یہی ہے حضرت نے جھککر چند کلمہ مولانا کے کان مین کہے کہ اونکے سُننے سے مولانا کی آنکھون سے
بے اختیار آنسو جاری ہو گئے چہرہ متغیر ہو گیا اور آثار سکر پیدا ہوئے ؎ ندانم چہ گفتی چہ
انگیختی ٭ کہ گفتی وا ز دیدہ خون ریختی ٭ خواجہ محمد ہاشم کشمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ بتقریب
اس قصہ اور نسبت توحید کی ایک حضرت کے مخلص نے زبانی حضرت کے بیان کیا کہ آپ
فرماتے تھے کہ جن ایام مین مجہپر غلبہ نسبت احاطت و سریان و معیت تھا ایک شخص نے
میرے سامنے قلم پر قط رکھا میری اونگلی کٹ گئی۔ آمدم برسر مطلب کہ حضرت لاہور مین
سرگرم افادہ طلبا تھے کہ یکایک خبر ارتحال حضرت خواجہ پہونچی سُنکر نہایت پریشان
ہوئے اور بکمال اضطرار قصد دہلی کیا حضرت خواجہ کے خادمان نے جب حضرت کی تشریف
آوری کی خبر سنی تو حضرت خواجہ کی سنت کے موافق حضرت کا استقبال کیا اور نہایت
تعظیم و ادب سے لا کر اوتارا اور حاضر حلقہ و مجلس ہوا کرتے اور اخذ فیوض کرتے کہ دفعتاً شیطان
الرجیم نے اپنا شعشہ چھوڑا اور بعض بعض حضرت سے منحرف ہو گئے حتی کہ حضرت کی ہلاکت
کیواسطے ختم حضرت خواجہ کے مزار پر پڑھے مگر چراغیرا کہ ایزد برفروزد ٭ کسے کو تف زند ریشش
بسوزد ٭ نقل ہے کہ ایکروز اونمین سے کسی اہل کشف نے دیکہا کہ گویا سبکے چراغ جلتے ہین
کہ یکایک ایک برق خاطف آئی اور سبکو بجہا دیا ندا آئی کہ یہ چراغ منکران کی دعا و توجہ تہی

اور برق خاطف حضرت کی توجہ تھی کہ اوس سے سب بجھ گئی حضرت نے اول اول تو سکوت
عیوب ونید فرمائیں لیکن جب کچھ اثر ہوا تو کسیکی سلب نسبت کی اور جب اسیری حیا
کیا ت حضرت اپنے وطن کو مراجعت فرما ہوئے شیخ تاج الدین گویا مئیں الخدمہ حضرت
خواجہ تبہ اوکے دلمیں بھی بوجہ صحبت بعض سحرفاں کچھ تشکک و ترددات حضرت کے طرف
لگ گئے تھے جب مکان پر واپس گئے ہر چند متوجہ نسبت باطنی ہوئے لیکن مطلق اثر نسبت نہ پا
اس بات سے شیخ کمال متفکر ہوئے اور درپے ہوئے کہ یہ معاملہ ظاہر ہو کہ ایک شب خواب
میں دیکھا کہ جمیع اولیاء امت ایک مجلس میں جمع میں اور شیخ بھی ایک گوشہ مجلس مین بیٹھے میں
سنے شیخ سے علیحدہ علیحدہ کہا کہ تم کمل اولیاء امت سے انکار کرتے ہو معلوم نہین کہ اون سے
انکار باعث خسارت دارین ہے شیخ سنکر حیران ہوگئے اور کہنے لگے کہ وہ کون کمل اولیاء امت
ہے کہ میں منکر ہوں کہ ناگاہ حضرت پر نظر پڑی کہ صدر مجلس مین بیٹھے ہین اور جمیع حاضرین
حضرت کیطرف متوجہ ہیں اور کہتے ہین کہ یہ کمل اولیاء امت ہین یہ دیکھکر شیخ اپنے دل میں
نہایت نادم ہوئے اور حضرت کے پاس آکر عفو تقصیر کرائی چاہتے حضرت نے معاف فرمایا
جب شیخ بیدار ہوئے تو اپنے خیالات سے تائب ہوکر کمال تضرع وزاری کی چاہتے اوسکا
اثر بھی ظاہر ہوا کہ شیخ نے اپنی نسبت باطنی کو مثل پہلے کے بحال پایا بعد ازاں ایک خط ملا
قلیچ خان پوری کو لکھا کہ اگر حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کو عریضہ لکھو تو میری
طرف سے بعد تسلیمات لکھنا کہ آپنے واقعہ مین میرا جرم معاف فرمایا ہے واقع مین بھی معاف
فرمائین اور یاران دہلی سے کہنا کہ جو حضرت مجدد الف ثانی سے رجوع لاکر پھر گیا ہے وہ مرتد
طریقہ ہے اور جسنے رجوع نہین کیا اور انحراف کیا وہ بھی مرتد ہے کہ انکار اولیاء کامل الرتبہ
سے بیرنگانی دوروزہ سہل ہے آخر مرتے وقت سلب ایمان کا اندیشہ ہے چونکہ آپمیں شیخ
ہمیں ہی کہنا لکھا گیا اور آگاہ کیا اور پھر ایک خط حضرت کی خدمت مین بھی لطلب عفو تقصیر
و شفاعت یاران بھیجا اور اوسمین یہ حکایت لکھی کہ ایک بزرگ ایک مسجد کے گوشہ میں قرآن



نیت کہ وہان ایک سوداگر نماز پڑہنے لگا بعد نماز جو خیال کیا تو ہمیان زر جو اوسکی کمر پر بندہی
تہی نپائی اوسکا گمان اون بزرگ پر گیا کہ شاید انہون نے چورائی ہے چنانچہ نوکر چاکرون سے
اوپر ایسا تشدد کرایا کہ وہ بیچارہ چارناچار اوسکے روپیہ دینے کو آمادہ ہوئے اور جو کوئی خادم مرید تہے
اونسے کہا اونہون نے فی الفور ادا کر دیئے بعد ازان وہ ہمیان زر اوس سوداگر کو اور جگہ سے ملگئی
دلمین بہت ڈرا اور اون بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا اور اپنے قصور کی معافی چاہی وہ فرمانے
لگے کہ جسوقت تونے مجھکو ایذا پہونچائی اوسیوقت مین نے اللہ تعالی سے عہد کر لیا تہا کہ جب تک
یہ شخص بہشت مین نہ جائیگا مین نہ جاؤنگا جناب من سلف کا تو یہ دستور تہا امید کہ آپ بہی موافق
اوسکی زلات سے درگزر فرمائین اسکے بعد جب شیخ تاج دہلی مین گئے تو سب پیر بہائی جمع ہوئے
اور دریافت کیا کہ آپکی طرفسے اس مضمون کا خط آیا تہا آیا وہ آپکا ہی خط تہا یا کسی اور نے
آپکی جانب سے لکہہ بہیجا تہا شیخ نے کہا کہ وہ خط بیشک میرا ہی تہا اور تمام ماجرا جو کہ واقعہ
مین دیکہا تہا بیان کیا اوہر جب حضرت بتقریب عرس حضرت خواجہ دہلی تشریف لائے
تو شیخ وجملہ یاران نے استقبال کیا اور شہر مین لائے شیخ نے بالمشافہ اپنی اور دیگر پیر بہائیونکی عفو تقصیر چاہی
چنانچہ حضرت نے معاف فرمایا قبل ازین حضرت خواجہ حسام الدین نے ایک شب واقعہ مین دیکہا
تہا کہ کوئی کہتا ہے کہ یاران فیروزآباد پر (یعنے مریدان حضرت خواجہ جو کہ فیروزآباد مین رہتے
ہین) بلائے عظیم نازل ہوگی لیکن جو شخص حضرت شیخ احمد کا غسالۂ وضو پیئیگا وہ نجات پائیگا
اس واقعہ کو حضرت کے سامنے بیان کیا آپنے فرمایا کہ آب مستعمل پینا مکروہ ہے تب کتب
فقہ پر رجوع کیا اوسمین یہ نکلا کہ اگر چوتہی دفعہ کا پانی بلا نیت قربت پیا جاوے تو کراہت
نہین چنانچہ حضرت کے وضو کی چوتہی مرتبہ کا پانی یاران فیروزآباد و نیز حضرت کے اپنے
خادمون نے پیا اور قادر المطلق نے ببرکت اوسکے سبکو بلا سے محفوظ رکہا اسکے بعد یاران
فیروزآباد بکمال اخلاص وصدق پیش آتے اور بہ تعظیم تمام حاضر حلقہ و مجلس ہوا کرتے
اور حضرت بہی ہر سال ایام عرس مین دہلی تشریف لاتے اور پہر دولت خانہ واپس

آجانے الستہ دو مرتبہ آگرہ بھی جانے کا اتفاق ہوا ایکدفعہ بہت ہمراہ لشکر بادشاہی بطور اضطرار سفر
ہوا اور ہمیشہ دار الارشاد سرہند میں مقیم رہے اور طالبان خدا کو فیض پہونچاتے رہے

مقام تیسرا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے حلیہ و عبادات و عادات میں

حضرت تمام قد مبارک اندام گندم گوں مائل بسفیدی کشادہ پیشانی تھے نامیہ اور رخسار مبارک
سے ایسا نور چمکتا تھا کہ دیکھنے والے کی آنکھ کام نہ کرتی تھی آنکھیں اور سیاہ دراز اور ابرو
کشادہ تھے آنکھیں بڑی بڑی اور کی سیاہی نہایت سیاہ اور سفیدی نہایت سفید ناک مبارک
بلند اور باریک تھا لب سرخ دہن مبارک نہ بڑا نہ چھوٹا دانت متصل متصل چمکتے ہوئے ڈاڑھی
مبارک انبوہ و شکوہ مربع تھی رخسار مبارک پر بال متجاوز نہ تھے آپکے پاس نہایت صاف رہتے تھے
بدن مبارک بر مثل مشک بہتا تھا پسینہ میں خواہ گرمی ہو خواہ برسات کبھی بو نہ آتی تھی غرضکہ
آپکی شکل ایسی محبوبانہ تھی کہ جو دیکھتا تھا بے اختیار سبحان اللہ و ما ولی اللہ کہتا تھا اسفر
ہمیشہ سفر اور گرما سفر و حضر میں بعد نصف شب بیدار ہوتے تھے اور یہ دعا پڑھتے تھے۔
الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا والیہ النشور والسواک یہ آیت بھی پڑھتے تھے
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم الحمد للہ الذی خلق السموٰت والارض وجعل الظلمات
والنور ثم الذین کفروا بربہم یعدلون ھو الذی خلقکم من طین ثم قضیٰ اجلا واجل
مسمی عندہ ثم انتم تمترون وھو اللہ فی السموٰت وفی الارض یعلم سرکم وجہرکم
ویعلم ما تکسبون بعد ازاں استنجے کو تشریف لیجاتے پہلے بایاں پیر خلا میں رکھتے
بعد اسکے داہنا اور یہ دعا مسنونہ پڑھتے اللھم انی اعوذ بک من الخبث والخبائث
بعد ازاں اوسجگہ جب بیٹھتے تو بائیں پیر پر زور رکھتے بعد فراغت کلوخ طاق استنجا
کرتے اور اسکے بعد پانی سے استنجا کرتے اور بیت الخلا سے باہر نکلتے وقت پہلے داہنا
پیر نکالتے بعد ازاں مستقبل القبلہ وضو کو بیٹھتے اور بوقت وضو کسی سے مدد طلب کرتے اور

اثنا جانب دست چپ رہتے اور ابتدا ہاتہہ دہونے مین یہ دعا پڑہتے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
بسم اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام الاسلام حق والکفر باطل پہلے داہنے ہاتہہ پر پانی
ڈالتے بعد ازان بائین پر بعد ازان دونون ہاتہہ جمع کرکے دہوتے اور انگلیون مین کف دست کی
طرف سے خلال کرتے اور بوقت مضمضہ مسواک استعمال فرماتے اور تین دفعہ داہنی طرف اور تین مرتبہ
بائین طرف کرتے پہر زبان پر کرتے اور اگر زیادہ کرتے تو رعایت وتر کرتے اور پہلے داہنی طرف
کے اوپر کے دانتون مین پہر نیچے کے دانتون مین بعد ازان بائین طرف کے اوپر کے دانتون مین پہر
نیچے کے دانتون مین اور ہر وضو مین التزام مسواک رکہتے تہے بعد فراغ مسواک کو اکثر خادم کے
سپرد کرتے اور وہ اوسکو اپنی پگڑی کے پیچ مین رکہ لیتا اور آپ مضمضہ دور ڈالتے تہے اور رعایت
تثلیث رکہتے تہے بوقت مضمضہ یہ دعا پڑہتے تہے اللھم اعنی علی ذکرك وعلی تلاوۃ القرآن
وعلی صلوۃ حبیبك علیہ الصلوۃ والسلام اور تین دفعہ استنشاق بہی تازہ پانی سے جدا
جدا کرتے اور بوقت استنشاق یہ دعا پڑہتے اللھم ارحنی رائحۃ الجنۃ ولا ترح عنی
غیر غضبان اور بوقت استنشا یہ دعا پڑہتے اللھم انی اعوذ بك من النار وسوء الدار
بحرمت النبی المختار وآلہ الابرار علیہ وعلیہم الصلوۃ بعدہ منہ مبارک پر کمال آہستگی
وسہولیت سے بالائے پیشانی سے پانی ڈالتے اور داہنا ہاتہہ داہنے رخسار مبارک اور بایان
ہاتہہ بائین رخسار پر گزارتے اور داہنے کو بائین پر تقدم کرتے تاکہ ابتدا داہنے سے ہو اور
منہ دہوتے وقت دستار مبارک پیچہے ہٹا دیتے تہے کہ ربع سر کہلجاوے اور وہانسے دہویا جاوے
اور منہ مبارک پر اس اندازسے پانی ڈالتے اور احتیاط کرتے کہ کپڑون پر قطرہ نہ پڑے اور منہ
دہوتے وقت یہ دعا پڑہتے نویت ان اتوضاء لرفع الحدث ولاستباحۃ الصلوۃ للہ تعالے
اللھم بیض وجھی بنورك یوم تبیض وجوہ اولیائك ولا تسود وجھی یوم تسود وجوہ
اعدائك اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ واشھد ان محمد عبدہ و
رسولہ علیہ الصلوۃ والسلام بعد ازان داہنا ہاتہہ کو کہنیون تک تین مرتبہ دہوتے

اور سر تین بار اسی طرح ہاتھ پھیرے تاکہ قطرہ نہ رہ جاوے اور اسی طرح سے بایاں ہاتھ دہووے اور انگلیوں
خلالوں میں پانی ڈالے اور داہنا ہاتھ دہوتے وقت یہ دعا پڑہے اللهم اعطني كتابي بيميني وحاسبني
حسابا يسيرا اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده
ورسوله اور بایاں ہاتھ دہوتے وقت یہ دعا پڑہے اللهم اني اعوذ بك ان تؤتيني كتابي بشمالي او من وراء ظهري وتحاسبني
حسابا عسيرا واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله عليه الصلوة
والسلام بعد ازاں داہنی ہتھیلی میں پانی لیکر بائیں کف دست اور انگلیوں پر ڈالکر اسطرح زمین پر ڈالے کہ
جیسیں بہاو رہیں اور تمام سر کا مسح کرلے اور اطراف سر دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں پیچھے سے آگے تک
پھیر لاوے اور یہ دعا پڑہے اللهم غشني برحمتك وانزل علي من بركاتك واظلني تحت عرشك بعد ازاں انہی
پانی سے مسح گوش باطن ساتھ سبابہ کے اور پشت گوش ساتھ انگشت کے کرلے اور یہ دعا پڑہے اللهم اعتق رقبتي
ورقاب ابائي من النار واعذني من السلاسل والاغلال اشهد ان لا اله الا الله واشهد
ان محمدا عبده ورسوله عليه الصلوة والسلام بعد ازاں داہنا پیر تین مرتبہ ٹخنوں سے اوپر
تک دہووے اور پھر تین مرتبہ اسی طرح ہاتھ پھیرے کہ قریب خشک کے ہو جاتا اور اسی طرح سے بایاں
پیر دہووے داہنا پیر دہوتے وقت یہ دعا پڑہے اللهم ثبت قدمي وقدم والدي على صراط
المستقيم يوم تزل اقدام المومنين اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله
عليه الصلوة والسلام اور بایاں پیر دہوتے وقت یہ دعا پڑہے اللهم اني اعوذ بك ان تزل
قدمي وقدم والدي عن صراط المستقيم يوم تزل اقدام المنافقين والكافرين في النار
بحرمة النبي المختار اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدا عبده ورسوله عليه الصلوة
والسلام اور بعد فراغ وضو یہ دعا پڑہے اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين
واجعلني من عبادك الصالحين واجعلني من ورثة جنة النعيم واجعلني من الذين
لا خوف عليهم ولا هم يحزنون واجعلني عبدا شكورا واجعلني ان اذكرك كثيرا و
اسبحك بكرة واصيلا اعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم انا انزلنا

تا آخر اور یہ دعا پڑہتے اللھم اشفنی بشفائك وداونی بدوائك وعصمنی من البلاء من الاھوال والامراض والاوجاع اور اعضاء وضو کپڑے سے پونچہتے بعد ازان پوشاک لطیف ونفیس پہنتے وبہ تجمل ووقار تمام متوجہ نماز ہوتے اور دو رکعت تخفیف گذارتے اور اون رکعت مین قرات بعد فاتحہ یہ آیہ پڑہتے والذین اذا فعلوا فاحشة او ظلموا انفسھم ذکروا الله فاستغفروا لذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا الله ولم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون۝ اولئك جزاءھم مغفرة من ربھم وجنات تجری من تحتھا الانھار خالدین فیھا ونعم اجر العاملین۝ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لھم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما۝ ومن یعمل سوءا او یظلم نفسه ثم یستغفر الله یجد الله غفورا رحیما۝ باقی نماز تہجد کو بطول قرارت ادا کرتے غالبًا دو تین سیپارہ قرآن پڑہتے تہے اور گاہ گاہ حالت غلبہ حضور مین نصف شب سے صبح تک ایک ہی رکعت مین گزر جاتے اور جب خادم پکارتا کہ صبح ہہونی جاتی ہے تب دوسری رکعت بہ تخفیف ادا فرماکر سلام پہیرتے پس ازان دوسری دو رکعتین بقرارت طویلہ لیکن اول سے کم ادا کرتے اور علی ہذا القیاس بعد کی رکعتین ایک دوسری سے کم ادا فرماتے بعد ازان تین وتر پڑہتے اور بعد فاتحہ پہلی رکعت مین سبح اسم ربك اور دوسری مین قل یا ایھا الکافرون اور تیسرے مین قل ھو الله احد پڑہتے سیوم رکعت مین بعد قل ھو الله قنوت حنفی کو قنوت شافعی سے ضم کرتے جیسے کہ حنفیونکی کتاب مین موجود ہے اللھم اھدنا فی من ھدیت وعافنا فی من عافیت وتولنا فی من تولیت وبارك لنا فی ما اعطیت وقنا ربنا شر ما قضیت انك تقضی ولا یقضی علیك انه لا یذل من والیت ولا یعز من عادیت تبارکت ربنا وتعالیت عما یقولوا الظلمون علوا کبیرًا اور اگر تراول شب پڑہ لیا کرتے تو نماز تہجد بارہ رکعت پڑہتے اور کبہی آٹہہ اور کبہی دس پر بہی اکتفا فرماتے اور اکثر نماز تہجد مین سورہ یسین پڑہتے اور فرماتے کہ اسکی قرارت مین منافع بسیار اور نتائج بشمار پائے ہین اور سورہ الم سجدہ اور سورہ الملك اور سورہ مزمل اور سورہ واقعہ اور چہار قل بہی پڑہتے تہے اور

بعدہٗ تا آخر سورہ آل عمران اسطرح سے پڑھتے ان فی خلق السموات والارض واختلاف اللیل والنہار
الی آخر السورۃ اور ستر دفعہ سبحان اللہ پڑھتے اور کبھی کبھی آیۂ کریمہ ربنا انی ظلمت نفسی فاغفر لی
بعد ازاں ستر مرتبہ پڑھتے بعدہٗ صبح تک مراقبہ کرتے یا کلمہ طیبہ پڑھتے یا قبل از صبح موافق سنت سید
علی مصدرہ الصلوٰۃ والسلام سو جاتے تا تحیۃ النوم میں داخل ہو اور قبل صبح بیدار ہوئے اور صبح
حدیدہ دو رکعت گھر پڑھتے بعد ازاں سنت قبلہ اپنا ہاتھ واسطے رخسار کے نیچے رکھکر لیٹ
جاتے پھر اوٹھکر متوجہ مسجد ہوتے لیکن آخر میں یہ اضطجاع ترک کر دیا تھا بعد ازاں فرض فجر تکبیر تحریمہ
کبیر اول وقت آخر غلس میں ادا کرتے اور خود امامت فرماتے اور طوال مفصل پڑھتے بعد ادائے
فرض اوسی جلسہ میں دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت
بیدہ الخیر وھو علی کل شی قدیر اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار بعد ازاں یہ آیۂ کریمہ تلاوت کرتے
والٰھکم الٰہ واحد لا الٰہ الا ھو الرحمن الرحیم وحم تنزیل الکتاب تا الیہ المصیر وایۃ الکرسی
و کریمہ فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون الی تخرجون پھر مریدوں کی طرف
رجوع ہو کر دعا کیواسطے ہاتھ اوٹھاتے بعد دعا دونوں ہاتھ سہ مبارک پر لاتے بعد ازاں مع اصحاب
حلقہ ذکر فرماتے اور شغل باطنی میں تا اشراق آفتاب بقدر نیزہ مشغول رہتے حلقہ میں کبھی کبھی حافظ
قرآن ہی سنتے اور بعد فراغ دو رکعت نماز پڑھتے اول رکعت میں بعد فاتحہ آیۃ الکرسی اور سورۂ لیس
مانعہ نی الصور اور دوسری رکعت میں اس آیۃ سے تا آخر سورۃ مذکورہ و سورۃ والشمس پھر دو
رکعت بہ نیت استخارہ پڑھتے کبھی اول رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں قل
ھو اللہ اور کبھی پہلے میں سبح اسم و الم نشرح و قل یا ایھا الکافرون اور دوسری میں
قل ھو اللہ احد تین مرتبہ اور معوذتین ایک ایک بار پڑھتے اور بعد تشہد و درود استغفار اسطرح
پڑھتے اللھم انت ربی لا الٰہ الا انت خلقتنی و انا عبدک و انا علی عھدک و وعدک
ما استطعت اعوذ بک من شر ما صنعت ابوء لک بنعمتک علی و ابوء بذنبی فاغفر لی
فانہ لا یغفر الذنوب الا انت بعدہ دعاء استخارہ پڑھتے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک

اقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم انک انت
علام الغیوب اللھم ان کنت تعلم ان ما ارید من ای عمل کان خیر الی فی دینی ودنیائی ومعاشی وعاقبت امری
او عاجل امری وآجله الیوم فاقدره لی ویسره لی ثم بارک لی فیه وان کنت تعلم ان ما ارید من العمل ای عمل کان
شر لی فی دینی ودنیاری ومعاشی وعاقبت امری او عاجل امری وآجله الیوم فاصرفه عنی و
اصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ثمہ ارضنی به وصلی الله تعالی علی خیر خلقه
محمد واله واصحابه اجمعین وبوقت شام بعد اتمام اوابین بھی دعاء استخارہ پڑھتے اور
جب بعد نماز صبح سکوت فرماتے تو بعض دعوات یومی بعد اشراق پڑھتے دعوات یہ ہین
اصبحنا واصبح الملک لله والحمد لله اللھم انی اسئلک خیر ما فی ھذا الیوم نوره وبرکته
وھداه واعوذ بک من شر ما فی ھذا الیوم وشرما اصبحنی من نعمت او باحد من
خلقک فمنک وحدک لا شریک لک فلک الحمد ولک الشکر اور تین مرتبہ اعوذ بکلمات
الله التامات من شر ما خلق اور تین دفعہ بسم الله الذی لا یضر مع اسمه شیء فی الارض
ولا فی السماء وھو السمیع العلیم اور سات دفعہ اللھم نجنی قبل ان یبنی الموت اور سات دفعہ
اللھم الھمنی رشدی واعذنی من شر نفسی اور سات دفعہ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا
وھب لنا من لدنک رحمة انک انت الوھاب اور سات مرتبہ یا مقلب القلوب ثبت
قلوبنا علی طاعتک اور سات مرتبہ اللھم وفقنا لمرضیاتک وثبتنا علی طاعتک اور سات
دفعہ اللھم اغفر لامة محمد صلی الله علیه وسلم اور سات دفعہ رب انی ظلمت نفسی
فاغفر لی اور سو دفعہ سبحان الله وبحمده او ۳۳ تینتیس دفعہ سبحان الله اور ۳۳ تینتیس دفعہ الله اکبر
اور ایک دفعہ لا اله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد بیده الخیر وھو
علی کل شیء قدیر اور بعض ادعیہ کو بعد نماز اوابین پڑھتے اور ان چار کلمات کو بعد فرض
کے بعد موافق اعداد مذکورہ بالا پڑھتے اور اگر شام کو پڑھتے تو بجائے الیوم اللیل
پڑھتے اور بجائے اصبح امسی پڑھتے بعد ازان خلوت مین تشریف لیجاتے اور

مقتضائے حال کبھی قرآن شریف پڑھتے اور کبھی کلمہ طیبہ کا تکرار کرتے اور گاہ گاہ طالبان حال کو جدا
جدا طلب کر کے احوال پرسی فرماتے اور ہر ایک کے حال کے موافق ارشاد فرماتے اور بسا اوقات
ایسا ہوتا کہ اونکا احوال جیسا اونکا تھا اس سے خود تفصیل و شرح فرماتے اور مقامات اور کیفیات سے
آگاہ کرتے اور کبھی خاص خاص اصحاب کو طلب فرما کر اسرار خاصہ و معارف مکتومہ بیان فرماتے اور
اونکے پوشیدہ رکھنے میں کوشش کرتے اور معارف بیان کرتے وقت محسوس ہوتا کہ گویا القاء
و اعطا حال کرتے ہیں بارہا ایسا اتفاق ہوتا کہ جس وقت کوئی معرفت حضرت کی زبان سے
سنتے مجرد سننے کے اوس معرفت سے بتوجہ حضرت متحقق ہو جاتے۔ اکثر حضرت کے اصحاب کو
خاموشی کی صحبت ہوتی اور اصحاب پر اسقدر دہشت و ہیبت غالب تھی کہ مجال انبساط و دم زدن
نہ تھی اور حضرت کی تمکین اسدرجہ کی تھی کہ باوجود تواتر و تکاثر واردات متنوعہ و متلونہ ہرگز کبھی
اثر تلوین ظاہر نہیں ہوا البتہ بسبیل ندرت چشم پر آب ہو جاتے اور گاہ گاہ اثنائے بیان حالیت
میں تلون رنگ رخسار مبارک ہو جاتا جب صحوہ کبری ہو جاتا تو حضرت نماز ضحی کی آٹھ رکعت
ادا کرتے سرحید کہ چار رکعت جو کہ اول پڑھتے تھے داخل ضحی تھیں حاصل یہ کہ نماز صبح بارہ رکعت
پڑھتے اور کبھی بسبب قلت اونہیں چار رکعت پر جو کہ اول روز پڑھتے اکتفا فرماتے اور کبھی
دس اول پر۔ اور قرأت نماز چاشت میں بعد فاتحہ سبح اسم والشمس واللیل والضحی
و چہار قل پڑھتے تھے بعد ازاں گھر میں تشریف لیجاتے اور کھانا تناول فرماتے اور کھانے کے وقت
دوستوں و درویشوں کو طعام تقسیم فرماتے حضرت کے گھر کا کھانا نہایت لذیذ ہوتا تھا جب حضرت
لشکر سلطان کے ہمراہ میں تھے تو لشکر کا ایکدفعہ سرہند گذر ہوا حضرت نے سلطان کی دعوت
کی سلطان نے جب کھانا کھایا تو نہایت خوش ہوا اور کہا کہ ایسا لذیذ کھانا کبھی نہیں کھایا اپنے
باورچیوں کو حکم دو کہ ہماری باورچیوں کو ایسا کھانا پکانا سکھلادیں حضرت نے فرمایا کہ تمہاری
باورچیوں سے ایسا کھانا نہیں پک سکتا۔ راقم کہتا ہے کہ اس کھانی سے اور سلطانی کھانی
سے کیا نسبت یہ سراسر حلال وہ سراسر مشتبہ اسمیں حضرت کی نسبت و انوار ساری

اوسین سلطان کی دیکہنون کی غفلت و ظلمت بہر ہی ہے چہ نسبت خاک را با
تعجب کی بات ہے کہ جو حضرت مرشدی و مولائے حضرت مولنا حافظ غلام نبی صاحب
للّہی کے کہانے مین لذت ہوتی خواہ وہ کیسا ہی خشک ہو دوسری جگہ کی کہانی مین خواہ
وہ کیسا ہی مرغن ہو مزا نہوتا وہی سرایت نسبت و نور سبب ہے اور مین انگلیون سے نوالہ لیتے
اور لگہے گا سبب ہاتہہ طبق کو لیجاکر منہ کو لیجاتے اور مزا لیتے گویا کہ کہانی کی رغبت نہین ہے
محض اس نیت سے کہ کہانا سنت ہے تناول فرماتے اور کہاتے وقت سنت طریق سے
جلسہ فرماتے اور بعض اوقات کہانیسے قبل بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا
فی السماء وھو السمیع العلیم فاللہ خیر حافظا وھو ارحم الراحمین اور سورہ لایلف
پڑہتے اور بعد فراغ از طعام یہ پڑہتے الحمد للہ الذی اطعمنی ھذا الطعام اللطیف الطیب بغیر
حول ولا قوۃ اور اگر طعام شیرین ہوتا تو ھذا الطعام اللطیف الحلو فرماتے اور کبھی کبھی
دعا بھی پڑہتے الحمد للہ الذی اطعمنا واسقانا واشبعنا وآوانا وجعلنا من المسلمین اللھم
اغفر لآکلہ ولباذلہ ومن کان لہ سعی فیہ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ
وسلم و اگر صاحب طعام حاضر ہوتا تو فرماتے جزاکم اللہ خیرا اور اگر صاحب طعام غائب ہوتا
تو جزاھم اللہ خیرا اور کبھی یہ دعا پڑہتے اللھم ارزقنی ما یحب وترضی جعلھا عونا علی
ما یحب بعد طعام تہوڑی دیر بحکم سنت قیلولہ فرماتے اور جیسے ہی سایہ پہرا اور موذن اذان کہتا
بمجرد استماع اللہ اکبر بے اختیار بقوت و عجلت تمام بستر سے زمین پر اوتر آتے اور اسمین ناغہ
نہوتا اور بوقت سننے اذان کے اعادہ کرتے مگر وقت حیلتین لاحول پڑہتے اور بعد ازان دعاء
اذان پڑہکر فی الفور ہی اوٹہہ کہڑے ہوتے اور وضو کرکے نفیس پوشاک پہنکر مسجد مین تشریف
لیجاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑہتے بعد ازان چار رکعت سنت زوال بطول قرات ادا
کرتے اور فرماتے کہ رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمان طفولیت سے تا زمان رحلت سنت
زوال ترک نہین کین اور اوسمین طوال مفصل پڑہتے اور کبھی بمقتضائے گنجائش اقتضاء

قرأت پر ہی اکتفا فرماتے بعد ازاں چار رکعت سنت موکدہ ظہر کے پڑھتے اور یہاں بعد تکبیر اقا
کہتے اور خود امام ہوتے اور فرض ظہر پڑھتے اور قرأت طوال پڑھتے اور بعد فراغ فرض یہ دعا
اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یا ذی الجلال والاکرام پڑھکر کھڑے ہو جاتے
بعد ازاں دو رکعت سنت موکدہ پڑھتے اور پھر چار رکعت سنت زائدہ پڑھتے بعد ازاں ادعیہ
کہ بعد ظہر ماثورہ ہیں پڑھتے اور اسکے بعد قوم کیجانب متوجہ ہو بیٹھتے اور اصحاب حلقہ کر لیتے اور حافظ
قرآن پڑھتا اور حضرت یاروں کی طرف مراقب و متوجہ بیٹھ جاتے بعد فراغ از حلقہ دو ایک
سبق دینی درس فرماتے اور جب وقت عصر ہو جاتا تو تجدید وضو کیواسطے اوٹھتے اور بعد
کر لینے دو مثلوں اور سایہ اصلی کے اول وقت عصر مسجد میں آتے اور آتے ہی دو رکعت تحیۃ
اور چار رکعت سنت عصر ادا کرتے بعد ازاں خود امام ہوتے اور جماعت فرض عصر کی
کثیر ادا کرتے بعد ازاں ادعیہ ماثورہ وقت عصر کو پڑھکر قوم کیطرف پھر بیٹھتے اور اصحاب
حلقہ کرتے اور حافظ قرآن پڑھتا اور حضرت اور اصحاب مراقب بیٹھتے اور کبھی احوال ہر ایک کا
شغل کرتے اور متوجہ احوال طالبان ہو کر اونکے ترقی کیواسطے ہمت فرماتے اور کبھی کچھ اور
عمل صالح کرتے بعد ازاں اول وقت نماز مغرب پڑھتے اور بعد ادائے فرض دس مرتبہ لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت بیدہ الخیر وھو علی کل
شیء قدیر پڑھتے اور سات دفعہ اللھم اجرنی من النار پڑھتے اور بعد ازاں چار رکعت
نماز اوابین پڑھتے اور اکثر اوقات اون میں سورۂ واقعہ و سورہ کا اخلاص مکرر وغیرہ قرأت
پڑھتے اور نماز عشاء کو بعد از زوال سیاہی افق کہ نزدیک امام اعظم شفق اوسی سے مراد ہے
دو وقت متفق علیہ ہے مسجد میں تشریف لاتے اول دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے بعد ازاں چار
رکعت سنت یا دو رکعت گذارتے اور پہلی رکعت میں الم سجدہ اور دوسری میں سورۃ ال
اور تیسری میں قل یا اور چوتھی میں قل ھو اللہ احد اور کبھی چار دو میں چاروں قل پڑھتے ا
دو میں الم سجدہ اور سورہ الملک ہمیشہ پڑھتے اور بغیر اسکے کہ ادعیہ پڑھیں اللھم

انت السّلام الخ پڑہکر اوٹہہ کہڑے ہوسلتے اور دو رکعت سنت موکدہ پڑہتے بعدازان
چار رکعت اور مستحب پڑہتے بعدازان وتر پڑہتے بعدازان سورہ الم سجدہ پڑہتے
اور کبہی بعد فرض چار رکعت مین سورہ سجدہ وتبارك وقلیا وقل هوالله پڑہتے
اور کبہی چار قل ہی پڑہتے اور وتر مین اکثر سبح اسم وقلیا ایها الکافرون اور قل هواللہ
پڑہتے اور دعا قنوت حنفی و شافعی کہ حنفیون نے جمع کہا ہے جمع کرتے بعدازان دو رکعت
بیٹہکر پڑہتے اول رکعت مین اذا زلزلت الارض اور دوسری مین قلیا پڑہتے اور آخر
مین ان دو رکعت کو ترک کر دیا تہا اور فرماتے تہے کہ اسمین اختلاف ہے - بروقت نماز
حضرت ہر دو ابہام حضرت کے نماز پڑہنے کا طور کان کی لو تک لیجاتے اور ہاتہون کی انگلیون کو
بغیر اسکے کہ کہلی یا جڑی رکہین بلکہ متوجہ قبلہ رکہتے اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ہاتہون کو نیچے
لاتے اور زیر ناف داہنا ہاتہہ بائین ہاتہہ پر اسطور سے رکہتے کہ داہنے ہاتہہ کے خنصر اور ابہام
سے حلقہ ہو جاتا اور تین انگلیان کلائی پر لمبی لمبی رکہین جاتین اور دونون پیرون کے
درمیان چار انگشت کا فاصلہ ہوتا اور دونون پیرون پر برابر زور رکہتے اور ایک پر زور
دیکر دوسری کو آرام نہ دیتے اور قیام مین سجدہ کی جگہ نگاہ رکہتے اور نہایت تجوید و تعمق معانی
و اسرار قرآنی سے قرارت پڑہتے بعدازان تکبیر کہتے ہوئے رکوع مین جاتے اور قدمون پر
نظر رکہتے اور سر پشت کے ساتہہ برابر کہتے اور زانو انگلیان کہولکر بقوت پکڑتے اور زانو کو
ٹیڑہا ہونے دیتے بعدازان قومہ بمقدار تسبیح کرتے اور در حال انفراد سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد
پڑہتے اور دونون سجدون کے درمیان بقدر تسبیح جلسہ کرتے اور سجدہ مین ناک کے نرمہ پر
نگاہ رکہتے اور پیٹ کو زانو سے اور زانو کو بازو سے جدا رکہتے اور بوقت سجدہ تمام اعضا
پر برابر زور دیتے اور تشہد مین دونون پیرون کی انگلیون کو قبلہ کیجانب متوجہ رکہتے اور
کنار پر نظر رکہتے اور حضرت کے تمام اصحاب نماز مین حضرت کی تقلید کرتے - بہت سے
آدمی حضرت کو نماز پڑہتے ہوئے دیکہکر فریفتہ ہوگئے بعد نماز عشاء اور قبل سونے کے

حضرت سورۂ فاتحہ وآیۃ الکرسی وآمن الرسول تا آخر وان ربکم اللہ الذی خلق السموات
والارض تا من المحسنین قل ادعوا اللہ وادعوا الرحمن الخ اور تبارک تک پڑھتے اور سوتے وقت
لیٹتے پہلوئے راست پر تکیہ کرتے اور داہنے ہاتھ کو داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھتے اور
یہ دعا پڑھتے اللہم باسمک ربی وضعت جنبی وبک ارفعہ ان امسکت نفسی فارحمہا وان ارسلتہا
فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت الیک وجہت وجہی الیک
وفوضت امری الیک والجات ظہری الیک رغبۃ ورہبۃ الیک لا ملجا ولا منجا
الا الیک اللہم انی آمنت بکتابک الذی انزلت وبرسولک الذی ارسلت اللہم
انی احمدک بکل لسان واستعیذ بک من البلایا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
اعوذ بکلمات اللہ التامات کلہا من شر ما خلق تین مرتبہ اس کلمہ کا تکرار کرتے تینتیس
مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر یمیت وہو حی لا یموت
ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام وہو علی کل شیء قدیر اور سو دفعہ اور سبحان اللہ وبحمدہ
پڑھتے اور سو دفعہ بعد نماز تہجد کے بھی پڑھتے اور سو دفعہ پھر بعد مواظبت رکھتے پھر ادا
کرتے نماز جمعہ کو جسطرح کہ علماء حنفیہ نے فرمایا ہے اسیطرح ادا کرتے اور بعد فرض جمعہ
سات دفعہ سورۂ فاتحہ اور سات دفعہ سورۂ اخلاص اور سات دفعہ معوذتین مع بسم اللہ پڑھتے
اور صلوۃ ظہر کو قبل جمعہ ادا کرتے لیکن اسکو مکروہ جانتے لیکن بعد ادائے جمعہ پڑھتے
اسواسطے کہ شرائط جمعہ بقول بعضے اسوقت پائے نہیں جاتیں اور اسطرح نیت کرتے
نویت ان اصلی للہ تبارک وتعالی اربع رکعات آخر ظہر ادرکت وقتہ ولم اؤدہ اور
نماز ظہر کو بجماعت پڑھتے اگر کبھی کچھ بیماری وغیرہ ہوتی اور نماز جمعہ کو نہ پہنچتے تو ظہر ادا
کرلیتے اور اسیطرح سفر میں بھی طریقہ جاری رکھتے باوجود اسکے کہ نماز بجماعت ادا کرنیکے بہت
حریص تھے اور فرماتے تھے کہ ہم تابع مجتہد میں اونہوں نے جو کچھ فرمایا ہے کیا چاہیے اور اسکو

منع کیا ہے نہ کرنا چاہئے اور آخر عشرۂ رمضان میں مسجد مین معتکف بیٹھتے اور عشرہ ذالحج
مین بہی عزلت کرتے اور ان عشرات مین طاعات واذکار وصیام کے بہت حریص
ہوتے اور درود پڑہتے اور شبہائے جمعہ کو مع اصحاب حلقہ کرکے ہزار بار درود شریف
پڑہتے عید الضحی کو راہ مین تکبیرین بلند کہتے جاتے اور عشرہ ذالحجہ کو حاجیون کی شباہت کرکے
سر اور ناخن نہ ترشواتے لیکن یہ جو متعارف ہے کہ عرفہ کے روز لوگ صحرا مین سر برہنہ دو
رکعت نماز واسطے شباہت اہل حج کے ادا کرتے ہین نہ کرتے لیکن بعضے ادعیہ ماثورہ پڑہا
کرتے اور عشرہ ذالحج مین ہر روز نماز عشاء اور نماز فجر کی دوسری رکعت مین سورۂ والفجر پڑہتے
کسوف وخسوف پڑہتے اور نماز تراویح کو بیس رکعت ادا کرتے اور سفر وحضر مین سنت
تمام ادا کرتے اور تین قرآن شریف سے کم ایام صیام مین ختم نہ کرتے اور ہر چہار رکعت تراویح
کے بعد تین دفعہ سبحان ذی الملك والملكوت سبحان ذالعزت والعظمت والهيبت والقدرت
والكبرياء والجبروت سبحان الملك الحي الذي لا يموت لا ينام سبوح قدوس ربنا
ورب الملائكة والروح اللهم اجرني من النار بالجهر بالجهر اور دیگر ایام مین
چونکہ حافظ قرآن تھے بعد ظہر ہمیشہ تلاوت فرماتے تھے اور خلوات مین استماع قرآن ہمیشہ
جاری تہا اور نماز وغیرہ مین اسطرح قرأت پڑہتے تھے کہ گویا ادا معنی ضمن الفاظ مین فرماتے
جاتے ہین اور سامعین کو بدیہی طور سے معلوم ہوتا تہا کہ اسرار قرآنی اوس مقرب سبحانی پر
وارد ہورہے ہین بہت سے آدمی جو کہ مرید بہی نہوتے تھے کہتے کہ حضرت قرآن اسطور سے
پڑہتے ہین گویا الفاظ اونکے دل سے نکلتے ہین اور ہرگز آواز بنا کر نہ پڑہتے تھے اور نماز تراویح
مین اکثر سامعین کو غنودگی ہو جاتی تہی لیکن حضرت کو کبہی کچہہ نہوتی تہی اور اسیطرح کہڑے
کہڑے قرآن سنتے ملا بدر الدین سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لکہتے ہین کہ ایک روز مین نے حضرت سے
عرض کی کہ کیا باعث ہے کہ آپ کو کبہی غنودگی نہین ہوتی فرمایا کہ شناوری دریائے
اسرار قرآنی فرصت نہین دیتی کہ پلک بہی جہپکاؤن۔ سفر مین منزل پہونچنے تک تلاوت



قرآن فرماتے اور جس وقت آیۃ سجدہ آتی فی الفور سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرتے اور حالت انفراد
میں تسبیحات رکوع و سجود پانچ و سات بلکہ نو و گیارہ پڑھتے اور کبھی تین ہی مرتبہ پر اقتصار فرماتے حسب
سنت اور حالت امامت میں چار دفعہ کہتے چند مدت بحالت امامت پانچ مرتبہ تسبیح رکوع و سجود میں
کہتے کہ حضرت حق جل و علی سے مسموع ہو گئی اور چار دفعہ کہنا شروع کیا تاکہ مقتدی تین مرتبہ تو ضرور
کہیں اور اسیطرح اسباب کی احتیاط کرتے کہ سنت میں نقصان نہو اور اسیطرح ایسی بھی احتیاط کرتے
کہ زیادتی بھی نہو اور سوائے نماز تراویح و کسوف و خسوف اور کسی نفل کی جماعت نکراتے اور اسکو
مکروہ جانتے اور ہر کام میں نماز استخارہ سے شروع کرتے اور کبھی دعا استخارہ ہی پر اکتفا فرماتے اور
تشہد میں انگشت شہادہ سے اشارت نکرتے کہ مذہب بعض میں حرام و مکروہ ہے ہر چند کہ بہت سے
علما اسکی سنیت کے بھی قائل ہیں مگر بحکم اذا دار الامر بین السنة والکراهة فترکه
اولی مع ذالک کبھی کبھی بمقتضائے حدیث نوافل میں اشارت بھی کرتے تھے تاکہ یہ عمل متروک
مطلق نہو اور فاتحہ ارواح پر جہات کیواسطے بعد نماز جو کہ مرسوم مشائخ زمانہ ہے نہ پڑھتے تھے
اور مریض کی عیادت کو جاتے اور ادعیہ ماثورہ مریض پر پڑھتے اور دفع مرض کیواسطے
توجہ باطنی فرماتے اور قبور کی زیارت کو جاتے اور مدعا و استعانت مدد فرماتے اور اموات سے
استعانت جائز رکھتے بلکہ خود بھی کرتے اور باطن سے توجہ دفع عذاب و ترقی درجات کیلئے
دعوت خاص قبول فرماتے اور دعوت عام میں تشریف نہ لیجاتے۔ اور مجلس سرود و مولود والی
میں حاضر ہوتے [illegible] مکتوب [illegible]
ذکر جہر کو ترک اولی جانتے خواص بشر کو خواص فرشتوں پر فضل دیتے اور نبوت کو ولایت سے
افضل جانتے اگرچہ ولایت اوسی نبی کی کیوں نہو اور حلیہ صحو کو حلیہ سکر پر ترجیح دیتے اور جو جاہل
نصیب عوام کالانعام سے کہتے اور بر اولیاء عشرت کو جو کہ خلائق کی ہدایت میں مشغول ہیں اولیائے
عزلت سے جو کہ جنگل و پہاڑ وغیرہ میں بیٹھے ہیں بہتر جانتے اور تمام اصحاب کو تمام اولیاء امت
سے خواہ وہ قطب ہوں یا غوث افضل جانتے اور مشاجرات صحابہ کو اجتہاد پر محمول فرماتے

اور ہوائے نفسانی سے مبرا سمجھتے طرق مشایخ مین طریقہ نقشبندیہ کو افضل سمجھتے اور فرماتے یہ
طریقہ طریقہ اصحابؓ ہے اور جو کہ اس طریقہ مین بدعات مثل جہر استغفاری ہین ناپسند فرماتے معہذا شیخ محی الدین ابن العربی
کو بنیکی یاد فرماتے بلکہ اظہار محبت فرماتے معہذا یہی ارشاد کرتے کہ ہر چند مجکو شیخ سے محبت ہے مگر بعض علوم
کشفی مین اونکی پیروی نہین کرتا اور حق اونکے خلاف سمجہتا ہون اگر خطا کشفی کو در رنگ خطا اجتہادی بعید از مواخذہ
جانتے بعض کتب مثل بیضاوی و بخاری و مشکوٰۃ و ہدایہ و شرح مواقف و بیضاوی حاشیہ عضدی و
عوارف کا درس بہی فرماتے تحصیل علوم کو سلوک صوفیہ پر مقدم کرتے اور فرماتے کہ صوفی جاہل
سخرہ شیطان ہے اور اگر کبہی سفر جانیکا اتفاق ہوتا تو دوشنبہ و پنجشنبہ کو شروع کرتے اور باقی ایام
کو بہی سفر کے واسطے مبارک جانتے کہ الایام ایام اللہ والعباد عباد اللہ اور جب سفر پر متوجہ ہوتے
تو دو رکعت نماز استخارہ پڑہتے اول رکعت مین قل یا ایہا الکافرون اور دوسری مین قل ہو اللہ
احد اور دعاء استخارہ بہی پڑہتے اور برآمد ہوتے وقت سورۃ فاتحہ و آیۃ الکرسی اور چارون
قل پڑہتے اور جسوقت سوار ہوتے تکبیر کہتے اور یہ آیۃ کریمہ پڑہتے سبحان الذی سخر لنا ہذا و
ما کنا لہ مقرنین و انا الی ربنا لمنقلبون اور جب شہر یا قریہ مین داخل ہوتے تو یہ پڑہتے
اللہم اسئلک خیرا ہذا المقام و خیر من بہ اور جب منزل پر نزول فرماتے تو یہ دعا پڑہتے
رب انزلنی منزلا مبارکا و انت خیر المنزلین اور اثناء عبور راہ مین اور ترپٹے اور تین مرتبہ
یہ دعا پڑہتے اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق اور دو رکعت نماز بہی پڑہتے اور
سفر مین ہمراہیون کو تلاوت سورۃ قریش کی ترغیب دیتے اور اسیطرح جس منزل مین پہونچے
واسطے خیریت منزل کے دعاء استخارہ پڑہتے اور بوقت تند ہوا چلنے کے یہ دعا پڑہتے اللہم
اجعلہا ریاحا و لا تجعلہا ریحا اللہم انی اسئلک خیرہا و خیر ما ارسلت بہ اعوذ بک من شرہا
و شر ما ارسلت اور بوقت آواز رعد و ظہور صاعقہ یہ تسبیح پڑہتے سبحان من یسبح الرعد بحمدہ
و الملائکۃ من خیفتہ و یرسل الصواعق اور اگر کسیکو بلا مین مبتلا دیکہتے تو یہ پڑہتے الحمد للہ
الذی عافانی مما ابتلاک بہ و فضلنی علی کثیر ممن خلقہا تفضیلا و جعلنی من المسلمین اور

اگر کوئی بات بری دیکھتے تو بھی یہی دعا پڑھتے اور کاغذ کی کبھی تعظیم کرتے حتی کہ ایک مرتبہ
کی نقل ہے کہ حضرت ساتھیوں کے ہمراہ تھے ایک مرتبہ لشکر سلطانی گنگا پر خیمہ زن ہوا حضرت نے
سب ہمراہیوں سے منع کر دیا کہ اس دریا کا کوئی پانی پئے کہ ہندؤں کا معبود ہے وہاں سے دور
ایک کنواں تھا وہاں سے پانی منگایا اور ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت کسی جگہ تشریف لیگئے
وہاں کنواں پانی کا نہ تھا کسی مخلص نے دولیے سقا کا پانی کہ وہاں سے تین چار
کوس پر تھا حضرت کے استعمال کیواسطے منگایا جب آپکو معلوم ہوا فرمایا کہ اس پانی کے بیچ میں اسکی
تعظیم پائی جاتی ہے اس سے فقط استنجا کریں۔ اور جب آئینہ دیکھتے یہ پڑھتے۔ اللھم کما
حسنت خلقی حسن خلقی وحرم وجھی علی النار اور اگر بازار میں گذر ہوتا تو کلمہ تمجید پڑھتے
لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت
وھو علی کل شیء قدیر ابدا ابدا ذو الجلال والاکرام اور جسوقت مسجد میں آتے
اگر وقت مکروہ نہ ہوتا تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھتے اور اسمیں کبھی فرق نہ آتا اور جو وقت داخل ہوتے
نیت اعتکاف فرماتے اور اسطرح نیت کرتے ان اعتکف مادمت فی ھذا المسجد اور جب
گھر سے باہر تشریف لاتے تو یہ پڑھتے توکلت علی اللہ واعتصمت باللہ لا حول
ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور جب ہلال دیکھتے تو پڑھتے اللھم اھلہ علینا بالامن
والایمان والسلامۃ والاسلام ربی وربک اللہ اور ہاتھوں کی انگلیوں سے نقش لفظ
اللہ بناتے اور اگر مریض کی عیادت کو جاتے تو عافاک اللہ کہتے اور جب لباس پہنتے تو
پڑھتے الحمد للہ الذی کسانی ھذا الثوب بغیر حول منی ولا قوۃ اور لباس کا نام بھی تعیین کرتے
اگر عمامہ پہنتے تو ھذا العمامۃ اور قمیص ہوتا تو ھذا القمیص فرماتے اور اگر کوئی اور پوشاک ہوتی تو فرماتے
البس جدیدا وعش حمیدا ومت شہیدا غرض کہ ہر ایک امر میں حضرت کمال رعایت سنت
و مستحب رکھتے تھے اور اس امر کی خادموں کو بھی نہایت تاکید ہوتی تھی۔ **نقل ہے** کہ
ایک روز حضرت نے خادم سے فرمایا کہ فلانی جگہ قسم نعل رکھی ہیں اون میں سے تہبندی

نے آدمی روم سے چہہ دانہ لاکر سامنے رکہے آپنے ترش ہوکر فرمایا کہ ہمارے صوفی کو ابہی تا
معلوم نہین کہ اللہ وتر ویحب الوتر پہر فرمایا کہ رعایت قدر مستحبات سے ہر مستحب کو لوگ کیا سمجہے
ہین مستحب دوست داشتہ اللہ تعالیٰ ہے اگر دنیا و آخرت کو ایک ایک مستحب کے عمل مین دین تو بہی
کچہہ نہین فرمایا کہ مین اسقدر رعایت مستحب کی تا ہون کہ منہ دہوتے وقت خیال رہتا ہے کہ پہلے
پانی دا ہنے رخسار پر پڑے کیونکہ یعنی داہنے سے شروع کرنا مستحبات سے ہے **نقل ہے** کہ ایک
مرتبہ حضرت نے ایام سخت مین روزہ رکہنے شروع کئے اور باعث نحافت بدن کے دشوار ہوئی کسی نے
عرض کی حضرت یہ کیا دن روزہ رکہنے کے ہین فرمایا کہ ایک مرتبہ انہین ایام مین ماہ رمضان
گزرا ہے اوسمین اکثر دن کو استنجا کرنیکا اتفاق ہوا تہا اوسکی قضاء احتیاطی ہے اور اسی تقریب
مین اپنی والدکا ذکر کیا کہ جہانتک ممکن ہوتا روزہ دنمین دنکو استنجا نکرتے اور اگر بضرورت اتفاق ہوجاتا
تو اوسکی قضا رکہتے سبحان اللہ نعم السلف ونعم الخلف اور جس طرح حضرت رعایت مستحبات کرتے تہے
اسیطرح رعایت اداب بہی تہی **نقل ہے** کہ ایکمرتبہ حضرت پلنگ پر بیٹہکر دفعتاً اوٹہہ کہڑے ہوئے
اور فرمایا کہ بچہونے کے نیچے کاغذ ہی نکال لو گویا اسقدر گوارا نکیا کہ اتنے خادم کاغذ نکالے آپ بیٹہے
رہین اور ایکمرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک حافظ فرش پر بیٹہا ہوا قرآن پڑہتا تہا حضرت نے جو خیال کیا تو
اپنے نیچے فرش زیادہ پایا جیسا کہ صدر نشین کے ہوتا ہے فی الفور وہ فرش زیادہ اپنے نیچے سے نکال دیا
اور اوس حافظ کے ہم فرش ہوگئے - خواجہ محمد ہاشم کشمی نے لکہا ہے کہ ایکمرتبہ حضرت پیشاب
کرنے تشریف لیگئے جب وہان بیٹہے تو دیکہا کہ ناخن پر سیاہی کا نکتہ لگا ہے دل مین خیال
گزرا کہ یہ نکتہ اسباب کتابت حروف قرآنی سے ہے معہ اسکے اسجگہ بیٹہنا خلاف ادب ہے یہ سوچکر فی الفور
باہر نکل آئے اور ہاتہہ دہوکر پہر استنجہ کو تشریف لیگئے -

مقام چوتہا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے سلوک کے بیان مین

سلوک مجددی سے لطائف عشرہ وسہ گانہ ولایت وکمالات ثلثہ وحقائق سبعہ سے مراد ہے

واضح ہو کہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے نزدیک انسان ایک مجموعہ اجزاء عشرہ میں اربعہ عناصر
ونفس ناطقہ و قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ ہے اور انہیں کو لطائف عشرہ بھی کہتے ہیں منجملہ ان کے
اربعہ عناصر و نفس ناطقہ عالم خلق سے ہیں اور لطائف خمسہ یعنی قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ
عالم امر سے جملہ قوائے انسانی انہیں اجزا سے مرکب ہیں اور یہ اجزاء آپس میں ایک دوسرے کے
ضد ہیں جس طرح کہ اربعہ عناصر ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی طرح پنجگانہ عالم امر میں بھی علیحدہ
علیحدہ خاصیت ہے نفس ناطقہ خود بخود ان جزوں سے یکسان تابع ہی نہیں ہو سکتا تا آنکہ یہ بکھر
جاتا ہے کہ سب اسکی فرمانبردار ہوں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان ضدوں کو ایک
جگہ جمع کر کے ایک مزاج خاص اور ہیئت وحدانی عطا فرمائی اور اسکو ایک صورت خاص بخشی
کہ اجزاء منتشرہ متضادہ کی حفاظت کرے اور اس مجموعہ کا نام انسان رکھا اور باعتبار جامعیت
وحصول ہیئت وحدانی تشریف خلافت مشرف فرمایا یہ دولت عظمیٰ سوائے حضرت انسان کے اور
کسیکے نصیب نہیں ہوئی اصول ان لطائف عشرہ کے عالم کبیر میں ہیں منجملہ لطائف عشرہ اصول
قلب و روح و سر و خفی و اخفیٰ فوق العرش جسکو لامکانی بھی کہتے ہیں اور اصول عناصر اربعہ
ونفس تحت العرش مگر اصل ہر لطیفہ عالم خلق کی اصل لطیفہ لطائف عالم امر ہے چنانچہ اصل نفس
اصل قلب و اصل ہوا اصل روح و اصل آب اصل سر و اصل نار اصل خفی و اصل خاک اصل
اخفیٰ ہے اور جملہ خلق و امر داخل دائرہ امکان ہے چونکہ حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے اس

دائرہ امکان

اصل اخفیٰ
اصل خفی
اصل سر
اصل روح
اصل قلب

عرش

اصل نفس
اصل آتش
اصل ہوا
اصل آب
اصل خاک

تنبیہ: اس ہیکل جسمانی میں جب عالم امر کو اسیر
اسی محل موہوم سے حکم معاوضہ ہے تو بسبب
علائق و عوائق ظلمات جسمانی اصول سے اسی
اصل کو بالکل فراموش کر دیا تو جب پیر کامل
مکمل ان اصول سے آگاہ و خبردار ہوتے
ہیں اور سالک مستعد ہوتا ہے اور اسکی حالت

طیران کرکے اوسمین داخل ہوکر استہلاک و اضمحلال پیدا کرتے ہین ابتدائے سلوک خفیفہ قلب سے
شروع ہوتا ہے اور اوسکے تین طریقہ مقرر فرمائے ہین **طریق اول ذکر اسم ذات** اوسکا طریقہ یہ ہے
کہ دل کو جمیع خطرات و حدیث نفس سے خالی کرکے صورت پیر کی باادب تمام حاضر کرے اور زبان کو
تالو سے لگائے اور بجمیع ہمت متوجہ قلب صنوبری کہ زیر پستان چپ بفاصلہ دو انگشت واقع ہے
ہو اور اسم مبارک اللہ اللہ بلا لحاظ کسی صفت کے زبان دل سے کہے بغیر اسکے کہ صورت دل کا
تصور کیا جائے یا سانس بند کیا جائے بلکہ سانس بجائے خود آئی جائے اور ذکر بجائے خود کرے
اور جب پچیس مرتبہ کہلے تو زبان سے کہے کہ آلہی مقصود میرا تو ہے اور رضا تیری اپنی محبت و
معرفت مجہی عطا کر یہ لطیفہ رزورنگ زیر قدم حضرت آدم علیہ السّلام ہے جس کسیکو اس لطیفہ کے
ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اوسکو آدمی المشرب کہتے ہین بعد ازان بطریق مذکورہ بالا لطیفہ روح سے
کہ اوسکا محل زیر پستان راست ہے، ذکر ہے یہ لطیفہ برنگ سرخ زیر قدم حضرت ابراہیم علیہ السلام ہے جس
کسیکو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اوسکو ابراہیمی المشرب کہتے ہین بعد ازان سر سے
اسکا رنگ سفید زیر قدم حضرت عیسیٰ علیہ السّلام ہے جس کسیکو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے
اوسکو عیسوی المشرب کہتے ہین زان بعد خفی سے اسکا رنگ سیاہ زیر قدم حضرت موسیٰ علیہ السّلام
ہے جس کسیکو اس لطیفہ کے ذریعہ سے وصول ہوتا ہے اوسکو موسوی المشرب کہتے ہین اسکے بعد
اخفیٰ سے اسکا رنگ سبز زیر قدم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جس کسیکا وصول
اسکے ذریعہ سے ہوتا ہے اوسکو محمدی المشرب کہتے ہین اوسکے بعد لطیفہ نفس سے کہ اوسکا محل
پیشانی ہے ذکر کرتے ہین اور اوسکے بعد لطیفہ قالب ہے کہ اوسکی جگہ تمام بدن ہی جاہے کہ ہر بن
مو سے ذکر جاری ہوجائے اور اسکو سلطان الاذکار کہتے ہین - دوسرا طریق ذکر نفی و اثبات
ہے طریقہ اوسکا یہ ہے کہ دو زانو بیٹھے اور سانس کو ناف کے نیچے بند کرے اور بزبان خیال لا کو ناف سے
کہینچکر فرق پر پہونچائے اور پہر وہان سے الہ کو کہینچکر داہنے مونڈہے پر لاوے اور الا اللہ کو مونڈہے
سے قلب پر پہونچائے کہ اس مجموع کا نقش لا معکوس (لا) ہوجاتا ہے اور بوقت چہوڑنے

سانس کے محمد رسول اللہ خیال میں کہے اور ذکر کرتے وقت کسی عضو کو حرکت نہ ہو اور ہر سانس میں
طاق عدد کہے کہ اسکو وقوف عددی کہتے ہیں اور جب اکیس مرتبہ کہلے تو زبان سے کہے کہ الٰہی
مقصود میرا تو ہے اور رضا بھی اپنی محبت اور معرفت مجھ کو عطا کر اور ہر وقت کہے لا الٰہ خیال کرے کہ
نہیں کوئی معبود اور ہر وقت الا اللہ کہے کے مگر اللہ۔

واضح ہو کہ جس نفس میں حرارت قلب و ذوق و شوق و رقت دلی بخوبی ظاہر و ترقی محبت و تیسر
موجب حصول کشف ہوتا ہے۔ اور ایک طریقہ مراقبہ ہے مراقبہ مشتق ہے ترقب سے اور ترقب
انتظار کو کہتے ہیں پس مراقبہ گویا انتظار فیض الٰہی ہے خاص کہ ہر وقت۔ یا ذو شکستگی تمام
متوجہ الی اللہ ہو اور کوئی خطرہ وغیرہ آنے نہ دے اس صورت میں ذکر کی کچھ ضرورت نہیں ہوتی
مگر اس طریقہ میں مدار کار صحبت و رابطہ شیخ پر ہے براہ محبت طالب صادق ہر ساعت شیخ سے
اخذ فیوض و برکات کرتا ہے اور بوجہ مناسبت باطنی آناً فاناً پیر کے رنگ میں رنگتا جاتا ہے
ذکر بغیر رابطہ شیخ اس طریقہ میں موصل نہیں ہے ہاں صرف رابطہ با رعایت ادب صحبت
و توجہ و التفات پیر بلا ذکر موصل ہے البتہ اور طریقوں میں کہ مدار کار اوراد و اذکار و ریاضات
و ارتعاشات پر ہے اور نہیں رابطہ کی چنداں ضرورت نہیں ہے بخلاف اس طریقہ کے کہ نسبۂ طریقہ
اصحاب کرام ہے و افادہ۔ استفادہ انعکاسی ہے اسمیں صرف صحبت شیخ با رعایت ادب کافی ہے
جسطرح صحبت حضرت خیر البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام بشرط ایمان و انقیاد کافی تھی اور یہی
وجہ ہے کہ یہ طریقہ جملہ طرق میں اقرب و اسبق۔ ارفق و اسلم و احکم و اصدق و اولیٰ و
اجل و ارفع و اکمل ہے۔ نظم: نقشبندیہ عجب قافلہ سالارانند + کہ برند از رہ پنہاں بحرم قافلہ را + از دل
سالک رہ جاذبہ صحبت شاں + می برد وسوسہ خلوت و فکر چلہ را + قاصرے گر کند ایں طائفہ را طعن
قصور + حاش للہ کہ برآرم بزبان ایں گلہ را + ہمہ شیران جہاں بستہ ایں سلسلہ اند + روبہ از
حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را + حضرت مجدد رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ شکر اس نعمت عظمیٰ کا ہم
زبان سے کیا ادا کر سکیں کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے اول از ابتدا تصحیح عقیدہ موجب آرائے اہل سنت

شاء اللہ تعالی سیسہم بسلوک طریقہ علیہ نقشبندیہ مشرف ساخت واز مریدان ومستبان این
بزرگ گردانید نزد فقیر یک گام درین طریقہ زدن برابر بہزار گام طریق دیگر است راہے کہ بکمالات
نبوت بطریق تبعیت ووراثت کشادہ میشود مخصوص باین طریق عالیست منتہائی طرق دیگر
تا نہایت کمالات ولایت است از انجا راہی بکمالات نبوت کشادہ انداز ینجاست کہ این فقیر
در کتب و رسائل خود نوشتہ کہ طریق این بزرگواران طریق اصحاب کرام است علیہم الرضوان چنانچہ صحاب کرام بطریق وراثت
از کمالات نبوت حظ وافر گرفتہ اند منتہیان این طریق نیز ازان کمالات بطریق تبعیت نصیب کامل میابند ومبتدیان ومتوسطان
کہ ملتزم این طریق اند وصحبت کامل بہ منتہیان این طریق دارند نیز امید وارند المرء مع من احب بشارتیست
دور افتادگان از ابعد اختتام لطائف سبعہ مراقبات شروع ہوتی ہین مراقبہ اول مراقبہ حضور ہے
یہہ مراقبہ ولایت صغری کا ہے فیض اسکا لطیفہ قلب پر آتا ہے اسجگہ حضور وجمعیت وبیخطرگی
یا کم خطری کی اقل درجہ چار گہڑی تک ہونا چاہیے اور یہ علامت تمامی قطع دائرہ امکان ہے
بعد ازان **مراقبہ معیت** ہے کہ مفہوم انہ وہو معکم اینما کنتم ہے یہ مراقبہ بہی ولایت صغری مین ہے
اسمین بہی فیض لطیفہ قلب پر آتا ہے یہان ظلال اسما وصفات مین سیر ہوتی ہے نسیان
ماسوا وغلبات نسبت وتوحید فعلی وتجلی برقی وشہود وحدت در کثرت (ولایت صغری)
وذوق وطپش وسکر ومستی وجذبات وواردات وفنا وبقا وآہ ونعرہ واستغراق وبیخودی
ورقت ودوام حضور ودیگر حالات مثل وحشت وحیرت وانکشاف سر معیت وحصول مقامات
عشرہ یعنے توبہ وانابت وزہد وقناعت وورع وشکر وصبر وتوکل وتسلیم ورضا اجمالا
وکشف قبور وکشف قلوب وکشف ارواح اس مقام مین حاصل ہوتی ہین ذکر اسم ذات ونفی
اثبات وتہلیل لسانی اسجگہ فائدہ بخش ہے بعد ازان ولایت کبری مین کہ ولایت انبیاء ہے
سیر واقع ہوتی ہے اور اسمین تین دائرہ اور ایک قوس ہے دائرہ اولی میں مراقبہ اقربیت ہے مفہوم
انہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید ہے (قوس محبت) اسکا فیض لطیفہ نفس اور لطائف خمسہ پر آتا ہے حضور
وگرانی وعروج ونزول وجذبات مانند قلب اسجگہ بہی حاصل ہوتی ہین لیکن بہ نسبت قلب کے

اسجگہ مدرکی رکم حلاوت سے ذکر تہلیل زبان و خیال اسجگہ ترقی بخش ہے بعد ازاں مراقبہ محبت
کو مفہوم محبوم و محبوب سے یہ مراقبہ بھی ولایت کبری کا ہے اطمینان توسیع مقام صفات و تنہا
و اضمحلال حقیقت فنا و حقیقت اسلام و شرح صدر دوام شکر رضا اسجگہ حاصل ہوتی ہے
اور قضا پر چون و چرا باقی رہتی ہے قبول تکلیفات شرعیہ میں احتیاج دلیل نہیں رہتی میں
انابیت و اہتمام نیات و دنیا قصور و تہذیب اخلاق و تزکیہ رذائل مثل حرص و بخل
و حسد کبر و حب جاہ و عجب اس مقام میں حاصل ہوتا ہے بعد تمام ہونے ولایت کبری
کے **ولایت علیا** پیش آتی ہے اسجگہ مورد فیض عناصر ثلثہ ہیں آب آتش ہیں یہاں (ولایت علیا)
عناصر ثلثہ کو عروج و نزول ہوتا ہے سلطان الاذکار سے جو متایوں کو صفائی ہوتی ہے
وہ اور ہی اور یہ تصفیہ عناصر اور یہاں کے حالات و کیفیات بکمال لطافت و برکت
ہیں اور کچھ عجیب و غریب وسعت باطن میں پیدا ہوتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے مناسبت
حاصل ہوتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ ملائکہ کرام سے ملاقات بھی ہو اور اسرار باطن استار
میں ذکر تہلیل و صلوٰۃ نافلہ اسجگہ مفید ہیں بعد ازاں اگر فضل الٰہی شامل حال ہو تو **کمالات
نبوت** میں سیر ہوتی ہے کمالات نبوت عبارت دوام تجلی ذاتی بے پردہ اسماء و صفات
سے اسجگہ ایک نقطہ طے کرنا جمیع مقامات ولایت سے افضل بہتر ہے (کمالات نبوت)
یہاں حضور بے جہت رہتا ہے تحمل ثقلت و طیش و بیابانی و شوق حال و مقام توحید
وجودی و شہودی کے مراحل دور رہجاتی ہیں اور بجائے اوسکی برد یقین و نکارت و جہالت
حاصل ہوتی ہے یہاں وصل عریان و صفائی وقت و حقیقت اطمینان و اتباع ہو
الماثار المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و کمال وسعت وسعت باطن بے کیفی و یاس و حیران العقد وقت ہوتا
بات و ادراک اس جگہ جا ماست نارسائی ہے مورد فیض یہاں صرف لطیفہ خاک ہے اسجگہ
اور آئیندہ کے جملہ مقامات میں مدار طول قنوت و تلاوت قرآن شریف ترقی بخش ہے مگر تیس پارہ کم
سے کم نہیں چاہیئے اگر قرآن شریف یاد نہو تو ایکہزار مرتبہ سورہ اخلاص ہی کافی ہے اور اوراد و وظائف کا ہر ماثورہ کہاے

رہینے و سونے مین معمول کرنا چاہیئے غرضکہ اسجگہ جسقدر اتباع رسول اللہ صلعم ہوگا اوسیقدر ترقی باطنی ہوگی
بعد ازان مقام **کمالات رسالت** ہے اسجگہ مورد فیض ہیئت وحدانی ہے کہ بعد
تقرر تکمیل لطائف عشرہ حاصل ہوتی ہے جیسے کوئی حکیم حاذق متفرق اجزا کی ترکیب و وزن
درست کرکے ایک معجون خاص مزاج کی بنائے یہان (کمالات رسالت)
عروج و نزول و انجذاب تمام بدن کو نصیب ہوتا ہے بعد ازان مراقبہ **کمالات اولوالعزم**
پیش آتا ہے (کمالات اولوالعزم) اس جگہہ بہی مورد فیض ہیئت وحدانی ہے یہ مقامات
یعنے کمالات ثلثہ آپس مین قشر و مغز کا فرق رکھتے ہین مقام فوق مثل مغز خیال
کرنا چاہیئے اور مقام تحت مثل قشر واضح ہو کہ اسکے آگے ایک دوراہہ پیش آتا ہے ایک
بجانب حقایق انبیا اور ایک بجانب حقایق الہیہ خاندان مجددیہ مظہریہ سعدیہ مین بعد کمالات
حقایق الہیہ کی سیر کراتے ہین اور اخاندان مظہریہ للٰہیہ مین بعد کمالات حقائق انبیا کے
چونکہ راقم الحروف للٰہی ہے اس سبب سے بعد کمالات حقائق انبیا لکھتا ہون -
حقیقت ابراہیمی یہ مقام خلت از بس شگرف و کثیر البرکت ہے (حقیقت ابراہیمی)
اس مقام مین انبیا تابع حضرت ابراہیم خلیل اللہ علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور حضرت حبیب
رب العالمین علیہ من الصلوٰۃ اکملہا باتباع ملت ابراہیم حنیفا مامور ہین اور اسیواسطے آنحضرت صلعم
نے برکات مطلوبہ اپنی کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے صلوٰۃ و برکات سے متشابہ کیا ہے کہ
اللہم صل علے محمد و علے آل محمد کما صلیت علی ابراہیم و علے آل ابراہیم انک
حمید مجید- اللہم بارک علے محمد و علے آل محمد کما بارکت علے ابراہیم و علے آل ابراہیم
انک حمید مجید- فرمایا ہے پس اس سے ہی خیر و برکت اس مقام کی دریافت کرنا چاہیئے
اسجگہ سالک کو انس خاص حضرت حق سبحانہ سے پیدا ہوتا ہے اور تمام خلق سے اسقدر
بے التفاتی ہو جاتی ہے کہ کسیکی توسط پر راضی نہین ہوتا گویا کہ واما الیک فلاحاجۃ لی کا
مصداق ہوتا ہے درود مذکورہ بالا تین ہزار مرتبہ پڑہنا اسجگہ ترقی بخش ہے حقیقت موسوی

یہ مقام محبیت صرفہ ذاتیہ حقیقت موسوی کا (حقیقت موسوی) علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
ہے اسے بہت مناسبت حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اس مقام پر پہنچے ہیں اس مقام میں محبت
عجیب قوۃ تمام ظاہر ہوتی ہے اور باوجود ظہور محبت ذاتی شان استغنائی ویسے ہی بڑی
ہی ظاہر ہوتی ہے اور یہی ہے کہ بعض مواضعات پر حضرت کلیم اللہ علی نبینا وعلیہ
الصلوۃ والسلام سے کلمات گستاخانہ سرزد ہوئے کما قال اللہ سبحانہ حکایۃ عن قولہ
علیہ الصلوۃ والسلام ان ہی الا فتنتک اور ایک قسم کا اسجگہ شور وشوق بھی پیدا ہوتا ہے
کہ مشتاق بہ ارنی انظر الیک ہو لیکن جو شور شوق قلب میں ہوتا ہے وہ اور ہے اور یہ اور ہے
وہ موجب شورش اور یہ باعث کمال اطمینان دوست۔ بیرنگی باطن بارادہ طاعت واسوا
ایلام وانعام محبوب ہوتا ہے۔ درود شریف اللہم صل علے محمد وآلہ واصحابہ وعلی جمیع الانبیاء والہم
خصوصا علی کلیمک مع ہی بقدر مذکورہ بالا ترقی بخش ہے حقیقت محمدی یہ مقام محبیت ومحبوبیت
ممتزجہ ذاتیہ حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے اس مقام میں تابع کو اپنے متبوع سے
ایسی مشابہت ومناسبت پیدا ہو جاتی ہے کہ گویا تبعیت درمیان سے اٹھ گئی اور
دونوں تابع ومتبوع زائل ہو جاتا ہے اور ایسا متوہم ہوتا ہے (حقیقت محمدی) کہ گویا
تابع ومتبوع ہر دو ایک ہی چشمہ سے پانی پیتے ہیں وہم آغوش ایک کناہ و ایک بستر میں
کہ تابع اپنے تئیں طفیلی اپنے متبوع کا جانتا ہے وہی قول امام ربانی مجدد الف ثانی کہ
محمد ازان دوست میدارم کہ رب محمد است اسجگہ ظاہر ہوتی ہیں اس مقام میں تمام
حرکات وسکنات دینی ودنیوی میں اتباع محبوب رب العالمین سید المرسلین مرغوب ہوتا
درود اللہم صل علے سیدنا محمد وعلے آل سیدنا محمد واصحاب سیدنا محمد افضل صلوتک عدد معلوماتک
وبارک وسلم تک اور مذکورہ بالا ترقی بخش ہے حقیقت احمدی یہ مقام محبوبیت ذاتیہ صرفہ سی باقی ہے۔
(حقیقت احمدی) اور یہ نسبت حقیقت سابق کے حضرت ذات سے ایک مرحلہ نزدیک ہے اور حکم عروج رکھتی ہے
کیونکہ حقیقت سابق حضرت صلعم کی تعین جسدی ہے اور یہ تعین روحی ہے اسجگہ علو نسبت

باشتشان انوار ظہور فرماتی ہے اور عجیب و غریب کیفیت حاصل ہوتی ہے امام الطریقہ حضرت
امام ربانی مجدد الف ثانی نے رحمۃ اللہ علیہ اس مقام کے ایضاح مین اس طرح
فرمایا ہے کہ حضرت پیغمبر ما صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مسمی بدو اسم است کہ ہر دو
اسم مبارک او در قرآن مجید مسطور است فرمود محمد رسول اللہ و در حکایت
بشارت روح اللہ اسمہ احمد و ہر کدام این دو اسم مبارک را ولایت علیحدہ است ولایت
محمدی ہر چند ناشی از مقام محبوبیت اوست علیہ الصلوٰۃ والسلام اما آنجا محبوبیت صرف کافی
نیست مزجی از نشاء محبیت نیز دارد اگرچہ ان مزج بالاصالت او را ثابت نباشد اما ما نع
مقام محبوبیت صرف است و ولایت احمدی ناشی از محبوبیت صرف است کہ شائبہ محبیت
ندارد این ولایت از ولایت سابق پیش قدم است و یک مرحلہ از مطلوب نزدیکتر است
محب مرغوب ترچہ محبوب ہر چند در محبوبیت تمامتر بود استغنا و بے نیازی او را کاملتر
باشد و در نظر محب زیباتر در آید و رعناتر نماید و بیشتر محبوب را بخود جذب سازد و شیفتہ و والاتر گرداند
؎ نہ تنہا آفتم زیبائے اوست ٭ بلائے من ز نایروا ئے اوست ٭ مراد از بلا فراط عشق
است سبحان اللہ احمد عجب اسمی است سامی کہ مرکب از کلمہ مقدسہ احد است و از حلقہ
حرف میم کہ از غوامض اسرار الٰہیت جلشانہ در عالم بیچون گنجایش ندارد کہ در عالم چون
تعبیر ازین سر مکنون بغیر از حلقہ میم توان کرد اگر گنجائش میداشت حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
آن تعبیر میفرمود احد احد است کہ لا شریک لہ است و حلقہ میم طوق عبودیت است کہ
بندہ را از مولے متمیز گردانیدہ است پس بندہ ہمان حلقہ میم است و لفظ احد از برائی تعظیم
و آمدہ است و اظہار و اختصاص او کردہ علیہ و علے آلہ الصلوٰۃ والسلام ؎ چو نام اینست
نام آور چہ باشد ٭ مکرم تر بود از ہر چہ باشد ٭ بعد از ہزار سال کہ آنرا تاثیری نہادہ اند
و تغییر امور عظام معاملہ آن ولایت با ین ولایت کشید و ولایت محمدی بولایت احمدی انجا میدہ کار
از دو طوق عبودیت بیک طوق رسید و بجائے طوق نخستین حرف الف کہ رمزے از ربّ است

متحقق گشت یعنی محمد احمد شد علیه و علی آله الصلوة والسلام بیانش آنست که دو طوق عبودیت
عبارت از دو حلقهٔ میم است که در اسم مبارک محمد صلی الله تعالی علیه و آله و صحبه وسلم درج
اندراج یافته است تواند بود که آن دو طوق اشارت به دو تعین او باشد علیه و علی آله الصلوة و
السلام یکے از آن دو تعین جسدی بشری است و دوم تعین روحی ملکی و در تعین جسدی
هر چند بواسطه عروض موت فتور رفته بود و تعین روحی قوت گرفته اما اثر آن تعین باقی مانده بود
هزار سال بایست تا آن اثر هم زائل شود و تمامی از آن تعین بماند و چون هزار سال آخر
آمد اثرے از آن تعین نماند و یک طوق عبودیت از آن دو طوق گسسته شد و در جای او
بجای آن طاری گشت و الف الوهیت که آثار او در رنگ بقائے مانده توان گفت بجائے آن
نشست ناچار محمد احمد گشت و ولایت محمدی بولایت احمدی انتقال فرمود پس محمد صلی الله
تعالی علیه و آله وصحبه عبارت از دو تعین آمد و احمد کنایت از یک تعین باشد و پس این اسم
بحضرت اطلاق اقرب باشد. از عالم دور تر بود. سوال فنا و بقا که مشایخ قرار داده اند و ولایت
را بآن مربوط ساخته بچه معنی است و این فنا و بقا که در تعین محمدی گفته شد بکدام معنی. جواب
فنا و بقا که ولایت بآن مربوط است فنا و بقا شهودیست اگر فنا و زوال است باعتبار نظر
است و اگر بقا و ثبات است هم باعتبار نظر انجا صفات بشری را استتار است نه زوال
و فنائے این تعین محمدی است بلکه اینجا صفات بشری را زوال وجودی متحقق است و
انخلاع از جسدی بروحی کائن و در جانب بقا اینجا هر چند بنده حق نشود و از بندگی بر
نیاید اما حق نزدیک تر افتد و معیت بیشتر پیدا سازند و از خود دورتر گشته احکام بشری
از وی مسلوب تر میگردد باید دانست که این عروج محمدی که مربوط بانتفای صفات
بشری است هر چند کار و بار او علیه و علی آله الصلوة والسلام بالاتر برد و در ذروه علیا رسانید
و از کثافت غیر و غیریت دور ساخت اما معامله مستفیدان او علیه و علی آله الصلوة والسلام تمام تحت
گسست و نور هدایت او که بواسطه مناسبت بشریت بود کمتر شد و توجهی که بجال این ایں

نیکان وداشت قلت پیدا کرد و نکبت محبوب خود مستوجبہ شد وازینجاست کہ بعد از ہزار سال ظلمات
کفر و بدعت مستولی گشت و نوار اسلام و سنت نقصان پیدا کردہ ربنا اتمم لنا نورنا واغفر لنا
انک علی کل شئ قدیر۔ بعد ملے حقیقت احمدی حب صرف پیش آتا ہے (حب صرف) علو ہر
اس مقام کے بسبب قرب ذات مطلق ولاتعین بیان نہیں ہوسکتی اول چیز کہ گنجینہ مخفی سے
ظہور پذیر ہوئے یہ ہی حب ہے اور یہ ہی حب منشار و مبدا خلق ہے اگر یہ حب نہوتی در ایجاد
کا بالکل پتا نہ ہوتا چنانچہ حدیث شریف کنت کنزا مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف اسپر
نص قاطع ہے۔ یہ مقام خاص جناب رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے پچھلے حقایق
اس مقام کے ظل ہین سر حدیث قدسی لولاک لما خلقت الافلاک اس سے دریافت ہوتا
دیگر حقایق انبیا کا اسجگہ کچھ نشان نہیں ملتا۔ من بعد **لاتعین** ہے کہ سیر قدمی کی اسجگہ گنجایش
نہین ہے (لاتعین) البتہ سیر نظری ہوتی ہے اور یہ سیر نظری ذات بحت و صفات ثمانیہ
یعنے تکوین و قدرت و سمع و بصر و کلام و علم و حیوۃ وانکے اصول واصول اصول مین
ہوتی ہے **حقیقت کعبہ** (حقیقت کعبہ) یہ مقام سرادقات عظمت وکبریائے ذاتیہ الہیہ ہے
اسجگہ باطن سالک پر ایک ہیبت وارد ہوتی ہے اور جب اس مقام مین فنا و بقا حاصل ہوجاتی
ہے تو سالک توجہ ممکنات اپنی جانب پاتا ہے **حقیقت قرآن** (حقیقت قرآن) عبارت مبدء وسعت
بیچون حضرت ذات سے ہے اسجگہ نکات واسرار مقطعات و متشابہات ظاہر ہوتے ہین اور وقت
قرات زبان قاری حکم شجرہ موسوی رکھتی ہے بلکہ بسا اوقات تمام قالب حکم زبان پیدا کرتا ہے
اور غالباً علامت انکشاف انوار قرآن مجید ایک ثقل باطن عارف پر ہوتا ہے گویا کہ انا سنلقی علیک
قولاً ثقیلا اس سے مراد ہے **حقیقت صلوٰة** (حقیقت صلوٰة) عبارت کمال وسعت بیچون حضرت
ذات سے ہے یہ مقام جامع جمیع کمالات ہے اگر حقیقت کعبہ ہے وہ بھی جزو صلوٰة ہے اور اگر
حقیقت قرآن ہے وہ بھی جزو صلوٰة ہے جس شخص کو اس مقام سے مناسبت تامہ پیدا
ہوجاتی ہے وہ بروقت نماز گویا از منشار دنیوی سے خارج اور منشار اخروی مین شامل ہوجا

ہے و معشوقیت حدیث اس قصد اسد کا کہ تراہ بوجہ کمال ظاہر ہوتا ہے اور جو دولت کہ حضور میں
آخرت ہے اوس سے حظ وافر حاصل ہوتا ہے مراد یہی ہا ملال و قرة عینی فی الصلوٰۃ اسکو
کہلاتا ہے صاحب فتوحات مکیہ نے لکہا ہے کہ صوم سے کہ ترک اکل و شرب اوس میں ہوتا ہے
صفات صمدیت میں شامل ہوتا ہے اور نماز سے کہ عابد و معبود کا امتیاز کرتا ہے عبدیت میں
آنکہ ہے امام الطریقہ حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ صاحب فتوحات کا یہ کلام مبنی
بر توحید وجودی ہے کہ جسکا منشا سکر و عدم آگاہی حقیقت کار ہے جو لوگ کہ سماع و وجد و تواجد و رقص
و رقاصی کے جوگر ہیں اگر شمہ بہی حقیقت صلوٰۃ سے آگاہ ہوتے تو ہرگز ہرگز اوس طرف خیال بہی
نہ کیا کریں چون مدعیہ حقیقت رہا ما نہ زدند **معبودیت صرفہ** (معبودیت صرفہ) یہان کسیکی
مجال دم زدن نہیں عابدی و معبودی میں گنجائش قدم ہے مگر جب معاملہ معبودیت
صرفہ پر پہونچا تو پہر قدم کہاں اگرچہ الحمد للہ کہ سیر نظری کو اسکے جائز کہا ہے اور بقدر استعداد
مجال کس رکہی ہے ملا بودی اگر این ہم نبودی - شاید کہ فف یا محمد اسی کوتاہی قدم سے تا
ہے سیر نظری و سیر قدمی سے یہ مراد نہیں ہے کہ وہاں شہود و مشاہدہ ہے یا قدم رکہنے کی
مجال کس ہے بلکہ یہ سیر از قبیل متشابہات ہیں بس لم یذق لم یدر یہ ایک وصول مجہول الکیفیہ ہے
بصورت مثالیہ میں نظر آیا تو اوسکو سیر نظری کہا اور اگر وصول قدمی ہوا تو سیر قدمی کہا اگر
ان نظر کہا اور قدم کہاں اسکے عبادت صلوتیہ سے حدت نظر و ترلی بصر کو ترقی ہوتی ہے
ختم ہو کر طے مقامات محمدیہ توجہ و التفات ہر کامل مکمل پر موقوف ہے اسیلئے توجہ پیر کامل
ل لیئے بس لگ ہے اور کامل مکمل جسکی صحبت میں یہ مقامات حاصل ہوں الماد کالمعدوم
ن کاتب الحروف کے علم میں اسوقت حضرت مرشدنا و قبلتنا حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب
ی للہی مدظلہم العالی کی خدمت با برکت و سعادت میں تو البتہ یہ مقامات بوجہ احسن حاصل ہوتے
اللہ تعالی نے اونکو تسلیک مقامات محمدیہ میں ایسی قوت قدسیہ عطا فرمائی ہے کہ جسکا
حکم عصائے موسی رکہتا ہے دیکہنے و کہنے و سننے میں بڑا فرق ہوتا ہے ۵ قدر

ین سے نشناسی بخدا تا نچشی + باوجودیکہ یہان خصوصاً ہندوستان پر از کفر و شرک و بدعت و دو ہیت
ہے مگر مبدء فیاض نے حضرت مرشدنا و مولینا کو ایسا سراپا تاثیر بنایا ہے کہ بارہا ایسا اتفاق ہوتا
ہے کہ بمجرد تلقین مقام سالک پر فیوض و برکات اوس مقام کے وارد ہو جاتے ہین اور توت
تسلیک مقامات اس سے قیاس کرنا چاہیئے کہ کسیکو صرف ایک مہینہ کے عرصہ مین اور کسیکو
ہر ایک مقام پر صرف سات سات توجہہ فرماکرکے سلوک مجددیہ کرا دیا ہے اور سالک نے بقدر
اپنی استعداد کے ہر مقام کا بخوبی امتیاز کیا وہذا من اعجب العجوبات ومن اعظم التصرفات اسوقت
تک حضرت کی خدمت سراپا برکت مین چالیس کے قریب آدمی جملہ مقامات مجددیہ حاصل
کرچکے ہین اور اجازت صغری و کبری تک تو اسقدر پہونچے کہ شمار نہین اللہ تعالیٰ حضرت کی عمر
شریف مین برکت کرے کہ وجود مسعود ایک آیت آیات الٰہی و رحمت رحمہائے رب العالمین سے ہے

ز اقصائے خطا تا غایت مغرب زمین امروز | نباشد ہیچ کس مانند او از نوع انسانی
ز اقطاب جہان دعوائی ہمتائیش نیرسد | سہا زاگر سزد با مہر تابان لاف رخشانی
ز خورشید جمالش نیست جز خفاش بے بہرہ | بجز احول نہ بیند کس درین عالم ورا ثانی
رسید مہر را با فیض او لاف جہانگیری | نباشد چرخ را با قدر او امکان ہمشانی
سبحان شو بندہ اش ای آنکہ میخواہی شدن آزاد | ز تسویلات نفسانی و تلبیسات شیطانی
تمنائے قبولش دارم و دانم کہ نا اہلم | مدد یا روح شاہ نقشبند و غوث گیلانی
سگم از سگ بسے کمتر تو نجم الدین صفت جانان | برین سگ بنگر اندر وی کرم ز احسان کہ میدانی

مقام پانچوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے ملفوظات مین

ایک روز شب کے وقت حضرت نے یہ اشعار مولینا روم کے + عشق معشوقان نہانست
و ستیر + عشق عاشق با دو صد طبل و نفیر + لیک عشق عاشقان تن زہ کند + عشق معشوقان
خوش و فربہ کند مگر بکمال لطف و کیفیت پڑھے بعد ازان فرمایا کہ معشوقون کے عشق کو عاشقون

عشق سے بسبب علو کچھ مناسبت نہیں کیونکہ معشوقوں کا عشق صرف ذات عاشق سے متعلق
ہوتا ہے اور اسمیں صفات کا کچھ لگاؤ نہیں بخلاف عشق عاشق کہ اوسمیں سراسر معشوق کی صفات
سے صفات کا لحاظ ہے مگر ہاں اگر عاشق بسبب غلبہ و استیلائے عشق صفات معشوق سے
ذات معشوق پر گذر جائے تب البتہ اوسکے عشق کو معشوق کے عشق سے مناسبت ہو جاتی
ہے جیسے کہ مجنون عامری کے اوپر حال کی نقل مشہور ہے والا ابتدا و توسط میں عشق
عاشق میں صرف صفات منظور ہوتی ہے جیسے کہ عشق عاشق مجازی مین حال و خط
مد نظر ہوتا ہے اور عشق معشوق میں سوا ذات عاشق کے اور کچھ منظور نہیں ہوتا۔ پھر فرمایا کہ
صفات کیواسطے بے آرامی و تلون ضرور ہے اور اسی وجہ سے عشق عاشق با وصد
قلق و تغیر ہوتا ہے اور عشق معشوق مین تمکین یہ موجب زاری عاشق و بے نیازی معشوق ہے
اور یہ جو کہا کہ عشق معشوقاں نہاںست و ستیر یہ بھی محبت ذاتیہ کی طرف اشارہ ہے لان الذات
اخفی من الصفات و ادق منہا اور یہ حضرت کا فرمانا گویا عقیم و بے چون کے معنی کی بر مز و
اشارہ تفسیر کی ہے۔ ایک روز حضرت چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے کہ ایک درویش حاضر نے
عرض کی کہ ایک کتاب میں لکھا دیکھا کہ شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ در ہر
چیز رحمت است الا در محبت کہ در وے ہیچ رحمت نیست کہ میکشند و ارکشتہ دیت میخواہند یعنے
سب چیز میں رحمت ہے لیکن محبت میں رحمت نہین کہ قتل کرتے ہیں اور مقتول سے خونبہا
مانگتے ہین۔ یہ سنکر حضرت چارپائی سے اوتر بیٹھے اور قدرے مراقب رہے بعد ازاں
خواجہ محمد ہاشم کشمی ایدی علیہ کے طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ یہ کلام عارف کے زوال میں و اتم
سے خبر دیتا ہے جسے یہ کلام کیا اوسنے گویا اپنا حال کہا ہے ہر چند کہ اوسکی حق میں
رحمت سے رحمت ہے لیکن وہ بیچارہ معشوق میں باقی اور محقق ہونیکے شوق میں اوس
رحمت کو رحمت نہیں جانتا کیونکہ اول جب وہ کشتہ محبت ہوا تھا تو معشوق سے دور
تھا اوسوقت اوسکو معشوق کی خبر مسکن کا حال سنا ہی رحمت تھا اور جب یہ حاصل

ہوگیا تو دیت کو رحمت سمجہا اور جب یہ بہی حاصل ہوگیا تو قرب کو رحمت جانا اور جب قرب بہی ہوگیا تو ہم آغوشی کو رحمت سمجہا اور جب یہ بہی نصیب ہوگئی تو اوسکو بہی کمی سمجہا اور عین معشوق ہونیکو رحمت سمجہا اور جب عین ہی ہوگیا تو بہر اوس سے بیشتر کی اور مدارج و مراتب ہین کہ اونکے شوق مین مراتب حاصل شدہ بہی کمی سمجہا اور ناحاصل شدہ کا حصول رحمت سمجہتا ہے اور یہ بہی فرمایا کہ یہہ جو کہا ہے کہ از کشتہ دیت خواہند یعنے مقتول سے خونبہا مانگتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ اوسنے بہ نسبت خود اپنے تئین کشتہ تصور کیا اور اوسپر معاملہ فنا و بقا جو گزرا اوسکو دیت یعنے خونبہا سمجہا اور جو کچہ کہتا ہے عالم حیرت مین کہتا ہے اور یہ معلوم نہین کہ ہر مرتبہ اوسکا قتل کامل نہین ہوا تہا کوئی رمق باقی رہگئی تہی بعد قتل ثانی کے ازالہ رمق باقیماندہ تہا جو بنظر تامل دیکہا تو قاتل کی نظر مین اور رمق باریک نظر آئی اوسکے ازالہ کیواسطے پہر سعی کی اسجگہ خونبہا طلب کرنا قاتل کا مقتول سے یہ ہے کہ مقتول اپنے تئین سراپا سپرد قاتل کرے - اسکے بعد اور بہی توجیہہ فرمائی کہ بکشند و از کشتہ دیت خواہند سے یہ بہی مراد ہے کہ باوجود فنا جسکو کہ زوال عین و اثر لازم ہے اسنے بندگی اور وظائف و تکالیف شرعیہ طلب کرلیتے ہین - ایک روز حضرت نے فرمایا کہ شیخ علاء الدولہ سمنانی کی یہ رباعی

این وہم بود کز تو دمے برخیزد ✣ امکان و حدث براہ و روی برخیزد ✣ گر لطف خدا در رسد از راہ کرم ✣ شاید کہ دمے از تو دمے برخیزد ✣

اونکے زوال عین کیطرف اشارہ کرتی ہے ہر چند کہ اونکے نزدیک وہ زوال ایک لمحہ سے زیادہ نہین ہے کیونکہ زوال عین جو ہوتا ہے وہ تجلی ذاتی سے ہوتا ہے اور تجلی ذاتی اونکے نزدیک لمحہ سے زیادہ نہین ہوتی پس زوال عین بہی ایک لمحہ سے زیادہ نہوا اور صاحب خصوص تو بالکل زوال عین کے قائل ہی نہین کیونکہ اونکے نزدیک عین معلوم ہے پس معلومات الہی سے اگر اوسکو زوال ہو تو گویا علم الہی منقلب بجہل ہوا اور یہ محال اور اس قسم کے عقائد الہی اور زوال اثر کے بہی یہ بزرگ قائل نہین کیونکہ جب عین نہ زایل ہوا تو اثر کسطرح

زائل ہوگا اور بعض صوفیہ کے کلام سے پایا جاتا ہے کہ عین جاتا رہتا ہے اور اثر نہیں جاتا لیکن
میرے نزدیک عین و اثر دونوں جاتے رہتے ہیں جیسے کہ شیخ ابو سعید قدس سرہ کے کلام سے
اسکی صراحت ہوتی ہے اور جو زوال میں جاتے ہیں اور زوال اثر جائز نہیں رکھتے اون سے
یہ پایا جاتا کہ اونکا زوال میں کامل نہیں ہوا کیونکہ اثر حکم عرض رکھتا ہے اور عین حکم جوہر جب
جوہر جاتا تو پھر عرض کس جگہ باقی رہا تو دوسری طرح رہ سکتا ہے بعد ازاں حضرت نے شیخ
مہنہ کی یہ رباعی - جسمم ہمہ اشک گشت و چشمم بگریست + در عشق تو بے جسم همی باید زیست
از من اثرے نماند این عشق ز چیست + چون من ہمہ معشوق شدم عاشق کیست + پڑھی
اور جب یہ مصرع کو مکرر پڑھکر فرمایا کہ اسمے ہمارا اتفاق نہیں ہے بلکہ اس قول شیخ سنائی سے
کہ تو ئی چیز و دوئی برخیزد + ہاں اتنا فرق ہے کہ شیخ سنائی اوسکو برق کہتے ہیں اور میں
استمراری کیونکہ تجلی ذاتی میرے نزدیک دائمی ہے برق نہیں اور فرمایا کہ زوال عین ذات کو
مع دوئی لازم نہیں ہے اور نہیں ہو سکتی کیونکہ ہستی کہ ظل کو تھی اپنی اصل سے تھی اوسکو
وہ اپنی جانتا تھا اور جب اوسے اصل کو دیدی تو توئی برخیزد کا مضمون صادق آیا
کیونکہ توئی اوسمیں وہ ہے امانت تھی جو اوسمیں مودع تھی اور اوس نے اوسکے اہل کے
حوالہ کی لیکن دوئی دور نہیں ہو سکتی کیونکہ ظل اصل نہیں ہو سکتا - ایک روز بتقریب اس
کلام صاحب فصوص کے فرمایا کہ ان شئت قلت انہ الحق وان شئت قلت
انہ الخلق وان شئت قلت حق من وجہ وخلق من وجہ وان شئت قلت بالحیرۃ لعدم التمیز
بینہما - فرمایا موجود موہوم میں تمیز کرنا اور بات ہے اور تمیز ہونا اور کچھ اسیطرح نفی و اثبات
میں نہایت باریک فرق ہے کہ نفی ابتدا اور توسط میں متحقق ہے اور اثبات انتہا میں اور
اسی تقریب میں فرمایا کہ ہمارے خواجگان قدس اللہ تعالی اسرارہم کے طریقہ میں تعلیم
علم اسم ذات و نفی اثبات دونوں جاری ہیں لیکن مجھکو جو آگاہ کیا ہے وہ یہہ ہے کہ
اسم ذات کو جذبہ سے مناسبت ہے اور نفی اثبات کو سلوک سے مگر چونکہ اس طریقہ میں

جذبہ سلوک پر مقدم ہے اسلئے ابتدا مین اسم ذات تعلیم کرتے ہین اور جب سلوک مین قدم رکہتا ہے تو نفی اثبات تعلیم کرتے ہین ایک روز حضرت خلوت مین تشریف رکہتے تہے چند خادم بہی حاضر تہے ایک نے عرض کی کہ اسکا کیا سبب ہے کہ محافل و ہنگامون مین ظہور نسبت زیادہ ہوتا ہے اور خلوت اور تنہائی مین کمتر ہوتا ہے حضرت نے فرمایا کہ یہ ہی بہید ایک شخص نے حضرت خواجہ احرار سے دریافت کیا تہا اونکے جواب مین فرمایا کہ ہمارے خواجگان کی نسبت محبوب ہے اور قاعدہ ہے کہ جب محبوب کو خلوت مین بلاتے ہین تو شرماتا ہے بعد اسکے حضرت نے فرمایا کہ حضرت خواجہ کا یہ جواب لطیف و ظریف ہے لیکن حل اس دقیقہ کا نہ کیا خواجہ محمد ہاشم کشمی نے جو کہ اوسوقت موجود تہے عرض کی کہ حل کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ حل یہ ہے کہ ظاہر و باطن مین آپسمین نسبت الفت آشنائے و ہمنشینی ہے جیسے کہ دوستون اور ہمنشینون مین محبت ہوتی ہے اور سالک کا ہر دو یعنی ظاہر و باطن اپنے اپنے کام مین مثلاً باطن توجہ و مراقبہ و حضور و ظاہر دیگر امور حسنہ مین مشغول رہتی ہے اور محافل و ہنگامون مین نسبت کثرت اختلاط خلق ظاہر باطن کی ہمنشینی و مجالست سے رہجاتا ہے اوسوقت باطن اپنے کام مین سرگرم اور مشغول ہوتا ہے یہ سبب ہے کہ اوسوقت غلبہ حضور و حلاوت زیادہ ہوتا ہے۔ اور جسوقت سالک سکوت مین جاتا ہے اختلاط خلق سے چہوٹ جاتا ہے اور باطن کیطرف بوجہہ محبت سابقہ مصاحب ہو کر مختلط ہو جاتا ہے تاچار باطن ہنکے حضور توجہہ مین فرق آجاتا ہے - خواجہ محمد ہاشم کشمی نے عرض کی کہ اکثر ہوتا ہے کہ سالک کو خلوت مین بہ نسبت مجالس کے زیادہ حلاوت ہوتی ہے اسکا کیا سبب ہے حضرت نے فرمایا کہ اوسکا باطن قوی تر ہوگیا ہے اور ظاہر پر غالب آگیا ہے بلکہ اوس نے اوسکو بہی اپنے رنگ مین کر لیا ہے اس سبب سے آرام زیادہ آتا ہے حضرت نے فرمایا کہ جسطرح ذات او سبحانہ تعالےٰ ادراک مین نہین آتی اسیطرح صفات او تعالیٰ بہی ادراک و مراقبات مین نہین آتین اور جو کچہہ مراقبات وادراک مین آتا ہے وہ ظلال صفات ہے اور یہ ہی میرا مختار ہے اور چاہئے کہ بحکم

اور کوئی یاد الٰہی میں مستغرق رہی تا کہ اللہ تعالیٰ موجود اور کرم تکو یاد کرے ذکر میں حصول الہام
و مکاشفات نکرے اور کوئی مطلب دل میں نرکھے بلکہ محض صاف طور پر ذکر و عبودیت مشغول رہے
اور قبول کرے اور جو کچھ عطا ہووے اور موافق اعتقاد اہل سنت و جماعت سوا اعتماد کرے اور تیرا
اہل بس مرید بسر کم ہو گو کہ اعتبار کرے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اور سو حصول کمالات
ذاتیہ و رعایت شریعہ او سبحانہ مراقبات صفات میں کمال خوف و حیرت ہوتی ہے بعض مشائخ
میں سنا ہے کہ مبتدیوں کو مراقبہ ذات سبحانہ فرماتے ہیں اور اوسکو نور بے رنگ محیط تمام عالم
بتلاتے ہیں اور ان مراقبہ والوں کے بیان سے ایسا مفہوم ہوتا ہے کہ اوس نور کو
بسیط و عریض خیال کرتے ہیں حق سبحانہ ایسے تخیلات سے منزہ ہے او تعالیٰ بسیط حقیقی
کہ اوسکو طول و عرض کی گنجائش نہیں ہے۔ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ اگرچہ صوفیہ علیہ
سے دین محمدی کو بڑا فائدہ پہونچا اور صدہا ہزارہا آدمی اونکی برکت سے چاہ گمراہی سے
نکل کر کمالات کو پہونچے اور بہت سے اسرار غامضہ کتاب و سنت کی اونکے کشف سے
ظاہر ہوئے لیکن بعض ارباب سکر اس طائفہ سے ضرر بھی دین متین کو پہونچا کہ حالت
مستی میں جو اونسے کلمات سرزد ہوئے اونکو نا قصوں نے اپنا تکیہ کلام اور سند مال لیکن
اللہ تعالیٰ کو اونسے ان کلمات کی ظاہر کرانے میں حکمت ہوگی اور اونسے یہ کلمات بحکم
تخلقوا باخلاق اللہ موافق سنت الٰہی سرزد ہوئے کیونکہ قرآن مجید میں بھی متشابہات مثل
ید و استوی علی العرش وغیرہ واقع ہیں کہ جس سے بعض فرقوں نے اللہ تعالیٰ کا جسم ثابت کیا
اور گمراہ ہوئے حالانکہ اللہ تعالیٰ اونکی گمراہی سے واقف تھا بلکہ ان کلمات کے سرزد ہونے
میں متابعت سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم بھی پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت خاتمیت صاحب نے
فرمایا ضحک اللہ و ان اللہ خلق آدم علی صورتہ و رایت ربی فی سکک المدینة
فی صورة امرد شاب و وضع اللہ یدہ علی کتفی فوجدت بردہا حالانکہ انبیا صحو میں
جناب سید المرسلین صلعم کمال صحو میں تھے پس اگر صوفیہ سے اس قسم کے کلمات صادر ہوئے تو کوئی

جگہ طعن طعن کے نہین ہے پہر فرمایا کہ مین نے اپنے تئین ہمہ تن سپرد شریعت کردیا ہے میری زبان
قلم سے ہی بعض کلمات سکر آمیز سرزد ہوئے ہین دیکہیئے ظاہر ہین اوس سے کیا مطلب نکالتے
ہین **فرمایا** علوم و معارف مین کہ ترجمان مواجید و حال ہین اگرکچہ تناقض و تدافع واقع ہو تو
اوسکو اختلاف احوال و اوضاع پر حمل کرنا چاہیئے کیونکہ ہر وقت کے احوال علیحدہ اور ہر مقام
کے معارف جدا ہوتے ہین اور اختلاف اوقات و اوضاع پر غور کرنیسے تناقض و تدافع
مرتفع ہوجاتے ہین **فرمایا** کہ سرگرمی حضرت خواجہ جبتک تہی کہ جبتک میرا معاملہ انتہا کو نہ پہنچا
تہا اور جب میرا معاملہ انتہا کو پہنچا تو وہ سرگرمی جاتی رہی **فرمایا** کہ حضرت خواجہ فرمایا کرتے
تہے کہ سمرقند اور بخارا سے تخم لایا اور ہند مین بویا فرمایا کہ حصول برکت و ظہور عظمت کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ
باعتبار درجات اوسکے قائل کی ہے جسقدر پڑہنے والا بزرگ ہوگا اوسیقدر برکت و عظمت
زیادہ ہوگی اور ہمیشہ یہ فرمایا کرتے تہے کہ شاید اس سے زیادہ کوئی آرزو نہوگی کہ ایک گوشہ
مین بیٹھکر تکرار کلمہ طیبہ کرے مگر کیا کیجئے تمام آرزو میسر نہین ہوتین ایک روز فرمایا ہرچند کہ مین
نیا اور میرے عمل کیا ہین اور جوکچہ مجکو عطا فرمایا ہے محض کرم و فضل سے عطا فرمایا لیکن
اگرکچہ بہانہ ہو یہی ہوسکتا ہے تو یہ ہی ہوسکتا ہے کہ جوکچہ مجکو عطا کیا ہے بباعث متابعت
سرور دین و دنیا عطا کیا ہے اور جوکچہ نہین بخشا ہے وہ بباعث قصور اتباع نہین بخشا اور
سی تقریب مین فرمایا کہ ایک روز بہول کر پاخانہ مین مینے داہنا پیر پہلے رکہا اوس روز
ندشس احوال رہی آخرکار جب کمال ندامت کی تو احوال نے رجوع کیا ہمیشہ حضرت
پنے اصحاب کو کثرت ذکر و دوام حضور اور مراقبہ کیواسطے تاکید کرتے تہے اور فرماتے
یہ دار دار عمل ہی اور مزرعہ کشت کار چاہیئے کہ حضور باطن کو برعایت آداب اعمال
ظاہری جمع کرکے مشغول رہو **فرمایا** کہ بہت سے آدمی حضرت خواجگان کے رسائل کو
سمجھتے ہین کہ اس طریقہ مین کثرت عمل کے کچہ ضرورت نہین ہے یہ بالکل غلط ہے کیونکہ
طریقہ خواجگان اتباع اطوار نبوی ہین اوفق و اوثق ہے ہان اسقدر ہے کہ اس طریقہ

میں چونکہ ابتدا و توسط میں سکر و استغراق بہت ہوتا ہے اسواسطے مبتدی و متوسط
صرف فرائض و سنن موکدہ پر اکتفا کرتے ہیں معہذا رعایت عزیمت کو اہم مہام سے
سمجھتے ہیں اور پہر جب نہایت رجال تلوین سے تمکین پر پہونچتے ہیں ناچار بکثرت طاعت
و عبادت مشغول ہوتے ہیں اور اسوقت مدار کثرت ترقیات کثرت اعمال پر ہے فرمایا
کہ لوگ جانتے ہیں کہ ریاضت بہوک اور روزہ رکہنے پر منحصر ہے اور یہ نہیں جانتے کہ
توسط احوال کہانے اور پینے میں دوام صیام سے افضل ہے مثلاً کسی شخص کے سامنے
طعام لذیذ رکہا ہے اور اوس نے آدہی بہوک کہایا کہا کر ہاتھ ہٹا لیا یہ سخت ریاضت
اوسکے کہ کسی نے طعام نادیدہ امساک کیا ہو فرمایا کہ لوگ ہوس ریاضت و مجاہدات رکہتے
ہیں حالانکہ کوئی ریاضت برابر ادائے شریعت نہیں خصوصاً ادائے نماز جسطرح کہ فرمایا ہے
نہایت دشوار ہے حق سبحانہ فرماتا ہے وانہ لکبیرۃ الا علی الخاشعین فرمایا کہ احوال تابع
شریعت ہے نہ شریعت تابع احوال کیونکہ شریعت وحی سے قطعی ثابت ہو چکی اور یہ احوال
ظنی کشف و الہام سے ثابت ہوتا ہے فرمایا کہ بعض درویشان خام ناتمام پر تعجب آتا ہے
کہ ایسے کشف پر اعتماد کرکے مخالفت و انکار شریعت غرا ابتغا کرتے ہیں حالانکہ اگر موسیٰ کلیم اللہ
حیات رسول علیہ السلام کے عہد میں ہوتے تو اونکو بہی بلا متابعت غرا اور کچہ چارہ نہ تہا تو اس
پہر انکو اوروں کو کیا کہنا چاہئے فرمایا کہ حضرت خواجگان نے فرمایا ہے کہ نسبت ہماری
سب نسبتوں سے فوق ہے وجہ اوسکی یہ ہے کہ متابعت سنت سنیہ و رعایت عزیمت میں راسخ
ثابت قدم ہیں اس سبب سے اونکی نسبت بہی سب طریقوں سے فوق ہوئی فرمایا کہ
شرم آتی ہے کہ در صورت انفراد و استطاعت و قوت رکوع و سجود میں تہوڑی تسبیحات پر اکتفا
کیجاوے فرمایا کہ کرامات وہی معجزات پیغمبر ہیں جیسے کہ معجزوں سے ترویج دین مراد تہی اسیطرح
کرامتوں سے بہی وہ ہی مقصد ہے اس سے علاوہ اولیاؤں کا مطلب اظہار خوارق سے کچہ
حصول جاہ و ریاکاری و شہرت نہیں ہے اور باوجود اس نیت کے اکثر اولیاء اظہار

خوارق سے اخیر وقت مین نادم ہوئی اور بعضون کا قول ہے عقوبۃ الانبیا حبس الوحی
وعقوبۃ الاولیاء اظہار الکرامات وعقوبۃ المؤمنین التقصیر فی الطاعات اور جسقدر
قرب قیامت ہوتا جاتا ہے اوسیقدر دین ضعیف ہوتا جاتا ہے چنانچہ احادیث کثیرہ سے
یہ امر ثابت ہے لاجرم خوارق بہی کہ تقویت دین کیواسطے تہین تقلیل پذیر ہوتی جاتی ہین
خصوصًا جبکہ خیر البشر صلعم کو ہزار سال گذر چکے اور اس مدت کو تغیر دینے مین تاثیر عظیم ہے اولیا
عشرت مثل اولیا رعزلت غالبًا اظہار کرامات سے منع کر دیئے گئے ہین کہ ظہور خوارق مقتضیات
اسم الہادی سے ہی کہ رشد ہدایت سے تعلق رکہتا ہے و زمانہ اخیر مقتضی ظہور اسم المضل ہے
رواج بدعت وضلالت ہے جیساکہ حدیث شریف مین وارد ہے الحدیث ان بین
یدی الساعۃ فتنًا کقطع اللیل المظلم یصبح الرجل فیہا مومنا ویمسی کافرًا ویمسی مومنا
ویصبح کافرًا الحدیث اور فرمایا کہ کرامت کارباب ارشاد کو ضروری ہی یہ ہے کہ مریدان رشید
کی تبدیل اخلاق کرائین اور ایک حال سے دوسرے حال پر پہونچائین اور مرید سعادتمند ہر روز اپنے
مرشدون سے کرامتین مطالعہ کرتا ہے اور اپنے مین آثار تصرف پیر پاتا ہے اور مریدون کی علاوہ
اورونکو کرامات دکہانا اولیا ؤن کو کچہ ضرور نہین کہ معاملہ ولایت پوشیدہ وبہتر ہے۔ اولیائی تحت
قبائی لا یعرفہم غیری اس مدعا پر گواہ صادق ہے اور ایک جگہ تحریر بہی فرمایا ہے کہ خوارق
از ارکان ولایت نیست و نہ از شرائط آن بخلاف معجزہ نبی کہ از شرائط مقام دعوت است
لیکن ظہور خوارق از اولیاء اللہ شائع است تخلف کم کند اما کثرت ظہور خوارق بر افضلیت دلالت
ندارد و تفاضل آنجا باعتبار قرب الٰہی است جل شانہ تواند بود کہ ولی اقرب ظہور خوارق اقل باشد
از ابعد اکثر خوارق کہ از بعض اولیاء این امت بظہور آمدہ از اصحاب کرام رضی اللہ عنہم عشر عشیر
آن نیامدہ تا آنکہ افضل اولیاء بمرتبہ ادنی اصحابی نرسد نظر بر ظہور خوارق از کوتہ نظریست و
دلالت بر قصور استعداد تقلیدیست شایان قبول فیض نبوت و ولایت جماعہ اند کہ استعداد
تلمیذی در ایشان غالب است بر قوۃ نظر ایشان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ بواسطہ



آں قوت اصلا محال علم گشت ولہذا است سالکاں ایں امت آمد و ابوجہل لعین بواسطہ فقدان
ہمیں استعداد با وجود ظہور چندیں آیات باہر و معجزات قاہرہ، دولت تصدیق سعادت مشرف نشد
فرمایا کہ خوارق دو قسم کے ہوتے ہیں قسم اول ظہور علوم معارف الٰہی ہے کہ ذات و صفات
افعال حق سے علاقہ رکھتی ہے اور ورائے طور عقل و نظر سے اور یہ قسم خاص ارباب حق
اہل معرفت کو بخشی ہے قسم ثانی کہ معاملات کونیہ سے تعلق رکھتی ہے اسمیں محق و مبطل سب
شریک ہیں قسم اول اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکرم ہے کہ اولیا خاص بلاشرکت غیر اس سے
مشرف ہیں قسم ثانی عوام میں معتبر و محترم ہے بلکہ اگر اس قسم کی اہل استدراج سے صادر
ہو تو کچھ عجب نہیں کہ لوگ اوسکو پرستش کرنے لگیں اور برخلاف اوسکے قسم اول کو عوام
لوگ خوارق سے نہیں جانتے کوئی خیال کرے کہ جو علم مخلوقات سے تعلق رکھتا ہو اوسکو
کیا کیا کہتا ہے بلکہ علم تو اس قابل ہے کہ نسیاً منسیاً کر دیا جائے تاکہ مخلوقات اور اوسکے
حالات سب سہو و نسیان میں معرفت الٰہی احترام و اسرار کے شایاں ہے لیکن اس موقع پر
اپنی ہمت پیچ و دید کر بترہ و مار یسوعت عقل حیرت کہ ایں چہ ماجرا است ۔ اور یہی وجہ
کہ متقدمین پر مثل شیخ جنید بغدادی سے کسی طائفہ سے شاید کہ دس کرامتیں نقل کیں ہیں
اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے حال سے خبر دی ہے ولقد آتینا موسیٰ تسع آیات بینات
کرامات و خوارق دلیل افضلیت نہیں ہے اور نہ قلت علامت نقصان ہے ظہور خوارق اہل
ناسیت ولایت بلکہ اوسکے لوازم سے ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ولی سے کرامت ظاہر
ہو جاوے اور اوسکو خبر نہ ہو ۔ فرمایا کہ ابتدا تعلیم میں عموماً دلکا ذاکر ہو جانا اور جذب پیدا
ہونا ہمارے حضرت خواجہ کے التفات و برکات سے ہے مرشد کہ پہلے ہی یہ معمول تھا کہ
ابتدا تعلیم میں اسقدر عموماً ہوتا تھا فرمایا کہ ایک روز میں نے حضرت خواجہ سے دریافت ہی
کیا تھا تو اوسپر اونہوں نے فرمایا تھا چونکہ اب طلب کی ہمت بہ نسبت سابق کے بہت کم
ہو گئی ہے اس سبب سے یہ بات اختیار کی تاکہ بلا مجاہدہ و مشقت اوسکو یہ بات حاصل ہو جائے

و دنگی بروورت مبدل تجرات و عبادت جزاہ عنا خیر الجزاء - فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی کمال عنایت
اگر کوئی کوچہ کو دیا ہے فقیر سے نہیں کہا کہ او ہمیں بجا وجود ہوا اور طالب حسب استعداد خود حسب توفیق
مین سالک کرتا ہے اوس کو تکمیل مین پہنچا دیتا ہوں -

مقام چھٹا حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکتوبات مین

مین طالبے پیش شیخے بیاید باید کہ شیخ اور اول استخارہ فرماید از سہ استخارہ تا ہفت استخارہ
تکرار نماید بعد از استخارہا اگر تذبذبے در طالب پیدا نشد شروع در کار او نماید (فائدہ اقبال
قلب شیخ کامل مکمل بہی قائم مقام استخارہ ہے اور اگر استخارہ کرے تو نور علیٰ نور ہے) اول
اورا طریق توبہ تعلیم دہد در حصول توبہ بقدر اجمال اکتفا نماید و تفصیل آنرا امر ور ایام حوالہ کند
کہ ہمم درین ایام بسیار قاصر اند اگر اول تکلیف تحصیل تفصیل توبہ کردہ شود ناچار حصول آن
دیر طلبد و شاید درین مدت فتورے در طلب او رود و از مطلب باز ماند بلکہ توبہ را ہم
سر انجام ندہد بعد از ان طریقے کہ مناسب استعداد طالب است تعلیم نماید و ذکرے کہ
ملائم قابلیت اوست تلقین فرماید و توجہے بکار او در کار دارد و التفاتے بحال او مرعی نماید
و آداب و شرائط راہ را باو بیان سازد و در متابعت کتاب و سنت و آثار سلف صالحین ترغیب
فرماید و وصول مطلوب را بے متابعت این محال داناند و اعلام نماید کہ کشوف و وقائع
کہ سر موئے مخالفت بکتاب و سنت داشتہ باشد اعتبار نکند مستغفر باشد و تصحیح عقائد بمقتضائے
آراء فرقہ ناجیہ اہل سنت و جماعت نصیحت نماید و بتعلیم احکام فقہیہ ضروریہ و عمل بموجب
آن تاکید فرماید کہ طیران درین راہ بے این دو جناح اعتقادے و عملے میسر نیست و تاکید نماید کہ در
لقمہ محرم و مشتبہ را احتیاط نیک مرعی دارد و ہر چہ یابد نخورد و از ہر جا کہ یابد تناول نہ نماید
تا فتویٰ شریعت غرا دران باب راست نکند بالجملہ در جمیع امور کریمہ ما اتاکم الرسول فخذوہ
وما نہاکم عنہ فانتہوا نصب العین خود سازد - حال طالبان از دوام خالی نیست

یا از اہل کشف و معرفت اند یا از ارباب جہل و حیرت اما اللہ طی منازل و رفع حجب سیر در طی نقره
واصل اند در نفس وصول مرتبه نیست یکی را بر دیگری یا نکرد و شخص بعد از طی منازل بعیده
بکعبه میرسد یکی منازل راه را تماشا کرده رفت و تفصیل هر کدام از منازل را بقدر استعداد
خود دانسته رسید و دیگری از منازل راه چشم بسته رفت و بتفصیل اطلاع نیافته بکعبه رسید
هر دو شخص در نفس وصول بکعبه مساوی اند هیچ کدام را زیادتی نیست درین وصول بر دیگری
نباید دانست که نظر بازی علامت نقصان استعداد نیست گروهی باشند تام الاستعداد که ایشان
بلا مبتلا گردید **ایضاً** (نصیحت به پیران) محافظت کنند که امری صادر نشود که باعث نفرت
خلائق گردد که وبال عظیم است نفرت خلق مناسب حال ملامتیه است که نتیجه و دعوت کار
ندارند بلکه مقام ملامت نقیض مقام شیخی است پس این دو مقام خلط نماید و در شیخ
از روی ملامت کند که ظلم عظیم است و در نظر مریدان خود را مہمل از خود در احتیاط و
سوالست با مسترشدان او اظہار نماید که با ملامت استجعاب است که منافی افاده و استفاده
در محافظت حدود شرعیه یک رعایت نماید مہما امکن عمل بر رخصت تجویز نکند که ہم منافی
این طریقه علیه است و ہم مناقض دعوای متابعت سنت سنیه عزیزی فرموده است -
بہاء العارفین خیر من اخلاص المریدین چه ریای عارفان از برای انجذاب قلوب
طلاب است بجناب قدس خداوندی جل سلطانه پس ناچار از اخلاص مریدان بہتر باشد
وایضاً اعمال عارفان اسباب تقلید است مر طالبان را و در اتیان اعمال اگر عارفان عمل نکنند
طالبان محروم مانند پس عارفان ریا برای آن کنند تا طالبان تأسی اقتدا نمایند این
این ریا عین اخلاص است بلکه بہتر از اخلاص که از برای نفع خود باشد از ینجا کسی گمان
نکند که عمل عارفان محض از برای تقلید طالبان است و عارفان را بعمل احتیاج نیست
معاذ الله سبحانه این عین الحاد و زندقه است بلکه عارفان در اتیان اعمال بسائر
طالبان برابر اند و در اتیان اعمال یکسر از استغنا نیست عاقبت مائی الباب در اعمال

عارفان گاه هست که نفع طالبان که مربوط بتعلیم است نیز ملحوظ است و بآن اعتبار آنرا ریا نمی نامند
بالجمله در قول و فعل نیک محافظت نماید که اکثر خلایق درین اوان هنگامه طلب اند کاری بوقوع
نیاید که منافی این مقام باشد و جهال را بطعن اکابر رسانند از حضرت حق سبحانه تعالی استقامت
طلبند **ایضا** مدار این طریق بر دو اصل است استقامت بر شریعت محمدیه بر ترک ادنای ادا
آن راضی نباید شد و رسوخ و ثبات است بر محبت و اخلاص شیخ طریقت بر نهجی که اصلا بر وی مجال
اعتراض نماند بلکه جمیع حرکات و سکنات او زیبا و محبوب در نظر مرید در آید عیاذا بالله سبحانه
در ادنی از امور که باین دو اصل متعلق است خللی واقع شود و اگر بعنایت الله سبحانه این دو
اصل مستقیم است سعادت دنیا و آخرت نقد وقت است **ایضا** بدانکه منامات و
واقعات شایان اعتماد و اعتبار نیست اگر کسی خود را در خواب بادشاه دید یا قطب وقت
یافت فی الحقیقت نه چنین است بیرون خواب و واقعه اگر بادشاه شود یا قطب گردد مسلم است
پس از احوال و مواجید هر چه در بیداری و افاقت ظاهر شود گنجایش اعتماد دارد و الا فلا
بدانکه سالکان این راه از دو حال خالی نیستند مرید اند یا مراد اگر مراد اند طوبی لهم براه انجذاب
و محبت ایشانرا کشان کشان خواهند برد و بمطلب اعلی خواهند رسید هر ادبی که در کار
شود بتوسط یا بی توسط تعلیم شان خواهند شد و اگر زلتی واقع شود زود متنبه خواهند فرمود و بران
مواخذه نخواهند کرد و اگر به پیر ظاهری احتیاجی داشته باشند بی سعی ایشان بآن دولت دلالت
خواهند فرمود بالجمله عنایت ازلی جل سلطانه متکفل حال این بزرگواران است بسبب یا بی سبب
کار ایشانرا خواهند کرد والله یجتبی من یشاء و اگر مرید اند کار ایشان بی توسط پیر کامل مکمل دشوار
است پیری باید که بدولت جذبه و سلوک مشرف شده باشد و بسعادت فنا و بقا مستسعد گشته
و سیر الی الله و سیر فی الله و سیر عن الله بالله و سیر فی الاشیاء بالله را بانصرام رسانیده
و اگر جذبه او بر سلوک او مقدم است و بتربیت مرادان مربی شده کبریت احمر است کلام
او دوا است و نظر او شفا احیاء دلهای مرده بتوجه شریف او منوط است و تازگی جانهای

سپرده بالسعادات لطیف او مربوط واگر این طور صاحب دولت پیدا شود سالک می‌رسد بهم معیت
و تربیت ناقصان او میسر آید به توسط او بدولت فنا و بقا تا سرحد ۵ آسمان بست عمر سیر
آید و رود پس مالیست مش خاک تود + اگر بعنایت خداوندی خلیفه طالبی را باین طور
پیر کامل مکمل الالات ورود بداند که خود شریف او معتنم داند و خود را تمام او سپارد خود سعادت
خود را در مرضیات او داند و سعادت خود را در خلاف مرضیات او شناسد بالجمله هوائے خود
را تابع رضائے او سازد و در خبر نبویت علیه و علی آله الصلوة والتسلیمات اتمها واکملها لن یؤمن
احدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به بداند که رعایت آداب صحبت و مراعات شرائط حضور دریافت
این راه است با راه افاده و استفاده مفتوح گردد و بدونها لا نتیجة للصحبة ولا ثمرة للمجلس
بعضے از آداب و شرائط ضروریه در معرض بیان آورده میشود بگوش هوش باید شنید + آنکه
طالب را باید که روئے دل خود را از جمیع جهات گردانیده متوجه پیر خود سازد و با وجود پیر
بے اذن او بنوافل و اذکار نپردازد و در حضور او بغیر او التفات ننماید و بکلیه خود متوجه او نشیند
حتی که بذکر هم مشغول نشود مگر آنکه او امر کند و غیر از نماز فرض و سنت در حضور او ادا نکند نقل
کرده اند از سلطان ایوقت که وزیر پس پیش او ایستاده بود اتفاقا درین اثنا آن وزیر التفات
بجانب جامه خود کرده بند آن راست خود را راست میساخت درین حال نظر سلطان تا آن وزیر
افتاد دید که بغیر او متوجه است زبان عتاب گشاد که این را هضم نمیتوانم کرد که تو وزیر من باشی
و در حضور من به بند جامه التفات نمائی باید اندیشید که هرگاه مسائل دنیا را این آداب دقیقه در کار است و سائل وصول
الله را رعایت اتم و اکمل رعایت این آداب لازم خواهد بود و بهالکلی در جائے نه ایستد که سایه
او بر جامه یا بر سایه او افتد و بر مصلائے او پا ننهد و در متوضائے او طهارت نکند و ظروف
خاصه او استعمال نکند و در حضور آب نخورد و طعام تناول ننماید و با کسے سخن نکند بلکه متوجه احدی
نگردد و در غیبت پیر بجانبے که او است پا دراز نکند و بر آن جانب آب دهن نیندازد و هر چه از
پیر صادر شود آنرا صواب داند اگرچه بظاهر صواب نماید او هرچه میکند از الهام میکند و باذن کار میکند

برین تقدیر اعتراض را گنجائش نباشد و اگرچه در بعضے صور در الهامش خطا راه یابد چه خطائے الهامی در رنگ خطائے اجتهادی است ملامت و اعتراض بران مجوز نیست و ایضاً چون این را محبتے به پیر پیدا شده است در نظر محب هر چه از محبوب صادر شود محبوب نماید پس اعتراض را مجال نباشد و در کل و جزئی اقتدا به پیر کند چه در خوردن و پوشیدن و چه در خفتن و طاعت کردن نماز را بطرز او باید ادا کرد و فقه را از عمل او باید اخذ نمود

شعر

آنرا که در سرائے نگاریست فارغ است * از باغ و بوستان و تماشائی لاله زار * و هیچ اعتراض را در حرکات و سکنات او مجال ندهد اگرچه آن اعتراض بمقدار حبه خردله باشد زیرا که اعتراض به اغیار حرمان نتیجه نیست و بے سعادت ترین جمیع خلائق عیب بین این طائفه علیه است نجانا الله سبحانه عن هذا البلاء العظیم و طلب خوارق و کرامات از پیر خود نکند اگرچه آن طلب بطریق خواطر و وساوس باشد هیچ شنیده که مومنے از پیغمبری معجزه طلب کرده باشد معجزه طلبان کفار اند و اهل انکار

شعر

معجزات از بهر قهر دشمن است * بوئے جنسیت پے دل بردن است * موجب ایمان نباشد معجزات * بوئے جنسیت کند جذب صفات * اگر شبهه پیدا شود در خاطر آنرا بے توقف عرض نماید اگر حل نشود تقصیر بخود نهد و هیچ منقصت را بجناب پیر جائز نسازد و واقعه که رو دهد از پیر پنهان ندارد و تعبیر وقائع از و طلب کند و تعبیر که بر طالب منکشف شود نیز عرض نماید و صواب خطا را از و جوید و بر کشوف خود زنهار اعتماد ننهد که حق با باطل درین دار ممتزج است و صواب با خطا مختلط و بے ضرورت بے اذن از و جدا نشود که غیر او را بر وے گزیدن منافی ارادت است و آواز خود را بر آواز او بلند نکند و سخن بلند با او نگوید که سوء ادبست و هر فیضے و فتوحیکه برسد آنرا بتوسط پیر تصور نماید و اگر در واقعه ببیند که فیضے از مشائخ دیگر رسیده است آنرا نیز از پیر داند و بداند که چون پیر جامع کمالات و فیوض است فیض خاص از پیر بمناسب استعداد خاص مرید ملائم کمال شیخے از شیوخ که صورت افاده از وے ظاهر شده است و بمرید رسیده و لطیفه از لطائف پیر که مناسب بآن فیض دارد بصورت آن شیخ ظاهر شده است بواسطه

اتباع امر آن طلیعه را شرم دیگر خیال کرده است و پیش از آن وابسته این معامله عظیم است
حق سبحانه از مزلت قدم نگاهدارد و بر اعتقاد و محبت پیر مستقیم دارد بحرمت سید البشر علیه
وعلی آله الصلوة والسلام والتسلیمات بالجملہ الطریق کله ادب مثل مشهور است هیچ بے ادبی بخدا
نرسد و اگر مرید در رعایت بعضے از آداب خود را مقصر داند و از اداے کما ینبغی برنیاید اگر
سعی هم نتواند معفو است اما از اعتراف تقصیر چاره نیست و اگر عیاذاً بالله سبحانه رعایت
آداب نکند و خود را مقصر هم نداند از برکات این بزرگواران محروم است ع هر که او روی به بهبود نداشت
دیدن روی نبی سود نداشت ۵ اگر مریدی که ببرکت توجه پیر بمرتبه فنا و بقا رسید و راه الهام طریق وی است [illegible]
شود و پیر او را مسلم دارد و بکمال او گواهی دهد آن مرید را میرسد که در بعضے امور الهامی به پیر خلاف کند و بمقتضاے
الهام خود عمل کند اگرچه پیر بر خلاف آن محقق بود چه آن مرید در بیوقت از ربقه تقلید برآمده است و تقلید
در حق وے خطا است نمی بینی که اصحاب پیغمبر صلی الله علیه و علیهم الصلوات
والتسلیمات در امور اجتهادیه و در احکام غیر منزله آن سرور خلاف کرده اند و در بعضے اوقات
صواب جانب صحابه ظاهر شده است کما لایخفی علی ارباب العلم پس معلوم شد که خلاف پیر مرید را بعد از
رسیدن مرتبه کمال مجوز است و از سوء ادب دور است بلکه اینجا عین ادب است و اگر اصحاب پیغمبر علیه
وعلیهم الصلوات والتسلیمات که بکمال ادب مودب بوده اند غیر از تقلید امر دیگر میکرده اند ابو یوسف را
بعد از رسیدن مرتبه اجتهاد تقلید ابی حنیفه رضی الله تعالی عنه خطا است صواب در متابعت رای
خود است نه رای ابی حنیفه قول مشهور است از امام ابو یوسف که مباحثت با ابی حنیفه در مسئله خلق
القرآن ستة اشهر شده باقی که تکمیل صناعت بتلاحق افکار است اگر یک فکر مبادی را
پیدا کرد دیگری بتحوی کرد زبان سیبویه نحو بوده است امروز باختلاف آرا و بتلاحق انظار بصد زیادتی و
کمال پیدا کرده است اما چون بنا او نهاده است فضل او راست الفضل للمتقدمین لیکن کمال آن
مثل امتی کمثل المطر لا یدری اولهم خیر لهم آخرهم هم ام حدیث نبویست علیه و علی آله الصلوات والسلام
دلیل آن است شبهه بعض المریدین ما انگیخته اند لیسیم تحتی و تمیت احیا و امات از لوازم مقام شیخی است

مراد از احیاء احیاء روحی است نه جسمی و همچنین مراد از اماتت اماتت روحی است نه جسمی و مراد
از حیوة و موت فنا و بقا است که بمقام ولایت و کمال میرساند و شیخ مقتدا باذن الله سبحانه
متکفل این دو امر است پس شیخ را ازین احیاء و اماتت چاره نباشد معنی آیتی و بیت یحیی و
یفنی میاد اماتت جسمی از منصب شیخی کارے نیست شیخ مقتدا حکم کاه در باد ارد و هر کس را که باد نسبت
است در رنگ خس و خاشاک در عقب او میدود و نصیب خود را از وے استیفا مینماید خوارق و کرامات
از برائے جذب مریدان نیست مریدان بمناسبت معنویه منجذب میگردند و آنکه باین بزرگواران مناسبت
ندارد از دولت کمالات ایشان محروم است اگرچه هزار معجزه خوارق و کرامات ببیند ابوجهل و
ابولهب را شاید این معنی باید گرفت قال الله سبحانه فی حق الکفار و ان یروا کل آیة لا یومنوا
بها حتی اذا جاءك یجادلونك یقول الذین کفروا ان هذا الا اساطیر الاولین والسلام ایضاً
باید دانست که حقوق پیر فوق سائر حقوق ارباب حقوق است بلکه نسبت ندارد حقوق پیر بر حقوق
دیگران بعد از انعامات حضرت حق سبحانه و احسانات رسول او صلی الله تعالی علیه وسلم ولادت
صوری هر چند از والدین است اما ولادت معنوی به پیر مخصوص است و ولادت صوری را حیات
چند روزه است و ولادت معنوی را حیات ابدیت نجاسات معنویه مرید را پیر است که بقلب
و روح خود کناسی مینماید و تطهیر آنگینه و میفرماید در توجهات که نسبت به بعضے مسترشدان واقع
میشود محسوس میگردد که در تطهیر نجاسات باطنه ایشان تلوثی بصاحب توجه نیز میرسد و تا در
زمانے نمد رسیدار د پیر است که بتوسل او بخدا میرسند عز و جل که فوق جمیع سعادات دنیویه و
اخرویه است پیر است که بوسیله او نفس اماره که بالذات خبیث است مزکی و مطهر میگردد
و انانارگی باطمینان میرسد و از کفر جبلی باسلام حقیقی مے آید - گر بگویم شرح این بحد شود پس
سعادت خود را در قبول پیر باید دانست و شقاوت خود را در رد او نعوذ بالله سبحانه من ذالک
رضائے حق سبحانه در پس پرده رضائے پیر مانده اند تا مرید در مراضی پیر خود را گم نسازد برضائے
حق سبحانه نرسد آفت مرید در آزار پیر است هر زلتے که بعد از ان باشد تدارک آن ممکن است

اما آثار ایشان نیز با هم تدارک نتوان نمود آثار ایشان نیز هم متفاوت است مر مریدان را عیاذاً بالله سبحانه من ذلک علی
معتقدات اسلامیه و مشورهٔ ایشان احکام شرعیه نتائج و ثمرات آنست از احوال و مواجید
سالک تعلق دارد خود چه گوید و اثری از احوال اگر با وجود آثار ایشان باقی ماند از استدراج باید شمرد که آخر
سحرانی امالت سید و عیار از صیر نتیجه نخواهد داد والسلام علی من اتبع الهدی **ایضاً** قباب اولیاء الله
بشریت ایشانست بهرچه سائر مردم محتاج اند این بزرگواران نیز محتاج اند ولایت ایشان را
از احتیاج نمی برآرد و غضب ایشان نیز در رنگ غضب سائر مردم است هرگاه سید انبیا علیه
و علیهم الصلوات و التسلیمات فرماید اغضب کما یغضب البشر با دیگران چه رسد و همچنین این بزرگواران
در اکل و شرب و مباشرت اهل و عیال و موانست با ایشان با سائر ناس شریک اند تعلقات
شتی که از لوازم بشریت است از خواص و عوام زائل نمیگردد و حق سبحانه تعالی در شان
انبیا علیهم الصلوات و التسلیمات میفرماید و ما جعلناهم جسداً لا یأکلون الطعام و کفار ظاهر بین
گفتند مال هذا الرسول یأکل الطعام و یمشی فی الأسواق پس هر که نظر او بظاهر اهل الله افتاد
محروم گشت و خسران دنیا و آخرت نقد وقت او آمد همین ظاهر بینی ابوجهل و ابولهب را
از دولت اسلام محروم ساخت و در خسران ابدی انداخت سعادتمند آنست که نظر او از
ظاهر بینی اهل الله کوتاه گشت و حضرت نظر او بصفات باطنه این بزرگواران بعد گردد و در
ظاهر مقصور گشت فهم کنیل المصر ماء للمحبوبین و دماء للمحجوبین ممد کار اینست صفات بشریت آنقدر
که در اهل الله ظاهر میگردد در سائر مردم ظاهر نیست وجهش آنست که ظلمت و کدورت در محل
هموار و مصفا اگرچه اندک باشد متمیز و هویدا میگردد و اما اینچه در محل ناهموار و غیر مصفا اگرچه متمیز باشد
لیکن ظلمت صفات بشریت در عوام در کلیت سرایت میکند و در قالب و قلب و روح و سر
در خواص این ظلمت مقصور بر قالب و نفس است در اخص خواص نفس نیز ازین ظلمت برآمده
مقصور بر قالب است و بس و ایضاً این ظلمت در عوام موجب نقصان و خسارت است
و در خواص موجب کمال و نضارت همین ظلمت خواص است که ظلمت عوام را زائل میگرداند

قلبہائے ایشان را تصفیہ بخشد و نفس را تزکیہ سید مدہا گر این ظلمت نمے بود خواص را بعوام
ہیچ مناسبت نیکشود و راہ افادہ و استفادہ مسدود میشود و این ظلمت در خواص آن قدریست
کہ مکدر سازد بلکہ ندامت و استغفار کہ در قفائے آن دست میدہد چندین ظلمت و کدورت
دیگر را ہم میزداند و ترقیات میفرماید ہمین ظلمت است کہ در ملائکہ مفقود است و بسبب آن راہ
ترقی مسدود اسم ظلمت بر دسے از قبیل مدح بما یشبہ الذم است عوام کالانعام صفات
بشریت اہل اللہ را در رنگ صفات بشریت خود میدانند محروم و مخذول میمانند قیاس
غایب بر شاہد فاسد است ہر مقام را خصوصیات علیحدہ است و ہر محل را لوازم جداو
السلام علی من اتبع الہدی و التزم متابعۃ المصطفی علیہ و علی الہ الصلوات و التسلیمات **ایضاً**
الٰہی چیست این کہ اولیا خود را اگر باطن زلال خضر است کہ ہر کہ قطرہ ازان چشیدہ حیات
ابدی یافت و ظاہر ایشان سم قاتل ہر کہ بآن نگریست بموت ابدی گرفتار آمد ایشانند کہ باطن
ایشان رحمت است و ظاہر شان زحمت باطن ہین ایشان از ایشان است و ظاہر ہین
ایشان از بیگانگان بصورت جو نمایند و بحقیقت گندم بخش بظاہر از عوام بشر اند بباطن از خواص
بصورت بر زمین اند و بمعنی بر فلک جلیس ایشان از شقاوت رستہ است و انیس ایشان
سعادت پیوستہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون و صلی اللہ تعالٰی
علی سیدنا محمد و الہ و سلم **ایضاً** حضرت حق سبحانہ و تعالٰی اولیاء اللہ را بر نہجی مستور
ساختہ است کہ ظاہر ایشان از کمالات باطن ایشان خبر ندارد تکیف با عدائے باطن ایشان
نسبتے کہ بمرتبہ بیچونی و بیچگونگی حاصل گشتہ است نیز بیچون است و باطن ایشان چون از عالم
امر است نیز نصیبی از بیچونی دارد و ظاہر کہ سراسر چون است حقیقت آنرا چہ دریابد بلکہ نزدیک است
نفس حصول آن نسبت انکار نماید لغایت الجہل و عدم المناسبۃ تواند بود کہ نفس حصول
نسبت را داند اما نداند کہ متعلق آن کیست بلکہ بسا است کہ نفی متعلق حقیقی او نماید و کل ذلک
لعلو تلک النسبۃ و دنو الظاہر و باطن خود مغلوب آن نسبت است و از دیدو دانش

رسیده است چه داند که چه دارد و چه کرده دارد پس با یافتن از بحار معرفت بهره یافته باشد لهذا صدیق
اکبر رضی الله تعالی عنه فرموده العجز عن درک الادراک ادراک عبارت از ست عجز تمام
از بحر ادراک آن لازم است لان صاحب الادراک مغلوب لا یعلم ادراک و غیره لا یعلم حاله کما هو
ایضاً تحصیل بود در لباس صوفیان که به صحت اعتقاد می شناسد این فقیر در حق او تردد داشته
الحاق می شمرم که انبیا صلوات الله تعالی وتسلیماته علیهم اجمعین جمیع امده و همه برهان واحد
میسر باشد در حق آن شخص که لیس ما درین انا بخاطر رسید که از شخص دیگر که معتبر در حق او شنیده
بود استفسار نماید در باره او و فرموده که ان شاء الله سبحانه من سوء الاعتقاد و من ظلمة الامانی
الاتحاد **ایضاً** آنچه بر فقرا لازم است دوام ذل است و افتقار و انکسار و تضرع
الی الله و وظائف عبودیت و محافظت حدود شرعیه و متابعت سنت سنیه علی صاحبها
الصلوة والسلام والتحیه و تصحیح نیات در تحصیل خیرات و تخلیص بواطن و تسلیم ظواهر و دید
عیوب و مشاهده استیلا ذنوب و خوف انتقام علام الغیوب و تقلیل هر قدر اکثر حسنات خود
را اگر چه بسیار باشد و کثیر انگاشتن سیئات خود را اگر چه اندک باشد و ترسان و لرزان بودن
از شهرت و قبول خلق قال علیه الصلوة والسلام بحسب امرء من الشر ان یشار الیه بالاصابع فی
دین او دنیا الا من عصمه الله و متهم داشتن اعمال و نیات خود را اگر چه مثل فلق صبح باشد و
عدم اعتنا باحوال و مواجید خود اگر چه صحیح و مطابق باشد اعتماد نباید کرد و شخص باید که همت
مجرد تائید دین و تقویت ملت او و ترویج شریعت و دعوت خلق بحق جل وعلا و این قسم
بانگیزه دست کار که فرد واحد هم آید قال علیه الصلوة والسلام ان الله لیؤید هذا الدین بالرجل
الفاجر مریدی که بطلب آید و اراده شروع نماید آن را در رنگ شیر و شکر باید دانست و باید ترسید که
مبادا ازین راه خرابی او خواسته باشد استدراج او نمایند و اگر خوارق در قدم مرید ظاهر شود و فرحی بهم رسد
یا نه آنرا مکر و تمکر دانسته و تدارک آن به ندامت و استغفار چندان نماید که اثری از آن
سرور نماند بلکه بجای آن فرح حزن و خوف نشیند و بیک تاکید نماید که طمعی در حال او

وتوقع درمنافع دنیوی او پیدا شود که مانع رشد مرید است و باعث خرابی پیر چه آنجا همه دین خالص
است طلبید الا لله الدین الخالص شرکت را دران حضرت بهیچ وجه گنجایش نیست و بداند که هر
ظلمتے و کدورتے که بر دل طاری گردد ازاله آن بتوبه و استغفار مقدور است و التجا باسهل وجوه
میسر است مگر ظلمتے و کدورتے که از راه محبت دنیائی دنی بر دل طاری شود منغص گرداند و
مستهجن میسازد و ازاله آن متعسر تمام است و نعوذ بر کمال صدق رسول الله تعالے صلے الله
علیه وآله وسلم حب الدنیا راس کل خطیئة سبحان الله سبحانه و ایاکم من محبت الدنیا وصحبة ابنائها
و اربابها والاختلاط بهم والمصاحبت معهم فانها سم قاتل و مرض هالک و بلاء
عظیم وداء عمیم - **ایضاً** دنیا بظاهر شیرین است و بصورت طراوت دارد و فی الحقیقت
سمی است قاتل و متاعیست باطل و گرفتاریست لاطائل مقبول او مخذول است مفتون او مجنون است
و حکم نجاستے است زر اندوده و مثل او مثل زهریست شکر آلوده عاقل آنست که باینچنین متاع
کاسد فریفته نشود و بچنین کالائے فاسد گرفتار نگردد و گفته اند اگر شخصے وصیت کرد که مال مرا
عاقل ترین زمانه بدهند بزاهد میباید داد که از دنیا بے رغبت است و آن بے رغبتی از کمال فطانت
است **ایضاً** نفس اماره انسانی مجبول است بر حب جاه و ریاست و همگی همت او ترفع برا قران است
و بالذات خواهان است که خلائق همه بوے محتاج باشند و منقاد اوامر و نواهی او گردند او بهیچ کس
محتاج نباشد و محکوم احدی نبود این دعوی الوهیت است از وے و شرکت است بخدائے
بیمثال جل سبحانه بلکه آن بے سعادت بشرکت هم راضی نیست میخواهد که حکم او باشد و بس و همه محکوم
او باشند فقط در حدیث قدسی آمده است عاد نفسک فانها انتصب بمعادانی یعنے دشمن دار
نفس خود را زیرا که بدرستی آن نفس ایستاده است بدشمن من پس تربیت نفس نمودن به تحصیل
مرادات او از جاه و ریاست و ترفع و تکبر فی الحقیقه امداد کردن است دشمن خدا ے عز و جل
را تقویت نمودن است مراد از شناعت این امر را نیک باید دریافت در حدیث قدسی وارد است
الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی فی شئ منهما ادخلته فی النار و لا ابالی

رضای دل که مطمئنه مخصوص حق است که حصول دنیا مد معاون حصول مرادات نفس است
پس هر که مدعی ... نماید با بایست را سایه سر محمدی گشت علیه و علی آله الصلوات لیها
زیرا که در عهد ما ... نیست وصول بحر آن مقصود از بعثت انبیا علیهم الصلوات والتسلیمات
و حکمت در تکلیفات شرعیه تخریب و تخریب همین نفس اماره است شرائع برای تخریب و استیصال
او وارد شده اند هر قدر که بمقتضای شریعت عمل بجا آید همان قدر هوای نفسانی رو بزوال آرد
لهذا اتیان یک حکم از احکام شرعیه در ازاله هوای نفسانی بهتر است از ریاضات و مجاهدات
هزار ساله که از پیش خود کرده شود بلکه این ریاضات و مجاهدات که بمقتضای شریعت غرا نه
شده اند موید و مقوی هوای نفسانی اند برهمنان و جوگیان در ریاضات و مجاهدات تقصیر
نکرده اند اما هیچ از آنها سود مند نگشته و غیر از تقویه نفس و تربیت آن ننموده مثلاً یک دانگ در
ادای زکوة که شریعت بآن امر نموده است در تخریب نفس سودمندتر است از آنکه هزار
دینار از پیش خود صرف کند و طعام خوردن در عید فطر بحکم شریعت نافع تر است در رفع هوا از آنکه
از پیش خود سالها صائم باشد و دو رکعت نماز بامداد بجماعت ادا کردن که سنتی از سنن است
آوردن مراتب بهتر است از آنکه تمام شب بصلوة نافله قیام نماید و نماز بامداد را بی جماعت
ادا کند بالجمله تا نفس مزکی نشود و از خبث مالیخولیا مهترے پاک نگردد نجات محال است فکر آنچه
این مرض ضروری آمد تا موت ابدی نرساند کلمه طیبه لا اله الا الله که موضوع است از برای نفی اله
آفاقی و انفسی در تزکیه نفس و تطهیر آن انفع و انسب است اکابر طریقت قدس الله تعالی اسرارهم
از برای تزکیه نفس همین کلمه طیبه را اختیار فرموده اند ۵ تا جاروب لا نروبی راه + نرسی
در سرای الا الله + هرگاه نفس در مقام سرکشی آید و نقض عهد نماید تکرار این کلمه تجدید ایمان
باید نمود قال علیه الصلوة والسلام جددوا ایمانکم بقول لا اله الا الله بلکه همه وقت
تکرار این کلمه چاره نمود زیرا که نفس اماره همواره در مقام خبث است و در حدیث آمده است
در فضائل این کلمه که اگر آسمانها و زمینها در پله نهند و این کلمه را در پله دیگر هر آئینه این پله راجح

آیا زیاده دیگر والسلام علی من اتبع الهدی والتزم متابعة المصطفی علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات
ایضاً حق سبحانه ما مفلسان بے سر و برگ را بدولت اتباع سید اولین و آخرین که بطفیل وجود او
کمالات اسمائے و صفاتی خود را بعرصه ظهور آورده و او را بهترین جمیع کائنات خلق کرده علیه
من الصلوة افضلها و من التسلیمات اکملها مشرف گردانا د و بر آن استقامت بخشاد که
ذره این متابعت مرضیات جمیع لذذات دنیاوی و تنعمات اخروی بمراتب بهتر است فضیلت
منوط بمتابعت سنت اوست و مزیت مربوط باتیان شریعت او علیه و علی آله الصلوة والسلام
والتحیة مثلاً خواب نیم روزی که از روئے این متابعت واقع شود از کرور کرور احیاء لیالی که
نه از متابعت است اولی و افضل است و همچنین افطار یوم فطر که شریعت مصطفوی بآن
فرموده است از صیام ابد الآباد که نه ماخوذ از شریعت اند بهتر است اعطاء جیتلی بامر شارع از
انفاق کوه زر که از نزد خود باشد فاضلتر است امیر المومنین عمر رضی الله عنه روزے نماز بامداد
بجماعت ادا کرده در اصحاب نگاه کرد یک کس را حاضر نیافت پرسید اصحاب عرض کردند
آنکس تمام شب را زنده میدارد شاید درینوقت خوابش برده باشد امیر المومنین فرمود که اگر او تمام شب
خواب کردی و نماز بامداد را بجماعت گزاردی بهتر بودے اهل ضلالت ریاضات و مجاهدات
بسیار کرده اند اما چون موافق شریعت حقه نیستند بے اعتبار و خوار اند اگر اجرے بدان اعمال
شاقه مترتب میشود هم مقصور ببعضے منافع دنیویست تمام دنیا چیست تا بعضے منافع او را کسی
اعتبار بنهد مثل ایشان مثل کناسی است که ریاضتش از همه بیش است و اجرتش از همه کمتر مثل
تابعان شریعت مثل آنجماعت است که در جواهر نفیسه بالماسات لطیفه کار میکنند عمل اینها در نهایت
قلت است و اجر ایشان در نهایت رفعت عمل یکساعت تواند بود که باجر صد هزار برابر بود
سر آنست که عملے که موافق شریعت واقع میشود مرضی حق است سبحانه و خلاف آن نامرضی
اوست تعالیٰ پس نامرضی چه جائے ثواب بلکه متوقع عقاب است اینمعنی را در عالم مجاز
شاهد واضح است باندک التفات بظهور مے آید بیت هر چه گیرد علتی علت شود

کفر گیرد کاملے ملت شود + پس سرمایهٔ جمیع سعادات متابعت سنت است و هیولائے جمیع فسادا[ت]
خلاف شریعت ثبتنا الله سبحانه وایاکم علی متابعة سید المرسلین علیه وعلی آله الصلوة والتسلیمات
والسلام - **ایضاً** از ترشحات صوفیه یکتا بی وآنه احوال بیسان یه سے اراده آحاد حد دال
را امیران شرع تسعدیه هیم حقیل مجرد وکشوف والهامات را تا بر محک کتاب وسنت نرسد
بهم عرضے نبیسد مقصود از سلوک طریق صوفیه حصول ازدیاد تعین است معتقدات شرعیه که
حقیقت ایمان است ونیز حصول یسر است در ادای احکام فقهیه امرے دیگر ورائے آن
به رؤیت موعود در آخرت است و در دنیا البته واقع نیست مشاهدات وتجلیات که صوفیه آن
را بدان آرام یافتنال است و تسلی لشبه ومثال او تعالی راه الوهیت تحائش کارشان
از حقیقت مشاهدات وتجلیات ایشان اگر امیرے گفته شود خوف آن دارد که فتورے در طلب
ایشان این راه پیدا شود و قصورے در شوق ایشان افتد واز ان میرسد ترسیده که اگر گوید
با وجود علم تحوس السامس بالملل بحق کرده باشد یا دلیل المتحیر با ولی بحرمت سرحلقه رحمة العالمین
محمد علی آله الصلوة والتسلیمات **ایضاً** میتن از ظهور غلبه حال عدم امتیاز میان اسلام وکفر حکم
شرائع شریعت کفر است نزد اهل حقیقت نیز کفر است ومذموم اگر اختلافی هست میان اهل
شریعت وحقیقت در صورت غلبه حالست در رنگ منصور حلاج که مغلوب حال بوده است اهل
شریعت بکفر او حکم کرده اند واهل حقیقت انرا در اهل حقیقت هم معصیت دانسته اند مستانه کار
می شمرده اند مسلمانان حقیقی شد انکار نداین شعر منصور با معنی شاهد است - کفرت بدین الله
والکفر واجب + لدی وعند المسلمین قبیح + پس پیش از ظهور غلبه حال تقلید ارباب احوال نمودن
و تنبیها کردن ازرسم شریعت والحاد در مذهب وکفر شریعت وحقیقت است اعاذنا الله سبحانه
وجمیع المسلمین من امثال هذه التقلیدات تاباں تقلید علوم شرعیه است سمات اندی منوط
تقلید سمعی وساعی است اقوال حدید وتسلی از رائے ذو مصلحت بکار سے آید پیش از ظهور
احوال استماع این اقوال طالبان را تشویق تمام احوال مے کند وجدی پیدا مے آرد و

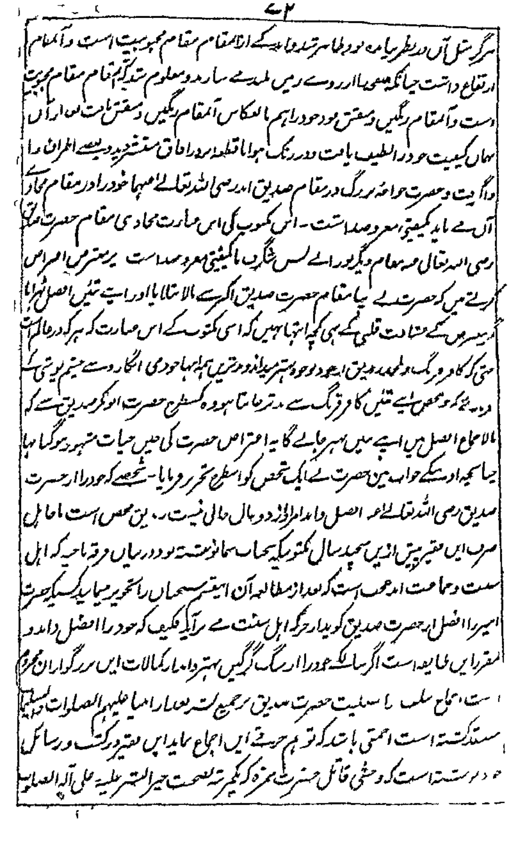
از خود احوال ہمین قوال را مصداق و محک احوال خود میسازند و بغیر این دو مصلحت اقوال ایشان را
داشتن و خود کردن دران ممنوع است احتمال ضرر غالب است عاقلان در محلے کہ توہم ضرر باشد
اقدام نے نمایند فکیف کہ ظن غالب باشد۔ **ایضاً** قطب ابدال واسطہ وصول فیض است کہ بوجود
عالم و بقاء آن تعلق دارد و قطب ارشاد واسطہ وصول فیوض است کہ بارشاد و ہدایت عالم تعلق
دارد پس تکلیف و ترزیق و ازالہ بلیات و دفع امراض و حصول عافیت و صحت منوط بفیوض
مخصوصہ قطب ابدال است و ایمان و ہدایت و توفیق حسنات و امانت از سیئات نتیجہ فیوض
قطب ارشاد و قطب ابدال در ہمہ وقت درکار است و خلو عالم ازو متصور نیست کہ نظام عالم بآن
مربوط است اگر یکے از افراد این قطب میرود دیگرے بر جائے وے نصب میشود اما قطب ارشاد
لازم نیست کہ در ہمہ وقت کاین بود وقتے باشد کہ عالم از ایمان و ہدایت بالکل خالی باشد و تفاوت
حسب حال کمال در افراد این اقطاب بسیار است بعدان وصلوا الی درجۃ الولایۃ و فرد
اکمل از قطب ارشاد بر قدم خاتم الرسل است علیہ وعلیہم من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات
اکملہا وکمال ذلک الفرد مطابق بکمالہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وانما الفرق بینہما
بالاصالۃ وبالتبعیۃ لاغیر وقد کان صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم فی وقتہ قطب الارشاد
وکان قطب الابدال فی ذلک الوقت علیہ السلام اویس قرنی رضی اللہ عنہ وطریق وصول
فیض از قطب بعالم آنست کہ قطب بواسطہ جامعیت کہ الصورۃ است مر مبدا فیاض را
کالظل است مراورا و عالم بکلیتہ خود تفصیل است مر آن قطب جامع را پس فیض از حقیقت بصورت
بے تکلف می آید و از صورت جامع بعالم کہ کالتفصیل است مراورا بے تحاشی میرسد پس فیاض مطلق
اوست تعالی و واسطہ را در وصول فیض حظی نیست بلکہ بسیار است کہ واسطہ را از ان فیض
آگاہی نباشد از ناز شما بہانہ ساختہ اند اگر کسے گوید کہ ایمان و ہدایت نسبت بعامہ خلائق نیست
پس فیوض قطب ارشاد عام نباشد بلکہ مخصوص باشد باہل ایمان و ہدایت و حضرت رسالت
خاتمیہ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات رحمت عالمیانند و قطب ارشاد معنی آن چہ باشد جواب گوییم

مر پیداوار رسد از باطن قاسم میشود تفصیل یابد همه خیر و برکت و ایمان و هدایت است تر نقیض
مراد ازاں موطن کمالاتیست حراوہ آں فیض با اہل سعادت رسد با اہل شقاوت لیکن ہماں
ہدایت و ارشاد بواسطہ خست محال در اہل فساد عین ضلالت و شرارت پیدا میکند در رنگ غذا
صالحہ کہ بواسطہ فساد محل در مریض مادہ اخلاط ردیہ و امراض مہلکہ میگردد و پس در اہل فساد ہماں
ہدایہ بواسطہ امراض قلبیہ ایشان عین ضلالت پیدا میکند کثیل معبر از المومنین و بلاء للمحجوبین آب
است کہ قسمی آراحوں میں باید و آں با فتن او آراحوں بواسطہ خبث خود است و فساد آں منزل
کہ تیرہی مردا تعلم است بواسطہ فساد مزاج اوست در ذات تیرہی ہیچ ظلمی حادث نشد است
بواسطہ فساد محل عین ظلم دراں محل پیدا کردہ است کہ امر منصب الیہ محقق باشد کہ ایجاد ما
حق سبحانہ تعالے و تقدس ہمہ خیر و برکت است و صلاح و رشد باں خیریت در محل فساد
عین فساد پیدا میکند پس محقق شد کہ ما ظلمہم اللہ ولکن کانوا انفسہم یظلمون -

مقام ساتواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی پر اعتراضات کے جواب میں

بعض بعض آدمی حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر حسب فہم ناقص خود چند اعتراض بھی
نکالے میں اول یہ ہے کہ حضرت نے لکھا ہے کہ میرا مرتبہ حضرت صدیق اکبر سے زیادہ ہے اوبیاد
اس اعتراض کا مکتوب یازدہم جلد اول ہے جو کہ حضرت نے اپنے پیر بزرگوار کو لکھا وہ مکتوب
جس قدر کہ اس اعتراض کے متعلق ہے بجنسہ اسکا نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا - عرضداشت کمترین
بندگان احمد آنکہ مقامیکہ سابقا خود را دراں دیدہ بود چوں حسب الامر العالی بار ملاحظہ
نمود ظہور خلفاء ثلثہ رضوان اللہ تعالے علیہم دراں مقام در نظر آمد اما چوں مقام فوق استقرار
در اصحاب است در وقعہ اولے نظر بدرآمد چنانکہ از ائمہ اہلبیت عیار اماین و امام زین العابدین
رضی اللہ علیہم اجمعین دراں مقام استقرار و ثبات ندارد لیکن عبورے دراں واقعہ شدہ بست
بدقت نظر میتواں یافت و آنکہ اول خود را دراں مقام مناسب دید ہر بے مناسبتے

ودرنوع است یکے آنکہ بواسطہ عدم ظہور طریقے از طرق طارے میشود چون ہیچ باو نمود آن
بے مناسبتے بطرف میشود دیگر بیمتا نسبتے مطلق است کہ ہیچ وجہہ قابل زوال نیست درایہا
کہ موصل آنمقام اند دوانہ کہ ثالث ندانند یعنے در نظر وراے آن دو طریق طرق دیگر ظاہر نمیشود
یکے دید نقص و قصور است و نیات خود را متہم داشتن است در خیرات با قوت جذب دیگر صحبت شیخ
کامل مجذوب سالک تمام کردہ حق سبحانہ و تعالے بطفیل عنایت حضرت ایشان طریق اول را بقدر
استعداد عنایت فرمودہ است ہیچ عملے از اعمال خیر بوقوع مے آید مگر آنکہ خود را در ان عمل متہم
میسازد بلکہ تا زمانیکہ بوجوہ تہمت نہند بقرار و بے آرام میباشد نزد خود چنان میداند کہ ہیچ عملے
از وے دیاد نمیشود کہ قابل کتابت ملائکہ یمین باشد و میداند کہ صحیفہ یمین از اعمال خیر خالی است
دلکتہ آن معطل و بیکار اند خود شایان آنحضرت جل و علا کے بودہ باشد و ہر کہ در عالم است
حتے کہ کافر فرنگ و ملحد زندیق از خود بوجوہ بہتر میداند و بد ترین ہمہ اینہا خود مے انگارد ثانیا
معروض آنکہ در اثنائے ملاحظہ آنمقام مرہ ثانیہ مقامات دیگر بعضہا خوف بعض ظاہر شدند بعد از
توجہہ بنا بر دلشکستگی چون بمقام فوق آن مقام سابق رسیدہ شد معلوم شد کہ این مقام
حضرت ذی النورین است و خلفاء دیگر را ہم در آنمقام عبورے واقعہ شدہ است و آنمقام
در ینمقام ہم مقام تکمیل و ارشاد است و ہمچنین دو مقام فوق ہم کہ اکنون مذکور میشوند و بالائے
آنمقام مقام دیگر در نظر مے آید چون بآنمقام رسیدہ شد معلوم گشت کہ آنمقام حضرت فاروق است
و خلفائے دیگر را ہم در انجا عبورے واقعہ شدہ است و فوق آنمقام مقام حضرت صدیق
اکبر ظاہر شد رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین بآنمقام نیز رسیدہ است و از مشائخ حضرت خواجہ
نقشبند قدس اللہ سرہ الاقدس را در ہر مقامے باخود ہمراہ مییافت و خلفائے دیگر را ہم در آنمقام
مقام عبورے واقعہ شدہ است تفاوت نیست الا در عبور مقام و مرور و ثبات و بالائے آنمقام
ہیچ مقامے مفہوم نمیشود الا مقام حضرت رسالت خاتمیت علیہ من الصلوٰۃ اتمہا و من التحیات
اکملہا و محاذی مقام حضرت صدیق رضی اللہ تعالے عنہ مقامے دیگر نور انیت بسیار مشہود گشت



هرگز مثل آں در نظر ایشاں نمود ظاهر شد و تا بیست که از آں مقام مقام محبوبیت است و آں مقام
ارتفاع داشت چنانکه معنی یار از روی زمیں بلندی سار مد و معلوم شد که آں مقام مقام محبوبیت
است و آں مقام رنگین و منقش بود خود را هم بانعکاس آں مقام رنگین و منقش یافت بعد از آں
همان کیفیت خود را لطیف یافت و در رنگ هوا قطعه ابر در آفاق منتشر دید و بعضے اطراف عا
و آگاهیت و حضرت خواجه بزرگ در مقام صدیق اکبر رضی الله تعالی عنهما خود را در مقام محاذی
آں می یابد کیفیت معروضه داشت۔ اس مکتوب کی اس عبارت محاذی مقام حضرت صدیق
رضی الله تعالی عنه مقام دیگر بود ... با کیفیت معروضه است پر معترض اعتراض
کرتے ہیں کہ حضرت نے اپنا مقام حضرت صدیق اکبر سے بالا بتایا اور اپنے تئیں افضل ٹھرایا
اگرچہ ہم سے مشائخ قلبی کے بھی کچھ اشتباہ ہیں کہ اسی مکتوب کے اس عبارت کہ ہر که در عالم است
هستی که کافر فرنگ ... صدیق ... بہتر می داند و مرتبہ همه با خود می انگارد ... چشم پوشی کے
درپے ہے کہ جو شخص اپنے تئیں کافر فرنگ سے بدتر جانتا ہو وہ کسطرح حضرت ابوبکر صدیق سے کہ
بالاجماع افضل ہیں اپنے میں بہتر جانے گا یہ اعتراض حضرت کی حین حیات مشہور ہو گیا تھا
چنانچہ اسکے جواب میں حضرت نے ایک شخص کو اسطرح تحریر فرمایا۔ شخصے که خود را از حضرت
صدیق رضی الله تعالی عنه افضل داند امر او از دو حال خالی نیست یا زندیق محض است یا جاہل
صرف ایں فقیر پیش از ایں چند سال مکتوبی بجناب شما نوشته بود در بیان فرقه ناجیه که اہل
سنت و جماعت اند و شک است که بعد از مطالعه آں ایں قسم سخناں را تجویز نماید که حضرت
امیر را افضل از حضرت صدیق گوید از حرکه اہل سنت می برآید فکیف که خود را افضل داند
مقرر ایں طایفه است اگر سالک خود را از سگ فرنگ بہتر داند از کمالات ایں بزرگواران محروم
است اجماع سلف را افضلیت حضرت صدیق بر جمیع بشر بعد از انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات
مستند گشته است احمق باشد که توہم حرفے ایں اجماع نماید ایں فقیر در کتب و رسائل
خود نوشته است که وحشی قاتل حضرت حمزه که یکمرتبه صحبت خیر البشر علیه و علی آله الصلوة

والسلام رسیدہ از ویس قرنی کہ خیر التابعین است بہتر است پس در حق ایشان شیخ آنقدر خیال
تخیل نمودن از عقل دور اندیش بعید است عبارتیکہ مردم این توہم را از آنجا پیدا کردہ اند باید دید و
بحقیقت معاملہ وا رسید مجرد تقلید ارباب حسد نمودن چہ مناسب است باآنکہ شاید در علیہا چیز
نامناسب گفتہ اند شیخ بسطام میگوید لوائے ارفع من لواء محمد از سبے با فضیلت نتوان برد
کہ عین زندقہ است و در عبارت فقیر حاشا و کلا کہ این قسم چیزے مذکور شدہ باشد والسلام اگر انکا
یہ اعتراض ناواقفی معاملات و اصطلاحات صوفیہ سے ہے اس مکتوب مین حضرت نے اپنے
عروج کا حال لکہا ہے کہ فلان فلان مقام تک پہنچا ہے اکثر اولیاؤن کو ایسا ہوتا ہے کہ
جب وہ اپنے اسمار سیادی تعینات تک عروج کر جاتے ہین اور ولایت متحقق ہو جاتی ہے
تو بفضل ایزدی اونکو اونہین اسمار کے اصول و اصول اصول الی ماشاء اللہ تعالے مین
سیر واقعہ ہوتی ہے اور اس سیر مین اکثر اون اولیاؤن کے مقامات سے بلند بہی عروج ہو جاتا
ہے جو کہ فی الواقع و باجماع علما اوس سے افضل ہین حتے کہ کبہی کبہی انبیا علیہ الصلوٰۃ والسلام
کے مقام سے بہی کہ قطعاً بہترین خلایق ہین بالاتر عروج ہوتا ہے اور اسی سے لازم نہین آتا
کہ وہ ولی اون اہل مقامات سے افضل ہے کیونکہ اصلے مقام اوسکا وہ ہے جگہہ ہے جہان سے
کہ اوسکو ثانیاً سیر شروع ہوئے اور یہ سیر اسکی عارضی ہے کہ پہر نزول کرکے اوسی جگہ واپس
جاتا ہے اور اصلی مقام اون اولیا و انبیا کا علیہ الصلوٰۃ والسلام وہ ہے جہان تک سالک کا
عارضی عروج مین گذر ہوا ہے اور پہر وہان سے واپس آگیا ہے اونکے انتہا عروج کا حال
خدا جانتا ہے کہ کہان تک گیا ہوگا جبکہ اسکا عارضی عروج اونکے طبعی مقام تک پہونچا ہے
اور دراصل اعتبار مقامات طبعی کا ہے اور اسمین یہ سالک بیچارہ بمراحل نیچے پڑا ہے تو اب
افضلیت کجا و مساوات کجا اور یہی سیر تہی جسمین کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
کہ جب مجہکو صفات انبیا مین سیر واقعہ ہوئے رفتہ رفتہ بارگاہ محمدی صلعم پر پہونچا چاہتا
تہا کہ وہان بہی سیر کرون کہ میری پیشانی پر ہاتہ رکہدیا یعنے روک دیا اسیطرح حضرت

خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جب سیر کرتا کرتا میں بارگاہ محمدی صلعم پر پہونچا آنحضرت
کے پیئے میں نیل باریک نامی کی بابکہ بواسع سیر نیا یر اسان عالیہ پر کہا میرے حال
پر مہربانی فرمائے اور اوس مقام کے سیر کرائے تو آپ ضرورت کہ ہر گاہ تمام اولیا و انبیا
علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقامات طے کر کے یہاں پہنچے ہوتے تو بقول معترض اونہوں نے اپنے
تئیں اون اولیا و انبیاؤں سے افضل ٹھیرایا اور یہ بالکل خلاف اسیطرح حضرت کو بھی ابتدا
میں سیر ہوئی اور اوسکو حضرت خواجہ کے پاس لکھ بھیجا کیونکہ اس گروہ میں یہ قاعدہ ہے کہ
ایسے تمام واقعات و واردات اپنے پیر کی خدمت میں بیان کرتے ہیں تاکہ اوسکی صحت
سقم سے آگاہی ہو اور خصوصا یہ سیر تو حضرت کے بخواہش حضرت خواجہ ہوئے جیسے کہ عنوان
مکتوب سے پایا جاتا ہے اور یہ اوس سے ہرگز نہیں سمجھا جاتا ہے کہ حضرت اپنے تئیں
افضل از صدیق اکبر سمجھتے ہوں رضی اللہ تعالے عنہم۔ دوسرا اعتراض حضرت
پر انکار مسئلہ وحدت الوجود کا ہے اور بعض صوفیہ یہ جانتے ہیں کہ حضرت اس مسئلہ کے
بالکل مخالف ہیں حالانکہ یہ محض خلاف واقعہ ہے راقم الحروف کا یہ عقیدہ ہے کہ مسئلہ
وحدت الوجود میں جسقدر حضرت کو حظ وافر تھا دوسرے کو کمھو گا البتہ حضرت کو اس مقام
سے ترقی ہوئی اور غالبا اسی ترقی کو کم فہم انکار سمجھتے ہیں یہ اعتراض بھی مثل پہلے [illegible]
کے حضرت کی زندگی میں مشہور ہو گیا تھا چنانچہ حضرت نے اسکے جواب میں ایک شخص
اسطرح لکھا ہے محمد دانا کہ با اعتقاد فقیر از خوردی مشرب اہل توحید بود و والد فقیر قدس سرہ
بظاہر بہمیں مشرب بودہ اند و بسبیل دوام بہمیں طریق اشتغال داشتہ اند با وجود حصول
نگرانی تمام در باطن کہ بجانب مرتبہ بیکیفی داشتہ اند و بحکم ابن الفقیہ نصف الفقیہ فقیر را
ازیں مشرب حظ وافر بود و لذت عظیم داشت تا آنکہ حق سبحانہ و تعالے بمحض کرم خویش
بخدمت ارشاد پناہی حقائق و معارف آگاہی مؤید الدین الرضی شیخنا
مولانا قبلنا محمد الباقی قدس اللہ تعالے سرہ رسانید و ایشاں بہ فقیر طریقہ علیہ نقشبندیہ

تعلیم فرمودند و توجه بلیغ بحال این مسکین مرعی داشتند بعد از ممارست این طریقه علیه اندک مدت
توحید وجودی منکشف گشت و غلوی درین کشف پیدا شد علوم و معارف این مقام فراوان ظاهر
گشتند و کم دقیقه از دقایق این مرتبه مانده باشد که آنرا انکشاف نه گردانیدند دقایق معارف شیخ محی الدین
ابن العربی را کما ینبغی لایح ساختند و تجلی ذاتی که صاحب فصوص آنرا بیان فرموده است و نهایت
عروج جز آنرا نمی داند و در شان آن تجلی میگوید و ما بعد هذا الا العدم المحض بآن تجلی ذاتی مشرف
گشت و علوم و معارف آن تجلی را که شیخ مخصوص بخاتم الولایة میداند نیز بتفصیل معلوم شد
و سکر وقت و غلبه حال درین توحید بحدی رسید که در بعضی عریضها که بحضرت خواجه نوشته بود
این دو بیت را که سراسر سکر است نوشته بود رباعی ای دریغا کین شریعت ملت اعمائی
است ۞ ملت ما کافری و ملت ترسائی است ۞ کفر و ایمان زلف و روی آن پری زیبائی است
کفر و ایمان هر دو اندر راه ما یکتائی است ۞ و اینحال تا مدت مدید کشید و از شهور بسنین انجامید
ناگاه عنایت بیغایت حضرت جل سلطانه از دریچه غیب در عرصه ظهور آمد و پرده روپوش
بیچونی و بیچگونگی را بر انداخت علوم سابق که مبنی از اتحاد و وحدت وجود بوده اند رو بزوال
آوردند و احاطه و سریان و قرب و معیت ذاتیه که در آن مقام منکشف شده بود مستتر گشتند
و بیقین یقین معلوم گشت که صانع را جل شانه با عالم ازین نسبتهای مذکوره هیچ ثابت
نیست احاطه و قرب او تعالی علمی است چنانچه مقرر اهل حق است شکر الله تعالی سعیهم
و او سبحانه با هیچ چیز متحد نیست او او است تعالی و تقدس و عالم عالم او سبحانه بیچون و بیچگونه است
و عالم سراسر بداغ چونی و چگونی متسم بیچون را عین چون نتوان گفت و واجب تعالی را
عین ممکن نتوان خواند قدیم هرگز عین حادث نشود ممتنع العدم عین جائز العدم نه گردد انقلاب
حقائق محال است عقلا و شرعا و حمل یکی بر دیگری ممتنع است در اشیا عجب است که شیخ
محی الدین و تابعان او ذات واجب تعالی را مجهول مطلق میگویند و محکوم علیه بحکمی نمی دانند
مع ذلک احاطه ذاتی و قرب و معیت ذاتیه اثبات مینمایند و ما هو الا الحکم علی الذات تعالی و

وعندی فالصواب ما قال العلماء من اہل السنة من القرب العلمی والاحاطة العلمیة و در بیان حصول علوم و
معارف منافی مشرب توحید وجودی این حقیر را اضطراب تمام بود که ورای این توحید امر دیگر عالی تر
پیدا است و تضرع و زاری ... عالم گیرد که این معرفت زائل نگردد تا آنکه بعد تمام از رسوخ
کار زائل گشتند و حقیقت کما ہی منکشف شد معلوم شد که عالم ہر چند مرایائے کمالات صفات
است و مجالی ظہورات اسمائے اما مظہر عین ظاہر نیست و ظل عین اصل نہ چنانکه مذہب
اہل توحید وجودی است۔ اور اسی طرح مکتوب صد و نودم جلد اول میں اپنا ابتدائے احوال
لکھتے لکھتے تحریر فرماتے ہیں۔ اے عزیز اگر قلم را در تفصیل احوال و تبیین معارف خاص سازم
بہ تطویل سخن انجامد انسب آنست علی الخصوص معارف توحید وجود و علوم ظلیت اشیاء اگر
در بیان آید جماعہ که عمر ہا در توحید وجود گذرانیده اند معلوم نماید که قطره از آں دریا بہرے
نہایت حاصل نکرده اند بحث آنست که ہماں جماعت این درویش را ارباب توحید وجودی
انکار بود و ایں علماء سکر این توحید شمارند و از کوتہ نظرے پنداشتہ اند که اصرار بر معارف
توحید از کمال است و ترقی از المقام از نقص ھ محروی جیدر خود بحمر + عیب بسید
زعم ہر متشبثاں جماعه درایں امر اقوال مشایخ ما تقدم است که در توحید وجود بے
واقع شده اند حضرت سبحانہ و تعالیٰ ایشاں را انصاف دہاد از کجا دانستہ اند که آں مشایخ
را از المقام ترقی واقع نشده است و ہمیں در آں مقام مانده اند سخن در نفس حصول معارف
توحیدے نیست که آں البتہ واقع است بلکہ سخن در ترقی از المقام است اگر صاحب تنزل
با سکر توحید گوید در آں اصطلاح شد چه مناقشه شد۔ اگر ارباب توحید وجود خیال
کریں اور انصاف کو بھی کام فرمائیں تو حضرت کے احسان سے تا قیام قیامت سبکدوش
نہیں ہو سکتے کہ حضرت نے اس مسئلہ کو جس کو ہمیشہ سے علماء ظواہر فتوی کفر دیتے تھے
مطابق شریعت غرا ایسا ثابت کیا ہے کہ جائے دم زدن باقی نہیں ہے چنانچہ کسوٹ
متشابہ و سہم جاہد ثالث اسی پر دال ہے و ہو ہذا۔ لقاضی اسماعیل فرید آبادی در شرح سخن

شیخ سدید بیان بقلی با بعضے دقائق توحید وجودی قال شیخ الاول سدید بیان البقلی قدس سرہ ولی تعبیر
غلطات المتصوفہ دیگر غلط آنست کہ گویند ہمہ اوست و با ہمہ جزئیات متفرقہ حادث یک ذات خواہ
دیدہ مرتکب گیرا گویند کہ با خود او ایم پس آن کافر است صد ہزار خدا باشد و خداوند عالم تعالے و تقدس
از تبعیض و تفرقہ محدثات منزہ است واحد است کہ جزو را بوے راہ نیست حلول نپذیرد و ستادن
شود بدین قول کافر اند نہ خود را دانستہ نہ خدا را کہ اگر کسے حق بودے کے فنا شدی قدمے را غلط
دروح و انبیا را در جسم است قاتلہم اللہ سبحانہ منتہی پوشیدہ نماند کہ عبارت ہمہ اوست بر جنید
در قدماء صوفیہ قدس اللہ تعالے اسرارہم متعارف نبودہ است اما مثل انا الحق و سبحانی و لیس
فی جبتی سوائی و امثال آنہا بودہ بسیار است کہ سوی این عبارت و آن عبارات یکے است
آب از سر چو گذشتہ است چہ یک نیزہ چہ صد مثل موزون مشہور است کہ در متاخران صوفیہ این عبارت
شائع و ذائع است و بے تکلف ہمہ اوست میگویند و بر آن قول اسرار دارند مگر قلیلے ازینہا کہ درین
عبارت و امثال این عبارت تردد دارند بلکہ صورت انکار اظہار مینمایند و آنچہ این فقیر از اطلاق
ایشان معنی ہمہ اوست میفہمد آنست کہ این ہمہ جزئیات متفرق حادث ظہور یک ذات اللہ تعالی تقدس
در رنگ آنکہ صورت زید مثلاً در مرایائے متعددہ منعکس گردد و ظہور آنجا پیدا کرد گویند ہمہ اوست یعنی
این ہمہ صور کہ در مرایائے متعددہ نمودہ پیدا کردہ است ظہور یک ذات زید است اینجا کدام
جزئیت و اتحاد است و کدام حلول و تلون ذات زید با وجود این ہمہ صور بر صرافت وحدت
وحلی خود است و این صور در وے نہ ہیچ افزودہ است و نہ ہیچ کاستہ آنجا کہ ذات زید است
این صور را آنجا نامی و نشانے نیست تا با وے نسبتی از نسبت جزئیت و اتحاد و حلول و سریان
پیدا کند سر الان کما کان را اینجا باید جست چہ در مرتبہ کہ اوست تعالے اینجا نیز علم را پیش از ظہور
آنجا گنجائش نبود بعد از ظہور ہم آنجا ہیچ گنجائش نباشد فلا جرم یکون الان کما کان عجائب
کار و بار است بسیارے از اکابر متقدمین صوفیہ ازین عبارت توحید امیز معنے حلول و اتحاد
مے فہمند و تکفیر و تضلیل قائلان آن عبارت مینمایند و بعضے ازینہا توجیہات آن عبارت را بر نہج

بنماید که عنوان قائلان سخن سست وناسست نداند صاحب عوارف میفرماید که قول انا الحق از منصور
و قول سبحانی از بایزید بسطامی بطریق حکایت بود است یعنی از حق جل وعلی سلطانه واگر از نفس
حکایت باشد لکن شائبه حلول و اتحاد درمیان بود قائلان این اقوال را رد می نمائیم چنانچه نصاری
را رد میکنیم که بحلول و اتحاد قائل اند واز تحقیق سابق واهم گشت که درین عبارات شطح نا هم حلول و
اتحاد نیست اگر حمل ست امتیاز ظهور بست و امتیاز وجود چنانچه فهمیده اند و حلول و اتحاد در
ما اگر این مسئله توحید در شقه ان موضح یک محرر و ملخص شده بود هر کسی کار بها معلوم
حال بگشت که در توحید که اتحاد نما استتار دو صادر میشد و از غلبه سکر آن در سر حد
و ظاهر آن عبارت را از شائبه حلول و اتحاد منصرف میساخت و چون نوبت بشیخ بزرگوار
محی الدین بن العربی قدس سره رسید از کمال معرفت این مسئله دقیقه را مشروح ساخت
و مبوب و مفصل گردانیده در رنگ صرف و نحو در تدوین در آورد و مع ذلک بعضی ازین طائفه مراد
او را نفهمیده تخطیه او نموده مطعون و ملام ساختند درین مسئله اکثر تحقیقات شیخ محق است بالصواب ودر ظهور بزرگی
و در علم شیخ را تحقیق این مسئله ابتدای ساخت مطعون اما کردن این مسئله را چه میشد ملاحق انکار شاذان و مع وسیع
وار بهای حلول و اتحاد در ترمی افتد تحویکه الحال متلاحق انکار شاذان نحویه اهم در حقیقت
در زمان سیوره ماحق آن سیم دو صحیح نداشت که تکمیل صناعت ملاحق انکار است امام
اعظم و امام ابی یوسف رضی الله تعالی عنهما تا شش ماه در مسئله خلق قرآن با یکدیگر مباحثه
داشتند در دو مدل سیکر و بعد از شش ماه منقح شد که هر که قرآن را مخلوق گوید کافر گردد
این طول منازعت بواسطه عدم تنقیح این مسئله بوده است درین وقت والحال که ملاحق
انکار منقح شده است گوییم که محل نزاع اگر حروف و کلمات اند که دوال اند بر کلام نفسی شک
نیست که حادث اند و مخلوق واگر مدلولات مراد باشند قدیم و غیر مخلوق ست این تنقیح از برکات
ملاحق انکار است بر سر اصل سخن رویم و گوییم که بعضی دیگر هم این عبارت را هست
کار حلول و اتحاد بعید است یعنی همه میگفتند موجود اوست تعالی نه اینکه اینها همه اوست

هستند و با متحد تعالی این را خود الٰهی نگویند از بزرگان چگونه متصور نشود و چون در غلبهٔ محبت
ما سوای محبوب از نظر این بزرگواران مستور میگردد و غیر او در شهود ایشان نمیماند میگویند همه
اوست یعنی این همه که ثابت میشود متوهم و متخیل بوده است موجود اوست تعالی برین تقدیر هم
نه شائبهٔ جزئیت و اتحاد است و نه سنخیت حلول و تلون مع ذلک این فقیر امثال این عبارات
را نمی پسند و هر چند ازین مقاصد مبرا است زیرا که شایان مرتبهٔ تقدس و تنزیه خداوندی نیست
جل سلطانه اینها چه باشند که بفا هر او بوند تعالی ع درکدام آئینه درآید او ٭ و ایشان را یارائے
آن کجا است که باعتبار ظهور هم بروے تعالی محمول کرده اگر مظهر اند ظلے از ظلال کمالات آنرا
مظهر اند و آن ظل که اینها مظهر او ینه خداوند جل سلطانه که او را چندین هزار ظلال با ذات تعالے
درمیان بوده باشند. ان الله سبعین الف حجاب من نور و ظلمة شنیده باشند پس بے تحاشی
مظهر ظلی از ظلال کمال او را سبحانه بروے محمول داشتن و او ست گفتن سوء ادب است و
کمال جرات اما چون در غلبهٔ سکر حال است آنقدر مذموم نیست و همچنین بر توجیه ثانی مشهود خود
را عین حق دانستن و باعتبار آن محمول ساختن نیز سوء ادب است بلکه خلاف واقعه آن مشهود هم
ظلے از کمالات اوست سبحانه و او تعالے ورار الورار است ثم ورار الورار نیز هر چه مشهود است شایان
نفی است پس حق بود جل و علا خواجه نقشبند میفرمایند قدس سره هر چه دیده شد و شنیده شد و
دانسته شد آنهمه غیر حق است سبحانه بحقیقت کلمهٔ لا نفی آن باید کرد و آنچه مختار این حقیر است درین
مسئله و مناسب شان تقدس و تنزیه است عبارت همه از وست نه بآن معنی که علمار ظواهر بر آن
اقتصار نمایند و گویند صدور و خلق همه از وست این خود صادق است مع ذلک اینجا علاقهٔ دیگر
هم هست که علمار بآن مهتدی نگشته اند و صوفیه مدریافت آن ممتاز گشته و آن ارتباط اصالت و ظلیت
است یعنی اگر وجود ممکن است ناشی از وجود واجب است تعالے و پرتو وجود اوست سبحانه و
همچنین اگر حیات است ناشی از صفت حیوة اوست سبحانه و پرتو آن حیوة مقدسه است علی هذا القیاس
العلم والقدرة والارادة وغیره پس بطور صوفیه عالم هم صادر از وست سبحانه و هم ظل کمالات

اند و ناشی از آن کمالات مسره از تاثیر حق تعالی مثلا وجودے که ممکن داده اند به امری آ - کار
باشند و استقلال او را حاصل بود بلکه آن وجود نیز تو ظل وجود واجب است تعالی و بحیثیت
و علم و غیرها که ممکن بخشیده اند نه امورے اند که استقلال ثبوت از صانع تعالی پیدا کرده اند بلکه
صدور از صانع تعالی ایشان اظلال کمالات وے اند بیچاره و صور امثال کمالات ہیں از تا ظلما صاف
و ظلیت پست و صوفیه آن ہستند گشته اند معامله صوفیه را با عالی علیین برده است و نفسا را
رسانیده بولایت خاصه متحقق ساخته و چون علما ظواہر را این دید میسر نشده است از
نقاهره برسیده بولایت خاصه متحقق نشده و صوفیه کمالات خود را اظلال کمالات واجب آ
یافته اند و وجود سائر توابع وجود را عکوس آن کمالات دانسته با چار خود را میان امانت
از کمالات او دیده اند و غیر را از مرایائے آن کمالات یافته و چون بحکم ان الله یامرکم ان
تؤدوا الامانات الی اهلها این امانت را باہل امانت سپارند و این کمالات را اصل بدہ
وجود را معدوم یابند و میت دانند و خود چون اصل ہست معدوم و میت اند و فانی
گشت للمولوی ؎ چون بدانستی تو او را از نخست ✦ سوئے آنحضرت نسب کردی درست
وانکه دانستی که ظل کیستی ✦ فارغی گر مرد و گر زیستی ✦ بعد از فنا اگر او را ابقا مشرف سازند
تا سیه وجود و توابع وجود از صفات کامله او را عطا خواہند فرمود و بولایت تا سیه متحقق خواہند ساخت
لمن الملک الیوم لله الواحد القهار
لہ ملکوت السموات من لم یود مرتین ؎ هیثا لارباب نعیم نعیمها ✦ نارحاها از رنگی حماراد
اسالمیکه شرع بالطلاق آن وارد نشده است در رنگ ظلیت و غیرہا اطلاق مینمائیم و میگوئیم
ممکن ظل وجود واجب است تعالی و صفات او ظلال صفات کامله او تعالی از این اطلاقات
ترسان و لرزان ام و چون اولیاء تو این اطلاقات سعت نموده اند امید وار معفوم مرہا
لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا باید دانست این تحقیق که سابق نموده آمد واضح گشت که صوفیه
گفتند بکلام ہمه اوست عالم را با حق جل و علا متحد نیابند و حلول و سریان ثابت نمیکنند و حکم
نمایند باعتبار ظهور ظلیت است نه باعتبار وجود و تحقیق و ہر چند از ظاہر عبارت شان اتحاد

وجودی متوہم شود اما حاشا کہ مراد شان آن بود کہ کفر و الحاد است وچون حمل یکے بر دیگرے باعتبار ظہور گشت نہ باعتبار وجود معنی ہمہ اوست ہمہ ازوست کہ مدظل شئے نا شئے از ان شئ است وہرچند در غلبہ احوال ہمہ اوست گویند اما فی الحقیقت مراد شان از آنعبارت ہمہ ازوست باشد فلا مجال فی الاطلاق کلامہم والحکم بتضلیل قائلہم وتکفرہم بدانکہ ظل شئے عبارت از ظہور شئ است در مرتبہ ثانیہ یا ثالث یا رابع مثلاً صورت زید کہ در مرآت منعکس گشتہ است ظل زید است وظہور زید است در مرتبہ ثانیہ وزید فی حد ذاتہ در مرتبہ وجود اصلی خود است کہ بطلے خود را در مرآت ظاہر ساختہ است بے آنکہ در ذات و صفات تلوینی و تغیری رود چنانچہ گزشت ربنا اتمم لنا نورنا واغفرلنا انک علی کل شیئے قدیر والسلام علے من اتبع الہدی - اب اس مکتوب سے ناظرین انصاف پسند معلوم کرسکتے ہین کہ حضرت نے کیسے کیسے براہین ساطع و دلائل قاطعہ سے اس مسئلہ کو شرع شریف سے تطبیق دی ہے باوجود اینہمہ پہر بہی اگر کوئی حضرت کو منکر وحدت الوجود کہے تو یا وہ حضرت کے حالات ومذاق سے واقف نہین یا آنکہ وہ متعصب ومتعسف محض ہے مگر اسکا کیا علاج بقول شخصے گر نہ بیند بروز شپر چشم ❊ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ❊

مقام آٹھوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مکاشفات وکرامات کے بیان مین ❊

حضرت نے فرمایا کہ ایک روز بعد نماز ظہر مین مراقب بیٹہا تہا اور حافظ قرآن پڑہتا تہا اسی اثنا رمین مینے اپنے اوپر ایک خلعت عالی نورانی پایا ایسا معلوم ہوا کہ یہ خلعت قیومیت تمام ممکنات ہے کہ اللہ تعالے پیغمبر اولی العزم کو عنایت کرتا ہے اور الہام ہوا کہ بوراثت وتبعیت خاتم الرسل صلے اللہ علیہ وسلم تمکو عطا ہوا اور جمیع مخلوقات کا قیام تمہاری ذات پر مقرر ہوا کہ اتنے مین حضرت سید المرسلین تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے مرے سر پر دستار باندہی اور

ساتھ کار سمت نسبت دی فرمایا کہ ایک روز بعد نماز عشا میں دعا مانگتا تھا کیا دیکھتا ہوں
کہ میرا تمام بدن مثل شمع کے روشن ہے اور آفتاب کیطرح ایسا چمکتا ہے کہ آنکھ ساتھ نہیں
کیجاتی اسی اثنا میں الہام ہوا کہ یہ روشنی اسواسطے ہے کہ تیرا بدن بقیہ طینت حضرت خاتم الرسل
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے حضرت ما فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ بقیہ طینت حضرت خاتم النبیین تھا
بطور الوش ایک فرد امت کو بخشا جاتا ہے اور اوس سے کچھ بچکر اوسکی ایک سنت کو ملتا ہے
سنت سے حضرت خواجہ محمد معصوم حضرت کے فرزند ثالث مراد ہیں حضرت کا تمام بدن بقیہ
طینت نبوی صلعم کا تھا مگر پیر مبارک نہ تھے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ میرا حال مثل طاؤس
کے کہ اپنے بدن کی بینائی و رعنائی دیکھ دیکھ کر خوش ہوتا ہے اور ناچتا ہے لیکن جب
پیروں پر نظر پڑتی ہے تو پژمردہ ہو جاتا ہے اسیطرح میں بھی جب اپنا بدن دیکھتا ہوں تو خوش
ہو جاتا ہوں اور جب پیر دیکھتا ہوں تو منقبض ہو جاتا ہوں - ایک روز فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں
کہ ایک مجمع بلند پر جمیع انبیا موجود ہیں - حضرت ابراہیم خلیل علے نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام
بیچ مجلس میں جا بیٹھے ہیں اور میں بھی اوس جگہ گیا مگر بیٹھنے کی جگہ نہ تھی کہ اتنے میں حضرت خلیل اللہ نے میری
طرف متوجہ ہو کر فرمایا یا ایہا الذین آمنوا تفسحوا فی المجالس کہتے تھوڑی سی
حرکت کی اور میرے بیٹھنے کی بفراغت جگہ نکل آئی اور میں اوس جگہ بیٹھ گیا -
نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ آج خواب میں دیکھا کہ حضرت رسالت پناہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوں کہ حضرت جانبت سے ایک اجازت نامہ جیسا
کہ مشایخ اپنے خلفا کو لکھکر دیتے ہیں مجھکو دیا ہے لیکن بعدہ معلوم ہوا کہ اس اجازت نامہ
میں ابھی کچھ کسر ہے کہ اتنے میں ایک شخص آکر مجھسے وہ اجازت نامہ حضور رسول صلے اللہ علیہ
وسلم لیگیا ہے اور پھر اوس پر لکھا کر اور حضرت محبوب رب العالمین کی مہر سے مزین کر اسکے
مجھکو لاکر دیا ہے اوسکے متن میں الطاف عظیمہ جو کہ اس دنیا کے متعلق ہیں لکھی ہیں اور اوسکی
پشت پر لکھا ہے کہ تمکو اجازت نامہ آخرت عطا ہوا ہے اور مقام شفاعت مرحمت فرمایا

اور کاغذ اجازت نامہ بہت طولانی ہے اور اوسپر بہت سی سطرین لکہین ہین فرمایا مین رسول
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اسطرح بیٹہا ہون جیسے کہ بیٹا باپ کے پاس بیٹہا ہو کہ اتنے مین وہ
اجازت نامہ لپٹا ہوا ہاتہہ مین لئے ہوئے حرم شریف مین حضرت صلعم کے ساتہہ داخل ہوا
حضرت خدیجۃ الکبری رضے اللہ عنہا بحضور آنسرور صلے اللہ علیہ وسلم مجہسے فرمانے لگے کہ مین تیری
انتظار مین تہے اور تو یہ کام کر اور یہ حضوری حضرت خاتمیت صلعم اور حضرت
خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا مجہکو کچہہ غیر غیر نہین معلوم ہوتی - **نقل** ہے کہ حضرت کو زیارت
بیت اللہ کا کمال شوق تہا اور ایکروز اسی بیقراری مین تہے کیا دیکہتے ہین کہ تمام عالم
جن و انس و ملائک وغیرہ نماز پڑہتے ہین اور سجدہ حضرت کی جانب کرتے ہین حضرت
اس بات سے نہایت متحیر ہوئے اور متوجہہ کشف اس معاملہ کے ہوئے معلوم ہوا کہ کعبہ
منتظر آپ کی ملاقات کیواسطے آیا ہے اور آپکا احاطہ کیا ہے اس سبب سے جو کعبہ کو سجدہ کرتا ہے
وہ آپکی طرف معلوم ہوتا ہے چنانچہ اسی اثنا مین الہام ہوا کہ تو ہمیشہ زیارت کعبہ کا مشتاق
تہا اسواسطے ہمنے کعبہ کو تیری زیارت کیواسطے بہیجا ہے - **نقل** ہے کہ ایک روز حضرت نے
واقعہ مین دیکہا کہ گویا ہزاروں ہزار فرشتہ ایسے حسین و جمیل کہ شعشان نور سے نگاہ کام
نہین کرتی ہی حاضر ہین او کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے ہمکو حکم دیا ہے کہ آپکی اطاعت مین حاضر ہون
کہ خزانہ رحمت آپکو عطا ہوا ہے چنانچہ اشارات متعلقہ رباعی مولفہ حضرت مندرجہ مکتوب تین سو گیارہ
جلد اول مصداق اسکی ہے - ہائے دو چشمی است مربی ما ❊ ہمچو الف
رب حبیب خدا ❊ لام مربی خلیل اللہ است ❊ میم ز تدبیر کلیم اللہ است ❊
نقل ہے کہ آپنے فرمایا کہ مجہپر منکشف کیا ہے کہ حقیقت ھ گنجینہ رحمت رحمن ہے جلسا ظاہر
اور کوئی رحمت خواہ دنیوی ہو خواہ اخروی اس گنجینہ سے باہر نہین جسقدر رحمت کہ آخرت
مین ذخیرہ ہے ایک چشم ھ کی ہے اور دوسری چشم کی رحمت دنیا مین پہیلی ہوئی ہے -
نقل ہے کہ ایک روز حضرت نے خواب مین جناب رسول صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکہا گویا

آپ فرماتے ہیں کہ تو مجتہد علم کلام ہے حضرت نے فرمایا کہ جب سے میری علیحدہ رائے ہے
لیکن اکثر موافق ابوحنیفہ ہے فرمایا کہ جب اجتہاد ابوحنیفہ اور شافعی کی سیر کرتا ہوں معلوم ہوتا
کہ دو حصہ حق بجانب ابوحنیفہ ہے اور ایک حصہ بطرف امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم اور ان دونوں گروہ
سے حق باہر نہیں فرمایا کہ ایک روز بیٹھا تھا کیا معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہ مع شاگردان
آئے ہیں اور ہر ایک کا نور مجھہ میں آیا اور اس نور میں مجھکو فنا و بقا حاصل ہوئی اسکے
کئی روز کے بعد کیا دیکھا کہ اوسیطرح امام شافعی مع تلامذہ تشریف لائے اور جو معاملہ
امام ابوحنیفہ سے گذرا تھا وہی اون سے پیش آیا۔ **نقل ہے** کہ حضرت نے فرمایا کہ
بلا شائبہ تکلف و تعصب کیا جاتا ہے کہ نورانیت مذہب حنفی بنظر کشفی میں مثل دریائے عظیم کے
معلوم ہوتی ہے اور دوسرے مذہب مثل حوض کے۔ **نقل ہے** کہ ایک روز حضرت
حلقہ میں مع یاراں مراقب بیٹھے تھے کہ حضرت شاہ سکندر نبیرۂ شاہ کمال کیتھلی آئے اور
ایک خرقہ آپکے دوش مبارک پر ڈالدیا حضرت نے آنکھ جو کھولی تو دیکھا کہ شاہ سکندر ہیں
جلدی سے اوٹھے اور بتواضع معانقہ کیا حضرت شاہ سکندر نے کہا کہ میرے جد امجد نے اپنے
وصال کے نزدیک یہ جبہ جو کہ حضرت غوث الاعظم سے پشت بہ پشت چلا آتا ہے میرے
سپرد کیا تھا اور کہا تھا کہ اسکو امانتاً اپنے پاس رکھہ جسکو میں کہونگا اوسکے حوالہ کرنا اب چند
مرتبہ مجھے حضرت جد امجد نے تمہارے حوالہ کرنے کے واسطے واقعہ میں کہا لیکن مجھ پر
اس کا علیحدہ کرنا سخت شاق تھا مگر چونکہ اب تاکید بہ تہدید کی ناچار لے آیا حضرت
وہ جبہ پہنکر خلوت میں تشریف لیگئے فرمایا کہ اوسوقت میرے دل میں یہ خطرہ گذرا کہ
مشایخ کی بھی عجب معمول ہیں کہ جسکو جامہ پہنا دیا وہ ہی خلیفہ ٹھہرا ورنہ مجھے چاہیے
پہلے خلعت معنوی پہنائیں بعد ازاں اپنا خلیفہ بنائیں بمجرد اس خطرہ کے حضرت
غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ مع تمامی خلفاء تا حضرت شاہ کمال کیتھلی تشریف
لائے اور اپنے خاص نسبت کے انوار و اسرار سے مالامال کر دیا اوسوقت میں کردیں

یال آیا کہ مین نقشبندیون کا پرورش یافتہ ہون اور یہان یہ معاملہ گزرا کہ اتنے ہی مین
حضرت خواجہ عبد الخالق عجدوانی سے لیکر تا حضرت خواجہ باقی باللہ سب تشریف
لائے اور حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ حضرت غوث الاعظم کے برابر بیٹھے اکابر نقشبندیہ نے
فرمایا کہ شیخ احمد ہماری تربیت سے کمال و تکمیل کو پہونچے ہین آپ کو اونسے کیا علاقہ ہے
اکابر قادریہ نے کہا کہ اول چاشنی ہمارے خوان سے کہائی ہے (اور یہ اوس قصہ کیطرف
اشارہ ہے کہ شاہ کمال کیتلی حضرت کے ایام شیرخوارگی مین تشریف لائے تھے اور
حضرت بیمار تھے اور شاہ صاحب نے اپنی زبان مبارک حضرت کے دہن مین دی تہی اور
آپنے اوسکو خوب چوسی تہی) اور اب خرقہ بہی ہمارا ہی پہنا ہے اسی بحث مین حضرات
چشتیہ و کبرویہ و سہروردیہ بہی تشریف لائے اور کہا کہ اونکے ہم بہی دعویدار ہین (کیونکہ
ان خاندان کی خلافت حضرت کو اپنے والد بزرگوار سے قبل بیعت حضرت خواجہ
باقی باللہ علیہ الرحمۃ ملی تہی) مولینا بدرالدین سرہندی حضرت مجدد الف ثانی کے خلیفہ نے
حضرات القدس مین لکہا ہے کہ اوسوقت اسقدر ارواح اولیا جمع ہوئین کہ تمام
مکان و گلی و کوچہ و دشت و صحرا بہر گیا اور مناظرہ مین صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا کہ
اس اثنا مین جناب سید المرسلین رحمۃ اللعالمین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما
ہوئے اور بکمال کرم و نوازش سبکی تسلّی و دلاسا فرما کر ارشاد فرمایا کہ چونکہ کمال و تکمیل
شیخ احمد کے طریقہ نقشبندیہ مین ہوئی ہے سو اسلئے اسکی ترویج کرین اور باقی سلاسل
کی نسبت بہی القا کرین کہ انکا حق بہی ثابت ہے اور اسی بات پر فاتحہ پڑہا گیا اور
سب رخصت ہو گئے **فرمایا** کہ طریقہ قادریہ مین بعد شیخ عبد القادر جیلانی شیخ کمال کیتلی کے
مانند اور کوئی نظر نہین آتا۔ **فرمایا** کہ آفتاب کیجانب بفراغت دیکہہ سکتے ہین مگر شاہ سکندر
کے قلب کیطرف بوجہ شعشان نور نگاہ نہین کیجاتی۔ **نقل ہے** کہ ایک روز حضرت نے
واقعہ مین دیکہا گویا حضرت علی تشریف لائے ہین اور فرماتے ہین کہ تجہکو علم سموٰت سکہانے

آیا ہوں- **نقل ہے** کہ ایک روز حضرت نے فرمایا کہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دائرہ عمد
الہی ظاہر ہوا اور میں جو سیر کی تو طرح طرح کے عجب ذاتی و صفاتی مراتب ظاہر ہوا
کئے اور یہ سیر دیر تک رہی بعد ازاں دیکھا کہ اوس دائرہ سے نکلکر فوق کے مقام پر
معلوم ہوا کہ یہ دائرہ استغنائی ہے وہاں رنگ رنگ کی استغنائی ذاتی و صفاتی
کی نظر سے گزریں بعد ازاں اوس مقام سے مقام بالا کی سیر ہوئی معلوم ہوا کہ
رحمت ہے اس مقام میں صرف جمال ہی جمال کا ظہور ہے جلال و استغنائی تو
یہی نہیں ہے بعد ازاں سیر فوق الفوق الی ماشاء اللہ واقع ہوئی۔
نقل ہے کہ ایک روز مسجد و گھر و خانقاہ کیطرف اشارہ کرکے فرمایا کہ کیا دیکھتا ہوں
کہ شریعت اسقدر تری ہے جیسے کہ کارواں آکر ٹہرتا ہے۔ **نقل ہے** کہ حضرت نے
فرمایا کہ اگر در حافظ حلقہ میں قرآن پڑہتا تھا کہ دفعتاً بعض وساوس درباب قرآن
میرے دل میں آنے لگے خیال آیا کہ بس ملحد ہوگیا ولایت متحقق تھا و بقا حاصل ہو
کہاں سے جاتی اس راز کے کشف کیواسطے متوجہ ہوا بعد توجہ بسیار و التجاء تمام کیا دیکھتا
ہوں کہ ایک مرغ عظیم الخلقت میرے سینہ سے نکلکر باہر گیا سے دور گیا تو معلوم ہوا کہ
یہ یہی خناس تھا کہ وسوسہ ڈالتا تھا حضرت پیغمبر علیہ السلام کو اسی خناس کے شر
سے کیواسطے حکم ہوا تھا جسجگہ کہ فرمایا ہے قل اعوذ برب الناس ملک الناس اله الناس من شر
الوسواس الخناس الذی یوسوس فی صدور الناس اور پہر الہام ہوا کہ اصل میں یہ
خطرہ کرتا ہے شاید اوسکا یہ ہی خناس ہے کہ سینہ میں آشیانہ رکھتا ہے اور ہر دم
مشغول کیا رہتا ہے اور پہر الہام ہوا کہ اسکی آشیانہ کو تیرے سینہ سے دور کردیا الحمد کر
خروج اوس خناس کے عجیب شرح صدر حاصل ہوا **فرمایا** کہ مجہیر کشوف ہوتے کہ بندہ
میں ہی اسیا گرہ ہے ہیں لیکن کسیکا ایک تابع ہوا اور کسیکے دو ورم کہتیں سے زیادہ کسی کی
مائی حاق اور اگر چاہوں تو اوسکا مکان و جگہ بعت بہی بتا سکتا ہوں بلکہ اوکی عمر کی اونکی او

رتی مین **فرمایا** کہ ایک روز ایک اپنے فرزند متوفی کی روح پر ثواب رسانیکی نیت سے
یہ طعام فقیرون اور درویشون کے کہلانیکے واسطے تیار کرایا اسی اثنا مین میری
بان سے نکلا کہ یہ صدقہ کسطرح قبول ہو کہ اللہ تعالے فرماتا ہے انما یتقبل اللہ من المتقین
ی خیال مین تہا کہ آواز آئی کہ انت من المتقین **فرمایا** کہ ایک مرتبہ مجہپر دید قصور اعمال
سقدر غالب تہا کہ جسوقت نماز مین فاتحہ پڑہتا تہا اور بلفظ ایاک نعبد و ایاک نستعین
آتا تہا حیران ہو جاتا تہا کہ کیا کرون اگر پڑہتا ہون تو کریمہ لم تقولون ما لا تفعلون کا مصداق
رتا ہون اور اگر نہین پڑہتا تو ترک واجب ہو جاتا ہے کہ اتنے مین آواز آئی کہ شرک کو تری
بادت سے دور کیا اور منطوق الا للہ الدین الخالص کا ظہور ہوا **فرمایا** کہ جو کوئی میرے
ریقہ مین بیواسطہ یا بواسطہ خواہ مرد ہو خواہ عورت قیامت تک داخل ہوگا سکو میرے
ش نظر کیا اگر چاہون تو ہر ایک کا نام و مقام بتادون **فرمایا** کہ سوا منبوت جو کمالات
نوع بشر مین ممکن ہین اللہ تعالے نے مجہکو عطا فرمائے **فرمایا** ایک روز حلقہ یاران مین بیٹہا
اکر اپنی خرابیون پر نظر پڑی اور یہ دید غالب ہوئی کہ اسی اثنا مین بحکم من تواضع للہ رفعہ اللہ
آواز آئی غفرت لک و لمن توسل بک الی بواسطہ او بغیر واسطہ الی یوم القیامت **فرمایا**
مجہپر ظاہر کیا ہے کہ جو معاملات و کمالات خدا تعالے نے مجہپر افاضہ فرمائے ہین تا ظہور
م مہدی اور کسی پر نہ ہونگے **فرمایا** کہ مجہپر مکشوف ہوا ہے کہ مہدی معہود رضی اللہ عنہ
ی نسبت (یعنے نسبت مجددیہ) پر ہونگے **فرمایا** کہ مجہپر ظاہر ہوا ہے کہ حقایق و معا
ینے لکہے ہین حضرت مہدی معہود کی نظر سے گزرینگے اور اونکے مقبول ہونگے -
مایا کہ اللہ تعالی نے بمحض فضل و کرم مجہکو بشارت دی ہے کہ تری دنیا کو آخرت کر دی
یے بہت سے کمالات جو اور ونکے واسطے آخرت پر موقوف ہین حضرت کو اسجگہ عطا ہو سکے
نقل ہے کہ ایک روز حضرت قضاء حاجت کو پاخانہ تشریف لیگئے وہان دیکہا کہ مٹی کا پیالہ
مدگی مین پڑا ہے اور اوسپر اللہ کا نام لکہا ہے حضرت اوس پیالہ کو لیکر فی الفور باہر نکل آئے

خادم سے فرمایا کہ لوٹے میں پانی لے آوے لے آیا اوس سے پیالہ کو اپنے ہاتھ سے دھویا
خادم نے عرض کی کہ آپ تکلیف نہ کریں میں دھو دونگا لیکن حضرت نے نہ مانا اور خوب پاک
کرکے ایک کپڑے میں لپیٹ کر اونچا طاق میں رکھدیا اور جب ضرورت ہوتی اوسمیں پانی
پیا کرتے اس اثنا میں آواز آئی کہ جیسے تونے میرا نام ترک کیا اسیطرح میں نے تیرا نام
دآخرت میں ترک کیا فرمایا کہ اگر سو برس ریاضت و مجاہدہ کرتا تو بھی اسقدر فیوض
نازل ہوتے جیسے کہ اس عمل سے ہوئے **فرمایا** کہ قضا و قدر پر مجھکو اطلاع بخشی ہے اور اسطرح
منکشف کیا ہے کہ کسیوجہہ سے شریعت غرا کے مخالف نہیں ہے - **نقل ہے** کہ ایک روز
ایک امیر شخص نے کسی رشتہ دار قریبی کی روح پر ثواب پہونچانیکے ارادہ سے کھانا تیار کر
اور حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ بھی تشریف لیچلیں چونکہ دعوت عام
حضرت نے منظور فرمایا اور بکمال عاجزی و انکسار کیا - اسی اثنا میں الہام ہوا کہ اگر
تو اپنی ہتک حرمت اختیار کرے تو اوس میت کو بدور ختم اسقدر نور رحمتوں کہ اہل محشر
اوس سے منور ہو جائیں حضرت متردد ہوئے کہ ہتک حرمت کیا معنی معلوم ہوا کہ اوس
ختم کی مجلس میں جانا ہتک حرمت ہے پس حضرت نے اجابت دعوت کی اور اوسکے گھر
تشریف لیگئے **فرمایا** کہ مجھکو بشارت ہوئی ہے کہ جس جنازہ پر تو نماز پڑہے اوس میت کو [illegible]
فرمایا کہ ایک روز بعد اداء نماز دعا پڑھتا تھا لیکن ہاتھ زانو پر رکھے ہوئے تھے خیال آیا
کہ اس طرح سے دعا مانگنا بعید از ادب ہے ہاتھ اوٹھا کر دعا شروع کی آواز آئی کہ اس ادب
کی عوض تجھکو کبھی اور کچھ عذاب نہوگا - **ایک** روز بتقریب تکرار کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فرمایا کہ مقابلہ اس کلمہ طیبہ کے کل تمام عالم حکم قطرہ بدریائے محیط رکھتا فرمایا کہ یہ کلمہ مقدسہ
جامع کمالات نبوت و ولایت ہے لوگ تعجب کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کے کلمہ پڑہنے سے کسطرح
جنت ملسکتی ہے اور دوزخ سے خلاصی ہوسکتی ہے جو کچھ مجکو معلوم و محسوس ہوا ہے
یہہ ہے کہ اگر تمام عالم کو بعوض ایک دفعہ پڑہنے کے خلاصی دیں تو گنجائش رکھتا ہے

دناگر برکات اس کہکے تمام عالم کو قسمت کرین تو ابدالاباد تک معمور و ساری رہین **فرمایا** کہ
یخ ابن العربی با انہہ بسطہ مقبولوںمین سے نظر آتے ہین اور اولیائی ہمین معلوم ہوتے ہین باگر یان
رہ با دشوار نیست ہیچ ہے گاہے بسلامی بر نجبند وگاہے بدشنامی بخشا مذرو کنند وشیخ خطر مین سے
بیز قبول کنندہ جملہ کلمات شیخ بہی خطر مین ہے **فرمایا** کہ ایک روز مین متوجہہ یاران تہا معلوم ہوا
ریشم ظاہر لاہوریکا نام دفتر سعدان سے خارج کرکے دفتر اشقیا مین داخل کردیا چنانچہ اوسیوقت
توجہہ رفع شقاوت شیخ مذکور ہوا مین التجا و تضرع مین معلوم ہوکہ یہ امر لوح محفوظ مین قضائے معلق
ہین ہے اور شروط کسی شرط کی نہین ہے اوسوقت کمال یاس اور نا امید ہوئی مگر معاً قول حضرت
سید محی الدین عبد القادر جیلانی یاد آیا کہ انہون نے فرمایا ہے کہ قضا مبرم مین کسیکو مجال تبدیل
نہین ہے لیکن مجہکو اگر چاہون تو وہان بہی تصرف کرون پہراز سر نو ملتجی و متضرع ہوا اور عرض
کی کہ بار خدایا تونے اپنے ایک بندہ کو اس نوازش سے سرفراز فرمایا ہے تیری کمال کرم
سے بعید نہین جو اس عاجز کو بہی ممتاز فرمایئے اوسوقت معلوم ہوا کہ ایک قسم کی قضا ہے کہ وہ
لوح محفوظ مین مبرم ہوتی ہے اور عند اللہ معلق ہوتی ہے اور اوسمین اخص خواص کو دست
تصرف ہوتا ہے اور یہ معاملہ بہی اوسی قسم آخر سے ہے چنانچہ بفضلہ تعالے حضرت کے تصرف سے
شیخ ظاہر کو اوس بلا سے نجات ہوگئی بیہ ہے اولیا را ہست قدرت از اله + تیر جستہ باز گرداند
زراہ + **نقل ہے** کہ ابتدا مین ایک روز حضرت ایک قبرستان مین تشریف لیگئے وہان
ایک عورت کی قبر تہی وہ حضرت کی اہل حق اور قرابتون مین سے تہی حضرت اوس عورت
کے قبر کی محاذی مین تادیر کہڑے رہے پہلے آثار خضوع و خشوع چہرہ مبارک پر ظاہر ہوئی
بعد دیر علامت خوشی و خورمی پائی گئی جب حضرت مکان تشریف لیگئے تو محرمان اسرار نے
دریافت کیا کہ حضرت کیا باعث تہا کہ آپ تادیر اوس عورت کی قبر پہ کہڑے رہے اور اولا
چہرہ مبارک سے آثار انکسار ظاہر ہوئے اور دیر کے بعد خوشی معلوم ہوئی حضرت نے
فرمایا کہ جسوقت مین اوسکی قبر پر پہونچا اوسکو معذب دیکہکر متوجہہ رفع عذاب ہوا اگر خدا

ور رہوا کریں توجہ ارواح ایسی آباد اجداد کو سوا چنانچہ اونکی روح پاک حاضر ہوئیں مگر دفع
عذاب ہوا بعد ازاں توجہ ارواح عالیات حضرت خواجہ ہوکر وہ بھی فی الفور تشریف فرما
ہوئیں لیکن عذاب اوسطرح قائم رہا آخر کار بعد عجز متوجہ بارگاہ محمدی علیہ علی آلہ الصلوٰۃ
والسلام ہوا کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت علیہ السلام تخت نور پر سوار تشریف لائے میں
اوپر نور و تخت محمدی عذاب دور ہو گیا اور اوس عورت نے شکر دعا دی کہ اسطرح تو نے
مجھے راحت ہو پہنچائی اوسیطرح اللہ تعالیٰ تجھے بھی راحت ہو پہنچاوے اوسوقت آثار خوشی کے
ظاہر ہوئے۔ **نقل ہے** کہ ایک روز ایک قبرستان میں تشریف لیگئے دلمیں گذرا
کہ حدیث شریف آیا ہے کہ اگر عالم کسی مقبرہ پر کھڑا رہے تو چالیس دن تک اوس مقبرہ کا عذا
موقوف ہو جاتا ہے مجرد اس خطرہ کے الہام ہوا کہ تیرے کھڑے رہنے کی وجہ سے ان اہل قبور کا تا چالیس
عذاب موقوف کیا۔ **نقل ہے** کہ ایک روز ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کی کہ ستر ہزار
کلموں کا ثواب آپکے نظر کیا مجرد اس کہنے کے حضرت نے فی الفور ہاتھ اوٹھا کر فاتحہ پڑھا دوسرے
روز اوسی خادم سے فرمایا کہ جسوقت میں نے دعا کی واسطے ابتدا دعا کے فرشتے ثواب
لیکر اس کثرت سے اترے کہ زمین پر پیر رکھنے کی جگہ نہ رہی پھر فرمایا کہ اس بات سے تم معلوم
ہوا ایسا تعجب سا ہوا کہ ہر شب بعد نماز تہجد ستر ہزار کلمہ طیبہ پڑھ کر محمد عیسی محمد نوح ام
کلثوم کو (حضرت کی اولاد متوفی کے نام ہیں) کی روح کو بخشتا ہوں ابتدا میں ایسا ہوتا
تھا کہ محمد عیسی کی روح آکر مجھکو جگا دیا کرتی تہی کہ ختم کلمہ طیبہ کر لو اور پھر اپنے بھائی اور بہن
کی روح کو بلا لے جایا کرتی تہی کہ ملا ہوا خیال بیدار ہوئے اور جب آپ نے مسدود کر دیا اور بیمار
پیٹ میں تھا ختم کلمہ طیبہ کا اسطرح گرد پیش پھرا کرتے جیسے روٹی پکاتے میں چھوٹے بچے اپنی
ماں کے آس پاس پھرا کرتے ہیں اور جب انکو ثواب بخشدیا تو چلے جاتے اب کثرت ثواب سے
ایسی سیر ہو گئی ہیں کہ کبھی نہیں آتی۔ **نقل ہے** کہ مولینا محمد یوسف ایک علماء عصر تھے
اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اثنا سلوک میں اونکی اصل آگئی قرصادقہ

حضرت او سکے دیپ سے دستہ بستہ اہتمام متوجہ ہوئے اور دیکھو اس امر سے مخلوق کو اُقرباؤں داروں سے حال پر دریافت کرتے تھے اور دعا فرض کرتے جاتے تھے وسیوقت او بکے تمام خوف سے کرا دہ بیمار تمام اوسے بدن کی شدید - آگے بیان کرتا ہے خود نوشت فقیر سے کہ ایک شخص حضرت کے مناقب منا قبہ مسلسلی کیواسطے قدم شریف میت روانہ ہوا مہربانی کی حضرت سر ہند میں پہونچا ایک مسجد کے قریب مکان میں ٹہرا صاحب خانہ نے کمال مہربانی کی اسنے اوس سے کچھ حضرت کا حال دریافت کیا اوسنے تیکھیپن و تعریض کرنے شروع کردئے یہ بیچارہ نہایت حیران ہوا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شخص شمشیر برہنہ آیا اور اوس کے ٹکڑے ٹکڑے کردیئے یہ بیچارہ یہ ماجرا دیکھکر بہت گھبرایا اور اوس شخص کے پیچھے دوڑا مگر معلوم نہ لگا صبح کو حضرت کی خدمت حاضر ہوا حضرت اوس شخص سے بغلگیر ہوئے اور متبسم ہو کر فرمایا ما مضی بالقبل الحمد کر بالنہایار بعد ازان اوس عالمین کیا دین ۔ ودنا پھیا پڑا تہا کہ قالب کو کوئی شخص رات مار گیا۔ نقل ہے کہ ایک درویش خانقاہ شریف میں حضرت کے رہا کرتا تہا اوسپر واردات کثیر وارد ہوتی تہا چنانچہ بسا اوقات ایسا اتفاق ہوتا کہ جب سجدہ جاتا تو حالات زمین و آسمان اوسپر فاش ہوجاتے اسی اثنا میں اوسکے ایک شخص کثیر النخرشہ سے صحبت ہوگئی اوسکے دلمیں خطرہ گزرا کہ باوجود حضرت کے استقدر علم و عرفان کے خرق عادت نہیں ہوتی اور اوس خطرہ نے اوسپر غلبہ کیا حتی کہ اوسکو اپنے حال میں بستگی پائی گئی لاچار ہوا اور اپنے گلے میں پگڑی ڈالکر حضرت کے حضور آکر گریہ الکین انہار خطرہ کیا حضرت فرمایا کہ یہ طالب کرامات ہوئے ہیں اور یہ فلاں شخص کی صحبت کا اثر ہے بعد ازان حضرت نے بیکی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ جو شخص کرامت چاہتا ہو اوسکو چاہیے کہ اپنا دوسرا شیخ تلاش کرے اور جو کوئی متابعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اقتباس انوار فنا و بقا و دیگر کمالات معرفت ذات و صفات چاہتا ہو وہ اسکے پاس ہے ۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ حضرت کو علالت عارض ہوئی دس

کیا نہ دانہ مویز کے تناول فرمانے کو طلب فرمائے چنانچہ خادم نے دانہ حاضر کئے حضرت
متوجہ کشف اس معاملہ کے ہوئے آیا یہ دانہ نافع ہونگے یا نہیں جب سر مبارک اوٹھایا تو فرمایا
کہ عجیب معاملہ گذرا کہ مویز کے دانہ بارگاہ الٰہی میں ملتجی ہوئے کہ اے خدایا تیرے دوست نے
ہمکو تناول کرنیکے واسطے منگایا ہے ہمسے اوسکو شفا عطا فرما اور جو کوئی ہمسے جس مرض کے
واسطے جو دانہ کھاوے صحت حاصل ہو جاوے اور معلوم ہوا کہ یہ دعا اونکی قبول ہو گئی اور
حضرت نے چند دانہ اون میں سے تناول فرمائے چنانچہ فی الفور آرام ہو گیا اور بعد ازاں
جس مرض کے لئے جس بیمار کو ایک دانہ دیا فی الفور شفا کلی ہوئی حضرت فرمایا کرتے
تھے کہ کاش یہ دانہ زیادہ ہوتے ہوتے کہ مجمع کثیر اس سے صحت یاب ہوتے۔
نقل ہے کہ ایک شخص کو حضرت نے کسی کام کو بھیجا اور بوقت رخصت کہدیا کہ راستہ میں
سورۂ لایلاف کثرت سے پڑھنا اور جہاں کہیں کچھ مشکل ہو ہمکو یاد کرنا چنانچہ وہ شخص روانہ ہوا چلتے
چلتے ایک جگہ پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ شیر چلا آتا ہے اور سامنے آکر کھڑا ہو گیا دیکھتے ہی
کانپنے لگا اور اوسیوقت حضرت کو یاد کیا یاد کرتے ہی دیکھا کہ حضرت عصا لئے ہوئے
تشریف لائے اور عصا اوس شیر کے منہہ میں دیدیا اس شخص کے جب حواس بجا ہوئے دیکھا
نہ شیر تھا نہ حضرت تھے۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص نے حضرت کی زبانی سنا تھا کہ جسقدر
کفار کی توہین کرے عند اللہ اجر عظیم و ثواب غازیان فی سبیل اللہ ہو گا ایک روز اس شخص کا
ایک بت خانہ میں گذر ہوا وہاں اوسکو حضرت کا فرمانا یاد آگیا اور فی الفور مورتوں کی بت شکنی
میں مشغول ہو گیا کہ ناگاہ گاؤں کی جانب سے لوگ لاٹھی سونٹا لئے دوڑے آتے دکھائی دیئے دیکھتے
ہی ہوش اوڑ گئے اوسیوقت حضرت کو یاد کیا کہ حضرت آپکی نصیحت پر عمل کیا ہے وقت
مدد ہے آواز آئی کہ تیری مدد کو لشکر اسلام بھیجتا ہوں میں نے رفیقوں سے کہا کہ حضرت
کی آواز آئی ہے کہ لشکر بھیجتا ہوں مگر یہاں دشمن آپہونچے ایک تیر کے فاصلہ پر کفار
رہگئے ہونگے کہ ایک بلندی پر سے تیس چالیس آدمی گھوڑے اوڑاتے آتے ہوئے

نمایان ہوئے اور آتے ہی کفار ونکو ایک ڈانٹ بتلائی اور مجہکو اپنی حمایت مین لیکر چلدیئے
جب کفار نظر سے غائب ہوگئے ہمکو رخصت کردیا دیکہا تو نہ لشکر تہا نہ آدمی تہی صرف
حضرت کا تصرف ہی تصرف تہا۔ **نقل ہے** کہ ایک مرتبہ حضرت سیر وگشت کیواسطے بیرون جات
تشریف لیگئے ایک روز ایک گاؤن سے دوسرے گاؤن جاتے ہوئے راستہ مین آفتاب
کی حرارت وغبار راہ سے رفیقون کو خصوصاً جو کہ پیدل تہے از بس پریشانی وپیاس
ہوئی لیکن غلبۂ ادب سے کچہ عرض نہ کرسکے حضرت نے خود باشراف خواطر سے فرمایا کہ معلوم
ہوتا ہے کہ گرمی آفتاب وتراکم غبار سے رفیقون کو تکلیف ہے مولینا محمد یوسف سمرقندی
نے عرض کی کہ حضور کو خود معلوم ہے عرض کی کچہ حاجت نہین یہ سنکر حضرت نے تبسم
فرمایا اور گوشۂ چشم حق بین جانب آسمان کرکے کچہ زیر لب فرمایا تہوڑی ہی دور چلے ہونگے
کہ ایک بادل کا ٹکڑا نمودار ہوا اور برآکر اسیقدر برس گیا کہ جسمین غبار بیٹہ جاوے اور
کیچڑ نہو اور باد شمال معتدل چلنے لگی کہ تمام راہ کی کوفت وحرارت بہول گئے۔ **نقل ہے**
کہ ایک امیر کو سلطان وقت نے بغضب تمام لاہور سے طلب کیا چونکہ اوس سے تقصیر عظیم
سرزد ہوئی تہی لوگ گمان کرتے کہ بمجرد پہونچنے کے اسکو ہاتہی کے پیر سے بند ہوا کر بادشاہ
مرواڈالیگا دہلی جاتے وقت جب وہ شخص سرہند مین پہونچا تو حضرت کی خدمت مین
حاضر ہوا اور التماس حمایت کی حضرت نے فرمایا کہ انشاء اللہ تعالےٰ کچہ خطرہ نہین خاطر
جمع رکہو اوسنے کمال اضطرار سے کہا کہ جو کچہ حضرت زبانی فرماتے ہین اوسکو قلم سے
لکہکر میرے حوالہ فرمائین حضرت نے سنکر یہ لکہدیا کہ چون فلان از خوف غضب
سلطانی کہ نمونۂ غضب الٰہی است بفقرا رجوع نمودہ فقرا او را ضمن خود گرفتہ ازین مہلکہ ہانیدند
اوسکے رخصت ہونیکے چندایام جب گزرے تو کسی نے آکر کہا کہ اوس امیر کو بادشاہ
نے قید کردیا حضرت سنکر فرمانے لگے کہ یہ بات صحیح نہین معلوم ہوتی کہ فقرا کو سلطان
کی شفقت اوسکے حق مین مثل روز روشن معلوم ہوئی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ

سے وہ بادشاہ کے پاس پہونچا بادشاہ اوسکو دیکھکر متبسم ہوا اور چند کلمات نصیحت آمیز کہکر رخصت
کر دیا اوسکو اوسکی جگہ بھیجدیا ۔ نقل ہے کہ ایک شخص سالہا سال سے بیمار تھا اور زندگی
سے نا امید ہو گئی تھی اور یہ بیمار حضرت کی شہرت سنکر ایک عریضہ خدمت شریف میں روانہ کیا
اور جامہ تبرک بھی طلب کیا حضرت نے اوسکے حال پر رحم فرمایا اور یہ عنایت نامہ مع جامہ تبرک
بہیجا فرزندا جمعیت نامہ مہربان رسید و انچہ بدعا کے برخوردار عصہ و غم نامہ جمعیت حوادث
بیمار نامہ نگاشتہ و بیماری جسد بے حس و حرکت باید بود است امالک است والقیوم
مبین بر نص قاطع است نکراد الرحمن فکلی پس در صحت بسیار کشیرا اهم مہام است و
صلاح ملت معنوی درین مہلت قلیل بہ یاد رب جلیل ابرا اعظم مقاصد دل گرفتار عیر است اور
بہ توقع حیر است رحم کرنا کی کہتر است بعض بارہ اور بہتر است اسما ہمہ سلامتی است کہ
و خلاصی روح می جویند و ما کو تہ اندیشان ہمہ در فکر تحصیل اسباب گرفتاری روح و تن بہ مہمات
بہ بواب گرد ما ظلمہم اللہ و لکن کانوا انفسہم یظلمون دیگر ار ضعف خاطر امید نکنید انشاء اللہ
بسب صحت و عافیت تبدیل خواہد یافت خاطر ایجاب این بکار جمع است جامہ معترا
مصحف تبرک بود بہ پیر اس فرستادہ شد بپوشند و شرعد ساتج و تراب آن باشد کہ کثیر البرکات
است ۔ بر کسی اسباب خواہد اسبابہ است ۔ واگر دیدش نقد خود مردانہ است ۔ والسلام
علی من اتبع الھدی و التزم متابعۃ المصطفٰی علیہ و علی آلہ من الصلوٰۃ اکملہا حضرت
کا ارسال اوس پیراہن شریف کو پہننا امر اہم ہے شفا پائی اور حاضر حضور ہو کر مرید ہوا بلکہ
جانا حضرت سے اوسکو اجازت تعلیم طریقہ بھی عطا فرمائی ۔ نقل ہے کہ عبد الرحیم خان خانا
صوبہ دار بہ سبب غماری حیدر فتنہ انگیز مورد عتاب سلطانی ہوا اور معزول کر کے سلسلہ
میں بند کیا گیا اور یہ بہت بہ اسحار رسید کہ اوسکو اپنی جان کا اندیشہ ہو گیا سخت پریشان ہوا
بہت کہ خلیفہ جلیل القدر میر محمد نعمان سے طلب دعا کی میر موصوف نے عریضہ لکھکر
حضرت سے جانسپاری کی سفارش کی اور جواب نیاز نامہ طلب کیا حضرت نے بعد اوحلہ

سیر خانی قلمی این مطلب کرسکے جواب لکہا کہ در وقت مطالعہ کتاب شما خانخانان در نظر رفیع القدر آمد
خاطر شریف از معاملہ او جمع باشد سیر بہاست بنے وہ خط بجنسہ خانخانان کے پاس بہیجدیا اوسکے چند ہی روز
کے بعد بادشاہ خانخانان سے راضی ہوگیا اور خلعت خاصہ عطا فرماکر اوسکو پہر بحال کردیا۔
نقل ہے کہ ایک مرتبہ ایک شخص آیا اور عرض کی کہ میرا بیٹا بیمار ہے اور ایک روپیہ بہی نذر کیا حضرت
نے وہ روپیہ قبول نہ فرمایا ہر چند اوسنے الحاح کی لیکن منظور نہوئی حالانکہ عادت شریف رد فتوح
کی نہ تہی سمجہ یقین ہوگیا کہ اسکا لڑکا بچتا نظر نہین آتا چنانچہ ایسا ہی ہوا اور شام کو وہ مرگیا۔
نقل ہے کہ ایک حضرت کا خادم سفر اصفہان سے واپس آتا تہا راستہ مین کسیجگہ خود بخود
رہ گیا اور اوسکی تلاش مین ادہر اودہر دوڑنے لگا اتنے مین قافلہ بہی نظر سے غائب ہوگیا اور
پریشانی بالائے پریشانی ہوئی روتا دہوتا پہاڑون مین ٹکرین مارتا حیران پہرتا تہا اور کہین
قافلہ کا سراغ نہ لگتا تہا اور ایسا مایوس ہوگیا کہ اپنی جان سے بہی ہاتہہ دہو بیٹہا ناچار ایک
طرف جاکر وضو کرکے دو رکعت نماز پڑہی اور حضرت کی طرف متوجہ ہوا کیا دیکہتا ہے کہ حضرت
ایک گہوڑے پر سوار چلے آتے ہین اور اوسکے پاس آئے اور اپنے پیچہے گہوڑے پر بٹہاکر
گہوڑا دوڑایا جب قافلہ قریب آگیا اوسکو گہوڑے سے اوتار دیا آپ نگاہ سے غائب ہوگئے
نقل ہے کہ ایک مرتبہ شاہجہان عالم شہزادگی مین اپنے باپ سے مخالف ہوگیا اور بنا بر آن
مقاتلہ پیش آیا بعض اشخاص نے حضرت کو لکہا کہ مشایخ دہلی نے اپنے مکشوفات سے دولت
فتح شاہزادہ کے معلوم کی ہے آپ کیا فرماتے ہین حضرت نے فرمایا کہ مجہکو معاملہ بالعکس معلوم
ہوتا ہے لیکن آخر کار مدعا شاہزادہ کرسی نشین ہوتا معلوم ہوتا ہے چنانچہ بعد شکست شاہزادہ
حضرت کی خدمت مین حاضر ہوا اور عرض مدعا سلطنت کی حضرت نے فرمایا کہ مین نے اللہ تعالی
سے دعا مانگی ہے کہ جب تک مین زندہ رہون سلطنت جہانگیر کی رہے لیکن بعد ازان انشاء اللہ
تعالی بادشاہ تو ہوگا خاطر جمع رکہہ شاہزادہ اس بشارت سے نہایت خوش ہوا اور واقع بہی
ایسا ہی ہوا کہ بعد جہانگیر شاہجہان تخت نشین ہوا۔ نقل ہے کہ ایک مرتبہ فوجدار سرہند نے

کوستانوں پر فوج کشی کی اور بعض بعض گوشہ نشینوں سے خود دریافت کیا تو اونہوں نے کہا کہ اس مہم میں تیری فتح ہے اور بطور تصدیق مرید حضرت سے بھی خط بھیجکر دریافت کیا حضرت نے فرمایا کہ اس مہم میں خوجداروں کی شکست فاحش معلوم ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ چار پانچ سو دین خوجدار صاحب نقارہ و نشان و پرچہ جہنڈا چھوڑ کر لوٹ آئے۔ **نقل ہے** کہ مولینا مرتضی کے والد نے وصیت کی تھی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو نعش کو حضرت کی خدمت میں لیجانا اور عرض کرنا کہ داخل طریق کریں اور حضرت کا طریقہ تھا کہ اموات کو بھی عطا نسبت فرمایا کرتے تھے بعد وفات مولینا اپنے والد کی نعش کو حضرت کیخدمت میں لائے اور اپنے والد کی وصیت سے آگاہ کیا حضرت نے فرمایا کہ کل کو حال معلوم ہو جائیگا دوسرے دن مولینا نے حلقہ میں کیا دیکھا کہ اونکی والد حضرت سے ایک آدمی کے فاصلہ پر بیٹھے ہیں اور سرگرم ذکر ہیں۔ **نقل ہے** کہ ایک درویش کعبہ شریف کو جاتا تھا راستہ میں جب سرہند میں پہونچا تو حضرت کیخدمت میں حاضر ہوا اوسوقت حضرت نماز سے فارغ ہو کر گوشہ میں تشریف لئے جاتے تھے یہ درویش جاکر قدموں پر گر پڑا حضرت نے خادم سے کہا کہ اگر کوئی روٹی کا ٹکڑا ہو تو گھر میں سے منگا لو خادم گیا اور ایک روٹی کا ٹکڑا لے آیا حضرت نے اپنے ہاتھ سے وہ ٹکڑا اوسکی گود میں ڈالدیا اور فرمایا کہ اب وقت تنگ ہو گیا اور یہ ٹکڑا تیرا مرشد ہے اوس درویش کی زبانی ہے کہ اوس ٹکڑے کی ملتے ہی مجھکو اسقدر حاصل ہوا اور ایسی آناً فاناً ترقی ہوئی کہ تیس برس ریاضت کی تھی اوسکی بو بھی نہ پائی تھی۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص حضرت کے خویشوں میں تھا اوسکے بیٹا زندہ نہ رہا کرتا تھا اور جو لڑکا پیدا ہوتا وہ مر جاتا ایکدفعہ اوسکے گھر بیٹا پیدا ہوا اوسکو لیکر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت میں نے نیاز کی ہے کہ اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو آپکی غلامی میں دونگا حضرت نے بعد توجہ فرمایا کہ اس لڑکے کا نام عبدالحق رکھنا انشاءاللہ تعالیٰ زندہ رہیگا لیکن ہر مہینہ پانچ جلولی حضرت خواجہ بہاءالدین نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کے نیاز دیا کر یا چاہیئے برکت اوس نیاز سے وہ لڑکا زندہ رہا۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص خان محمد خالدی نے

حضرت کی خدمت مین رہا کرتا تہا اوسکو حضرت نے قادریہ طریق مین داخل کیا تہا کوئی شخص کردونہ حضرت کے مہان آئے اونہون نے حضرت سے دریافت کیا کہ اس شخص کو آپنے کس طرح مین داخل کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ قادریہ مین اوس مہان نے کہا کہ اس شخص کا باپ میرا بہی آشنا تہا مین بہی اسکی سفارش کرتا ہون کہ آپ اسکو حضرت غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے ملا دیجیے اسی اثنا مین حضرت اوٹہے باہر تشریف لائے اور اوس سے فرمایا کہ جان محمد قلب تارہ کو پہچانتے ہو یہ ہے اور فرمایا کہ خوب دیکہہ جان محمد نے جو خوب غور سے دیکہا تو اوسمین سے ایک شخص سیاہ کمل پہنے باہر نکلا اور تیر کیطرح اوس جگہہ آگیا حضرت نے فرمایا کہ انکی قدمبوسی کر یہ غوث الثقلین ہین چنانچہ جان محمد فی الفور قدمبوس ہوا بعد ازان حضرت غوث الثقلین رخصت ہوئے اور پہر اوسی ستارہ کیجانب متوجہہ ہوئے اور اوسمین غائب ہوگئے جب حضرت وضو وغیرہ سے فارغ ہوئے اور مسجد مین تشریف لائے تو اوس مہان نے پوچہا کہو حضرت غوث الثقلین کو دیکہا جان محمد نے کہا کہ دیکہا۔ **نقل** ہے کہ ایک شخص سے حضرت نے فرمایا کہ تیری اور فلانی کی ولائت ابراہیمی ہے اوس شخص نے دلمین خیال کیا ہرچند کہ فرمودہ حضرت کافی ہے لیکن اگر مجہکو بہی معلوم ہوجاتا تو خوب تسلی ہوتی اوسی روز شبکو حضرت خلیل الرحمن علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب مین دیکہا اور یہہ بہی دیکہا کہ حضرت بہی موجود ہین اور وہ دونون شخص بہی کہڑے ہین حضرت نے اون دونون شخصون کے ہاتہہ پکڑکر حضرت ابراہیمؑ کے قدمون پر ڈالدیا چنانچہ اون شخصون نے حضرت خلیل کی قدمبوسی کی اور پہر اپنی جگہہ کہڑے ہوگئے صبح کو جب حضرت کی خدمت مین حاضر ہوئے اور ابہی واقعہ نہین سنایا تہا کہ حضرت نے فرمایا کہ جو کچہہ کہدیا ہے اوسمین تردد کی گنجائش نہین ہے تمکو کیا معلوم ہے کہ جملہ سالکان راہ کو اپنے مشرب واستعداد کا علم پورا پورا نہین ہوتی بلکہ اس قسم کا علم شاذ ونادر کسی زمانہ مین کسی شخص کو ہوتا ہے شیخ نجم الدین کبریٰ کی نقل ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے قطب تہے لیکن یہہ معلوم نہ تہا کہ میری کونسی ولایت ہے چنانچہ اسباب کی تحقیق کیواسطے ایک اپنے صاحب کو

ایک اور بزرگ کی خدمت میں جو کہ علم احوال رکھتے تھے بھیجا اور اس بزرگ نے دیکھے ہی کہدیا کہ تیرا سودی کیا کرتا ہے مریا رزدہ خاطر ہوا اور ایسی ہو کرا پنے پیر کی خدمت میں آیا اور سارا قصہ کہہ سنایا شیخ بہت خوش ہوئے اور کہا یہ انہوں نے میری موسوی المشرب ہو نیکی بشارت دی ہے حضرت کے صاحبزادہ کلاں محمد صادق کی ولایت موسوی تھی حضرت نے اپنی تصرف سے انکو ولایت محمدی پر پہونچایا اور یہ تصرف قدم الحروف کے نزدیک اعظم کرامات سے ہے ولی کا تو کیا ذکر ہے اگر ہزار ملک دس ہزار اولیا میں ایک میں بھی یہ طاقت ہو تو آفرین درست و بجا روے او۔

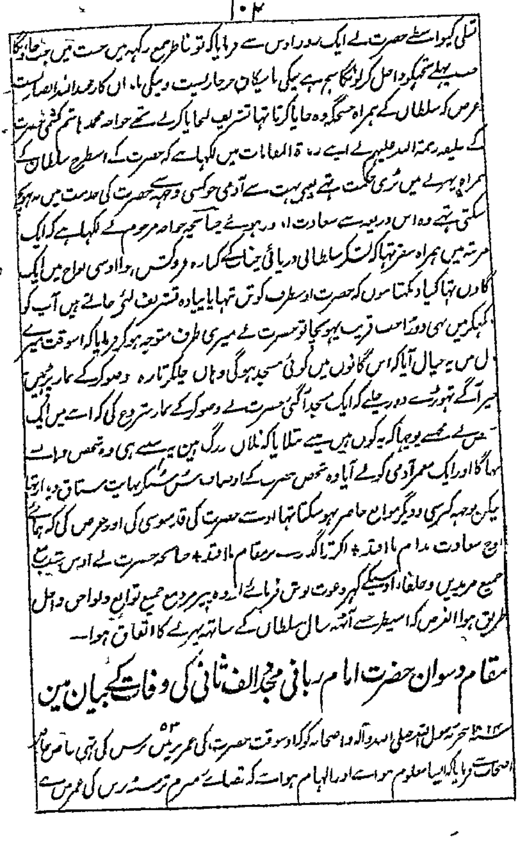
مقام نواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے مجبوس ہونیکے بیان مین

جب حضرت مجدد الف ثانی کا سن شریف پچاس سے متجاوز ہوا تو آپ فرمایا کرتے کہ تریسٹھ برس کی عمر مین قضا معلق ہے دیکھئے کیا پیش آتا ہے اور گاہ گاہ یہ بھی فرماتے کہ اب تک میری پرورش جمالی طور سے ہوتی اب منظور رب العالمین جلالی طور سے کرنے کی ہے جس چنانچہ پرورش سید سید میر دیم اب اسکے ظہور کی یہ شکل ہوئی کہ قبل ازین عہد اکبری میں اسلام کا اسقدر ضعف اور کفر کا زور ہو گیا تھا کہ ایکادسی کے دن بازار بند رہتے اور رمضان مبارک میں طعام پکانا کو علانیہ گرم رہتے اگر جو دو العزم بس مبتلا تھا سجدہ کرانا تھا جب وہ وقت تو گزر گیا جب جہانگیر جانشین ہوا تو مسلمان خوش ہوئے کہ اب دین کو ترو تازگی ہوگی کہ وہ الولد سرلابیہ کلیہ پہلے ہنود کا زور تھا اب رافضی امیر وزیر بن بیٹھے سجدہ اوسیطرح قائم رہا اہل ہنود کے رسوم کی جگہ رفض کی بدعات جاری ہو گئیں ان عملدرآمد کی جب حضرت کو خبر پہونچتی تو آپ فرماتے کہ جب تک میں اپنے نفس پر تکلیف نہین اوٹھانے کا تجدید دین کا ختم نہیں ہوگی مگر کل امر مرہون باوقاتہا وقت الٰہی۔ درپہار وروافض میں آپ نے کئی رسائل تحریر فرمائے اور بعض امیروزیر او نکو دیکھکر جلتے کہ کچھ اسکی سطر موقع ملتی کہ اسی اثنا

مین حضرت نے اپنے خلیفہ بدیع الدین کو کہ نہایت مقرب تہا لشکر مین امر معروف کیواسطے بہیجا
اور فرمایا کہ لشکر مین قبولیت عظیم ہوگی اگر باعث بعض امور کے کچہہ تکلیف پہونچے تو
استقامت برداشت کرنا اور اوسجگہہ ٹہرے رہنا اور جب تک مین طلب نکرون ہرگز ہرگز نہ آنا
الحق لشکر مین پہونچکر شیخ کو ایسی قبولیت ہوئی کہ صدہا ہزارہا آدمی صبح شام حاضر مجلس
ہوا کرتے اور بسا اوقات بڑے بڑے امیرون کو باعث کثرت اژدحام زیارت نصیب
نہوتی یہ امر روافض کو کہ نورجہان کے بہائی وغیرہ اور گویا کہ مالک درباری ہوئی تہی نہایت
شاق گذرا اور ایک روز موقع پاکر سلطان سے کہا کہ سرہند مین ایک شخص شیخ احمد نامی
رہتا ہے وہ اپنے تئین حضرت ابابکر صدیق سے افضل بتلاتا ہے اور دعوی تجدید الف
ثانی کرتا ہے صدہا ہزارہا سوار جرار اوسکے پاس موجود ہین تمام سلاطین وخوانین توران
وماوراء النہر اوسکے حلقہ بگوش ہین علاوہ ازین شیخ کے صدہا خلیفہ جابجا منتشر ہین اور اون
خلیفون کے صدہا مرید ہین چنانچہ ایک اسجگہ لشکر مین بہی موجود ہے تمام سپاہ وارکان
سلطنت اوسکے پاس حاضر ہوتے ہین شیخ کے دل مین داعیہ سلطنت ہے کہین ایسا
نہو کہ مثل شاہ اسمٰعیل فقیر کے یہ بہی مالک سلطنت بن بیٹھے اسلئے اسکا علاج قبل از واقعہ
کرنا چاہیئے اور فی الحال اسکے انسداد کی یہ شکل ہے کہ شیخ کو اسجگہ طلب کیا جاوے اور
اوسکو کسی بہانہ سے قید کردینا چاہیئے کہ آیندہ کو کسیطرح کا اندیشہ فساد نرہے یہ بات بادشاہ
کو بہت پسند آئی اور حضرت کو سرہند سے طلب کیا جب حضرت تشریف لائے تو وزیر نے
ایسے وقت بادشاہ سے ملاقات کرائی کہ وہ نشہ مین چور تہا بادشاہ نے دریافت کیا کہ ہمنے
سنا ہے کہ تم اپنے تئین حضرت ابابکر صدیق پر ترجیح دیتے ہو حضرت نے فرمایا کہ ہم حضرت
علی کو کہ خلیفہ چہارم ہین حضرت ابابکر صدیق پر ترجیح نہین دیتے تو اپنے تئین کسطرح دینگے
یہ سراسر خلاف عقل ونقل ہے اور جس عبارت سے لوگ یہ مطلب نکالتے ہین اوسکا یہہ
منشا نہین ہے بلکہ اوسکی ایسے مثال ہے کہ مثلا کسی شخص کو تم اپنے پاس بلاؤ اور سرگوشی

کر تو صبر رہے کہ وہ شخص ہم ہزاری و ہفت ہزاری کی جگہ پر گذرتا ہوا آئیگا اور بعد گذرنے
شہر اپنے مقام پر واپس آجاویگا تو اس عبور مقامات ہم ہزاری و ہفت ہزاری سے یہ لازم
نہیں آتا کہ وہ شخص اون ہفت ہزاری وغیرہ سے بڑھ گیا اس بات کو سنکر بادشاہ خاموش ہوگیا
اتنے میں وزیر بول اوٹھا کہ یہ شخص کیسا متکبر ہے کہ آپ کو سجدہ کیا سلام علیک بھی نہیں
کی اس بات پر سلطان افروختہ خاطر ہوگیا اور کہا کہ تمنے سجدہ و سلام کیوں نہیں کیا حضرت
نے فرمایا کہ سجدہ سوا خدا کے اور کو جائز نہیں اور سلام علیک اسواسطے نہیں کی کہ تو جواب
نہ دیتا اور گنہگار ہوتا بادشاہ نے کہا کہ سجدہ ہمکو کرنا پڑیگا حضرت نے فرمایا کہ میں سجدہ نہیں
کرنے کا کہ اسمیں مفتی عبدالرحمن نے کہ اکابر علماء وقت سے تہے کہا کہ میں فتوی دیتا ہوں
کہ اسوقت سجدہ کرنا جائز ہے کہ جان کا بچانا فرض ہے حضرت نے فرمایا کہ ملاجی یہ فتوی
تمہارے واسطے ہے میرے واسطے نہیں سجدہ کرنا ایسی حالت میں رخصت ہے اور عزیمت
یہ ہے کہ سوا خدا کے اور کسیکو نکرے تب بادشاہ نے حضرت کو قید کردیا روضۃ القیومیہ میں
لکھا ہے کہ شاہزادہ خرم جو کہ بعد ازاں شاہجہاں کے لقب سے ملقب ہوا حضرت کی قید
سے نہایت پریشان ہوا اور حضرت کے پاس مع مفتی عبدالرحمن کتاب فقہ گیا کہ اوسمیں جواز
سجدہ تحیت تہا اور عرض کی کہ اگر آپ سجدہ کرلینگے تو پھر میں آپکی رہائی کا ذمہ وار ہوتا ہوں لیکن
حضرت نے منظور نفرمایا اور یہ بھی روضۃ القیومیہ میں لکھا ہے کہ جب حضرت نے جہانگیر کے رو
سجدہ سے انکار کیا تو اوسنے کہا کہ آپ صرف سر جھکا دیں مگر حضرت اسپر بھی راضی نہ ہوئے
تب کہا کہ کھڑکی کے دروازہ میں کو نکل آؤ اسسے یہ مطلب کہ اسمیں سر جھکا کر نکلیں گے تو سجدہ
کی شکل ہوجاویگی اور حکم لغو نہ رہجائیگا مگر حضرت نے اوسمیں بھی پہلے پیر نکالے یہ دیکھکر مارے
غصہ کے جلگیا اور آپ کو گوالیار کے قلعہ میں کہ جہاں ایک اعنی قلعدار تہا بھیجدیا جب آپ قید
ہوگئے تو مخلص و عزیز و اقارب کو نہایت غم و الم ہوا حضرت نے سب کی تسلی فرمائی
کہ انشاءاللہ میری یہاں سے خلاصی ہوگی کیونکہ میرے پاس بعض بعض کا حصہ ہے

وہ اونکا پہونچتا ہے ورنہ یہ امر بلا رہائی ممکن نہین اور فرماتے کہ یہان مجملہ ایک کام کیواسطے
بہیجا ہے جب وہ ہوجاویگا انشاءاللہ تعالیٰ رہائی ہوجائیگی اور حالت قید مین حضرت پر
کمال فیوض وبرکات نازل ہوئی چنانچہ بعد رہائی بہی اونکو یاد کرکے حظ اوٹھایا کرتے
تہے چنانچہ ایک مکتوب مین تحریر فرماتے ہین در ایام حبس گاہے کہ مطالعہ ناکامی و بے
اختیاری خود مینمودم عجب حظ میگرفتم و طرفہ ذوقے مے یافتم بلے ارباب فراغت ذوق
ارباب بلا را چہ دریابند و از جمال بلائے او چہ درک نمایند طفلان را حظ منحصر در شیرینی است
و آنچہ از تلخی حظ فرا گرفتہ است شیرینی را بجوئے نمیخرد ؎ مرغ آتشخوارہ کے لذت شناسد
دانہ را۔ جب حضرت کو چہ مہینہ حبس مین گزر گئے اور جو مراتب و مقامات پر اللہ تعالیٰ کو
براہ جلال پہونچانا تہا پہونچگئے تو رہائی کی پردہ قدرت سے یہ تدبیر ہوئی کہ جہانگیر کی لڑکی
نے خواب مین حضرت رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکہا گویا کہ آپ حضرت مجدد الف ثانی
کے بے ادبی سے نہایت ناراض ہین اور فرماتے ہین کہ فلان شخص کو جلد باعزاز و اکرام
بلا کر اپنا عفو تقصیر چاہو ورنہ سلطنت درہم برہم ہوجائیگی سلطان اوسوقت کشمیر مین تہا
اس خواب کو سنکر دلمین بہت ہراسان ہوا اور فی الفور حضرت کو اپنے پاس طلب کیا
اور نہایت عاجزی سے عفو تقصیر چاہی اور اپنی صحت کیواسطے کہ اون دنون بیمار تہا دعا کرائی
چنانچہ بفضلہ صحت ہوگئی بعد ازان حضرت کا نہایت معتقد ہوگیا بلکہ مرید بہی ہوا اور توجہ
بہی لی ہے اور ببرکت وہدایت حضرت جملہ احکام شرع جاری کئے سجدہ تحیت موقوف ہوا
مساجد منہدم شدہ از سر نو تیار ہوئین گائے کا گوشت علانیہ طور سے بازار مین فروخت
ہونے لگا غرضکہ اسلام کی تجدید ہوئی یہ سب کچھہ مگر حضرت کو اپنے ساتھہ رکہا اور لشکر
سے علیحدہ ہونے کی اجازت نہ تہی اب یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ رکہنا اصلاح دین کیواسطے
تہا یا مصلحت سلطنت کی نظر سے بہرحال جو کچھہ ہو نہایت ادب سے پیش آتا اور بارہا اپنے خاتمہ
بخیر و مغفرت کیواسطے عرض کرتا اور اپنے کردار سے سخت ندامت ظاہر کرتا چنانچہ اوسکی



تسلی کیواسطے حضرت نے ایک بزرگ سے فرمایا کہ تو خاطر جمع رکھ میں جنت میں جب جاؤنگا
سب سے پہلے تجھکو داخل کرونگا سبحان اللہ بیکسی نا بیکسان چارہ سیت دیگی ما. ان کار عہد اللہ الصادق
غرض کہ سلطان کے ہمراہ جسجگہ وہ جایا کرتا تھا تشریف لیجایا کرتے تھے خواجہ محمد ہاشم کشمی حضرت
کے خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زبدۃ المقامات میں لکھا ہے کہ حضرت کے اسطرح سلطان کے
ہمراہ پھرنے میں بڑی حکمت تھے یعنی بہت سے آدمی جو کسی وجہ سے حضرت کی خدمت میں نہ پہنچ
سکتے تھے وہ اس ذریعہ سے سعادت اندوز ہوئے چنانچہ خواجہ مرحوم نے لکھا ہے کہ ایک
مرتبہ میں ہمراہ سفر تھا کہ لشکر سلطانی دریائی چناب کے کنارہ فروکش ہوا اوسی نواح میں ایک
گاؤں تھا کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت اوسطرف کو تنہا پیادہ تشریف لئے جاتے ہیں آپ کو
دیکھکر میں بھی دوڑا جب قریب پہونچا تو حضرت نے میری طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اسوقت میرے
دل میں یہ خیال آیا کہ اس گانوں میں کوئی مسجد ہوگی وہاں چلکر تازہ وضو کرکے نماز پڑھیں
پھر آگے تھوڑے دور چلے کہ ایک مسجد آگئی حضرت نے وضو کرکے نماز شروع کی کہ اتنے میں ایک
شخص نے مجھسے پوچھا کہ یہ کون ہیں میں نے بتلایا کہ فلاں بزرگ ہیں یہ سنتے ہی وہ شخص دوڑا
بھاگا اور ایک معمر آدمی کو لے آیا وہ شخص حضرت کے اوصاف سنکر نہایت مشتاق دیدار تھا
لیکن بوجہ کبرسنی و دیگر موانع حاضر نہ ہو سکتا تھا اوس نے حضرت کی قدمبوسی کی اور عرض کی کہ ہمارے
آج سعادت مدام یافتہ * اگر یافتہ ز سر مقام یافتہ * چنانچہ حضرت نے اوس شیخ
جمیع مریدین و خلفاء اوسکے گھر دعوت قبول فرمائی اور وہ پیر مرد مع جمیع توابع و لواحق داخل
طریق ہوا الغرض کہ اسیطرح سے آٹھ سال سلطان کے ساتھ پھرنے کا اتفاق ہوا۔

مقام دسوان حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی وفات کے بیان مین

سنہ ۱۰۳۲ ہجریہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کو کہ اوسوقت حضرت کی عمر ۶۳ برس کی تھی جامع
اصحاب سے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے اور الہام ہوتا ہے کہ شاید میری ترسٹھ برس کی عمر میں سے

اور اسبات سے حضرت نہایت خوش تہے کہ عمر بہی بوجہہ غایت ... الابرار ... مطابق سنت
نبوی ہوئی علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام ۱۰۳۴ ہجری مین حضرت اجمیر شریف مین تہے کہ آثار
قرب وصال ظاہر ہوئے صاحبزادونکو کہ اوسوقت سرہند شریف مین تہے لکہا کہ ایام انتقال نزدیک
اور فرزند دو صاحبزادہ بمجرد دیکہنے اس خط کے حاضر حضور ہوئے ایک روز حضرت نے اپنے
فرزند ثالث خواجہ محمد معصوم کو خلوت مین طلب کر کے کہا کہ میرا اس جہان مین رہنے کا کوئی تعلق
نہین رہا اور منصب قیومیت تمکو عطا ہوا اور اشیا تمہاری قیومیت پر بہ نسبت میری زیادہ راضی
ہین حضرت خواجہ محمد معصوم یہ سنکر باوجود حصول ایسی منصب عظیم الشان کے زار زار رونے لگے
اور ضبط گریہ نکر سکے فرماتے ہین کہ اوسوقت مین ایسا بدحواس ہوگیا کہ اسبات کو کہ نہایت امر
ضروری تہا نہ پوچہہ سکا کہ آیا اشیا میری قیومیت پر کیون زیادہ راضی ہین حضرت نے خواجہ محمد
معصوم صاحب کی اسقدر بیقراری دیکہکر فرمایا کہ ابہی میری زندگی مین ایک سال اور تین مہینہ اور کچہ
باقی ہین تمہارا قیام مجہسے ہے اور تمام اشیاء کا تم سے ہے اس خبر کو سنکر حضرت صاحبزادہ کی
فی الجملہ تسلی ہوئی اور اب حضرت کی مرضی یہہ ہوئی کہ کسیطرح سے سلطان سے رخصت ملے تو مکان کو
چلین اتفاقاً ایک روز قطب الاقطاب حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر انوار پر تشریف لیگئے اوسجگہ تا دیر مراقبہ
فرمایا بعدہ جب باہر تشریف لائے فرمانے لگے کہ حضرت خواجہ نے طرح طرح کے اسرار و بہید ظاہر کیے
اور یہ بہی کہا کہ اپنی خلاصی کا فکر نہ کرو اور اس معاملہ کو اللہ تعالی کے حوالہ کرو کہ اتنے ہی مین ایک
مجاور حضرت خواجہ کے مزار کا قبر پوش لایا اور حضرت کے حوالہ کیا حضرت نے اوسکو خادم کے
حوالہ کیا اور کہا کہ اسکو میرے کفن کیواسطے رکہہ چہوڑو اسکی تہوڑی سی مدت کے بعد حضرت کو
سلطان نے رخصت کردیا اور حضرت سرہند شریف مین تشریف لائے اور اپنے واسطے علیحدہ
خلوت خانہ مقرر کر کے گوشہ گزین ہوئے اور کاروبار ارشاد حضرت خواجہ محمد معصوم کے سپرد
کردیا بلکہ جو شخص بیعت کیلیے آتا اوسکو بہی اونہین کے پاس بہیجدیتے اور خود صرف جمعہ کے دن
باہر تشریف لاتے اونہین ایام کا ذکر ہے کہ شب برات کی رات حضرت نصف شب کے بعد

خلوت سے گہر میں تشریف لائے والدہ محمد مراد گان کہ اس وقت تسبیح ورد میں مشغول تہیں
سنا حضرت کی زبان سے نکلا خدا تعالیٰ آج کس کس کا نام دفتر ہستی سے محو کیا ہو عرض کیا حضرت ہو دنیا
کو ترک طریق سلوک کہتے ہیں لیکن جو شخص یہ جانتا ہے اور جانتا ہے کہ میرا نام دفتر ہستی سے محو کیا ہے
اوسکا کیا حال ہوگا یہ حضرت نے اپنی طرف اشارہ کرکے فرمایا عرض کہ ماہ ذوالحجہ میں حضرت کو مرض
ضیق النفس عارض ہوا اونہیں ایام میں حضرت نے فرمایا کہ حضرت شیخ الحق والشرع شیخ مبارک
جیلانی کو عالم میں دیکہا اور نہایت عنایت سے پیش آئے اور فرمایا کہ میرے اس شعر افلت
شموس الاولین وشمسنا - ابدا علی افق العلی لا تغرب و قول قدمی ہذا علی رقبۃ کل ولی اللہ
سے لوگ حیران ہیں تم اسکا حل لکہنا کہ اس بیماری سے تمکو صحت ہے لیکن حضرت کو اس حالت میں
شوق لقاء حد سے تہا اور ہر وقت ساتھ اللہم الرفیق الاعلیٰ سر زبان رہتی تہی اور فرمایا کرتے تہے کہ اگر طبیب
کہدیں کہ تمہارا مرض لا دوا ہے تو اللہ تعالیٰ کے شکر میں فقیروں کو روپیہ بانٹوں اور اسی شوق کی
وجہ سے حضرت غوث پاک کے شعر و کلام کی شرح تحریر نہ کر سکے لیکن فرمودہ حضرت غوث الثقلین
سار در کیواسطے صحت ہوگئی اس چند روزہ ایام صحت میں حضرت بیماری کے دنوں کو یاد کیا کرتے
اور فرمایا کرتے کہ جو حلاوت اور لذت ان دنوں میں تہی اب نہیں ہے تصدق و خیرات کثرت
کرتے تہے کسی نے عرض کی کہ اسقدر خیرات رفع بلیہ کیواسطے ہے فرمایا نہیں بلکہ شوق وصل
میں اور اشک حسرت آنکہوں میں لا کر فرمایا۔ آج ملاوا کنتہ سوں سکہی سب جگ دیوں وار عرض کہ
بارہویں محرم کو حضرت نے فرمایا کہ مجہکو آگاہ کیا ہے کہ چالیس اور پچاس دن کے بیچ میں اس جہان سے
اوس جہان کو جانا ہوگا اور قبر کی جگہ بہی دکہلائی ہے۔ اور اوسکے بعد ہر روز دن گنے جاتے
تہے حتی کہ انتیسویں صفر کو حضرت نے مجمع اصحاب میں فرمایا کہ اوس میعاد کے چالیس دن گزر گئے
اب دیکہیے اس پانچ سات دن میں کیا ہوتا ہے اور یہ بہی فرمایا کہ ان ایام صحت میں جو کمال
کہ [illegible] کو حاصل ہونی ممکن تہے وہ مجہکو اللہ تعالیٰ نے بطفیل حبیب خود عطا فرمائے ہیں اس
کلام سے صاحبزادہ نہایت پریشان خاطر ہوئے کہ بوئے الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم



نعمتی کی آتی تہی - ۲۲ تاریخ صفر کو حضرت نے تمام کپڑے تقسیم کردیئے اور تب پہر عود کرآئے
یہی سعادت سنت واقعہ ہوا کہ رسول اللہ صلعم کو بیمار ہونیکے بعد صحت ہوگئی تہے اور مرض موت
پہر لاحق ہوا تہا اسی بیماری مین حضرت نے خادم سے فرمایا کہ دو روپیہ کے کوئلہ انگیٹھی کیواسطے
لے آ جب وہ پہلا گیا پہر بلایا کہ ایک ہی روپیہ کے لانا واعظ الہی کہتا ہے کہ اتنی فرصت کہان ہے
پہر فرمایا کہ اچہا وہی گئے لے آو جب کوئلہ آ گئے تو نصف اپنے واسطے رکہے اور نصف گہر بہیجدیئے
لکہا ہے کہ جسوقت حضرت کا انتقال ہوا اوسوقت وہ کوئلہ بہی ختم ہوچکے ان ایام مرض مین
صاحبزادون کو افاضہ علوم بیش از بیش فرمائے چنانچہ خواجہ معصوم رحمۃ اللہ تعالے لکو یہ بہی وصیت
فرمائی کہ حضرت غوث پاک کے شعر کی شرح بہی تحریر فرمائین اور باوجود شدت مرض و کثرت ضعف
اوسکو زبان مبارک سے بیان بہی فرمایا چنانچہ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حضرت کے انتقال کے
تیسرے دن مزار شریف کے سامنے بیٹھکر بچشم پرآب اوسکو تحریر فرمایا - اوس ضعف مین بیان
حقائق ودقائق جو بکثرت فرمایا تو ایک روز خواجہ محمد سعید صاحب فرزند ثانی نے عرض کی کہ آپ کو
بیان کرنے مین تکلیف ہوتی ہے کسی اور وقت فرصت مین فرمایا کہ وقت کہان اور فرصت کیسے پہر جاننے
اسقدر ہو سکے اپناو تمام بیماری مین نماز تہجد وفرائض بجماعت ادعیہ واوراد ماثورہ وذکر ومراقبہ
بدستور سابق کرتے رہے اور کوئی دقیقہ دقائق شریعت وطریقت سے فروگذاشت نکیا قریب وصال حضرت کو اکثر
غنیمت ہو جاتی تہی صاحبزادون نے عرض کی کہ آیا غنیمت استغراق سے ہے یا ضعف سے فرمایا استغراق سے ہے
بعض معاملات بودرمیان مین چاہتا ہون کہ وہ کما حقہ مکشوف ہوجائین اور کچہ مجمل مجمل صاحبزادون سے
کچہ کہی جسوقت افاقت ہوتی وصایا سے دردانگیز فرماتے اور اکثر وصایا تحریص متابعت والتزام
سنت واجتناب از بدعت ودوام ذکر ومراقبت کے ہوتین فرماتے کہ سنت نبوی کو دانتون سے
پکڑنا چاہیے اور یہ وصیت بہی بحکم سنت تہی کہ جناب رسول صلعم نے بہی بوقت انتقال وصیت
فرمائے تہے اور منجملہ وصایا یہ بہی فرمایا کہ صاحب شریعت نے علیہ الصلوٰۃ والتحیہ کوئی دقیقہ نصیحت
کا فروگذاشت نہین کیا چاہیے کہ کتب فقہ سے طریق کاملہ متابعت کا اختیار کرین اور فرمایا کہ میری

تجہیز و تکفین میں رعایت سنت کی رکھنا اور یہ بھی وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر کسی گمنام جگہ بنانا
صاحبزادوں نے عرض کی کہ پہلے آپنے فرمایا کہ فلاں جگہ میری قبر بنانا اور اب اسطرح مرضی ہے
فرمایا کہ جب اسیطرح مرضی تھی مگر جب دیکھا کہ صاحبزادوں کو قبول کرنے میں توقف ہے فرمایا کہ والد
کی قبر کے پاس کہیں قبر بنانا تاکہ تھوڑی سی مدت میں نیست و نابود ہو جائے مگر جب اسکے بھی قبول کرنے
مین صاحبزادوں کی جانب سے تردد دیکھا تو مستسلم ہو کر فرمایا تمکو اختیار ہے جہاں صلاح دیکھنا وہیں رکھدینا رات
کیوقت کہ اوسکی صبح کو انتقال ہو گا خادموں سے جو کہ بیمارداری میں حاضر تھے فرمایا کہ تمنے بڑی تکلیف اوٹھائی
جب آخر کی رات کی آدہی و بس ثلث شب گزر گئی تھی وضو کرکے تہجد پڑہا اور فرمایا یہ آخری تہجد ہے صبح
اشراق کیوقت بول کیواسطے طشت حاضر کیا اوسمیں ریت نہ تھا فرمایا کہ اسمیں ریگ ڈال لاؤ کہ بلا ریگ
چھینٹ اوڑنے کا اندیشہ ہے سبحان اللہ یہ وقت اور یہ احتیاط بعد اسکے فرمایا کہ شاید حضرت کو
معلوم ہو گیا تھا کہ اب وضو کرنیکی فرصت نہیں ملیگی اسواسطے تعجیل وضو فرمایا اور ترک بول کیا کہ طہارت
کیساتھ تشریف لیجاویں الغرض بطریق مسنون جہانا ہاتھ داہنے رخسار مبارک کے نیچے رکھکر حضرت
لیٹ گئے اور ذکر میں مشغول ہو گئے اور سرعت نفس شروع ہو گئے صاحبزادے نے دریافت کیا کہ حال شریف
کیسا ہے فرمایا کہ دو رکعت نماز پڑہی ہیں وہ سے کافی ہیں یہ کلام بھی بمتابعت امام سرزد ہوا
کیونکہ آخر میں کلام اکثر امام کا حرف نماز تھا اور اسکے بعد کوئی کلام نکیا سوائے ذکر ذات کے اور ایک
لمحہ کے بعد جان بحق جاں تسلیم کی رحمۃ اللہ سبحانہ رحمۃ واسعۃ ابدیۃ انا للہ وانا الیہ راجعون جسوقت حضرت
کو نہلانے لگے اسوقت سینہ پر ہاتھ رکھا دیکھا کہ مسکراتے ہیں اور دونوں ہاتھ جسطرح کہ نماز میں باندہتے تھے باندہ
ہوئے ہیں حالانکہ صاحبزادہ صاحب نے بوقت انتقال سیدہے کردئے تھے چنانچہ پھر سیدہے کردئیے تھوڑی
دیر میں پھر دیکھا تو پھر اوسیطرح باندہے ہوئے تھے پھر سیدہے کردیئے لیکن پھر اوسیطرح ہو گئے جب
حاضرین نے متواتر معاملہ دیکھا تو دست کش ہو گئے اور خیال کیا کہ اوسمیں کچھ بھید ہے اوسیطرح
رہنے دیا حضرت کو تین جاموں سفید لفافہ قمیص و ازار سے حسب وصیت کفن دیا عمامہ نہ دیا کہ اتفاق
فقہا و محدثین سب کے کہ حضرت رسول صلعم و حضرت ابو بکر صدیق کو نہ دیا تھا اور نماز جنازہ حضرت

خواجہ محمد سعید رحمۃ اللہ علیہ فرزند ثانی نے پڑہائی اور حضرت خواجہ محمد صادق حضرت کے فرزند اکبر کے
محاذی مین دفن کیا کہ ایک دفعہ اسجگہ دفن ہونیکے واسطے حضرت نے اشارہ فرمایا تہا اور یہی جگہ
ہے کہ جسکی شرافت مین تحریر فرمایا ہے الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی بعنایت اللہ تعالے
وسبحانہ و بصدقہ حبیبہ تعالے علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ و السلام و التحیہ و البرکہ بلدہ سرہند گویا زمین احیائی
من است کہ برائے من چاہ عمیق تاریکے را پر کردہ صفہ بلند ساختہ اند و بر اکثر بلاد و بقاع آنرا ارتفاع
دادہ و نورے در آنزمین ودیعت گشتہ است کہ مقتبس از نور بے صفتی و بے کیفی ست و در نگ نواری
کہ ازمین مقدسہ بیت اللہ ساطع و لامع است پیش از ارتحال فرزندی اعظمی مرحومی بچند ماہ این
نور را بامین درویش ظاہر ساختہ بودند و در زاویہ زمین سکنائے فقیر آنرا نشان دادہ نوری نمودند
ساطع کہ گردی از صفت و شان بوسے راہ نیافتہ بود و از کیفیات منزہ و مبرا آرزوے آنشد کہ آن
زمین مدفن من شود و آن نور بر سر قبر من لامع بود این معنی را بفرزندی اعظم کہ صاحب سر بود ظاہر ساختم
و آن نور و از ان آرزوے مطلع گردانیدم اتفاقاً فرزندی مرحومی باین دولت سبقت کرد . در پردہ
خاک در دریائے نور مستغرق گشت ؎ ہنیئاً لارباب النعیم نعیمہا * و للعاشق المسکین ما یتجرع * از شرافت
این بلدہ معظم ست کہ مثل فرزندی اعظمی کہ از اکابر اولیاء اللہ ست در آنجا آسودہ است و بعد از مدتے
ظاہر شد کہ آن نور سودع لمعہ ایست از انوار قلبیہ این فقیر کہ از ینجا اقتباس نمودہ در آن زمین افروختہ
اند در رنگ آنکہ چراغی از مشعلہ بر افروزند قل کل من عند اللہ اللہ نور السموٰت و الارض سبحان
ربك رب العزت عما یصفون و السلام علی المرسلین و الحمد للہ رب العالمین - حضرت خواجہ
محمد معصوم فرزند ثالث مجدد الف ثانی نے لکہا ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی فرمایا کرتے تہے کہ جیسے
زمین روضہ منورہ خاتم الرسل صلعم زمین جنت سے ہے چنانچہ حدیث بین القبر و المنبری روضہ
من ریاض الجنۃ اسپر دال ہے اسیطرح حق تعالے نے بکمال فضل بباعث غایت اتباع حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم میرے روضہ کی زمین کو بہی جنت کیا ہے چنانچہ اگر میری قبر سے کوئی ایک
مشت خاک لیکر اپنی قبر مین ڈالے تو اسکے نجات کیواسطے امید عظیم ہے فکیف من دفن فیہ چنانچہ



شاہ اور بگر سیلے یہ بشارت سنکر ایک کنکر اس خاک کا بہر کر اپنے حجرہ میں رکہا تہا۔ حضرت کا وصال
روز سہ شنبہ بوقت قرب چاشت تاریخ ۲۸ صفر المظفر ۱۰۳۴ سن ہجری میں ہوا ہے

نقل ہے حکایت

کہ خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت کو خواب میں دیکہا پوچہا کہ سوال منکر نکیر کے کیونکر گذرے حضرت نے
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کمال رحمت اول الہام کیا کہ اگر تو کہے تو یہ دو فرشتے یعنی منکر نکیر تیرے
پاس آئیں میں نے عرض کی کہ اس بندہ مسکین کے پاس نہ آئیں اللہ تعالیٰ نے بکمال رحمت میرے پاس
نہ بہیجا پہر حضرت خواجہ محمد معصوم نے دریافت کیا کہ ضغطہ قبر کے کسطرح ہے فرمایا کہ ہوا مگر اقل قلیل
واقعہ میں یہ بہی معلوم ہوا کہ گویا کوئی شخص کہتا ہے کہ اہل قابل سبیل تواضع وملنے میں ورنہ کچہ بہی نہ ہوا

مقام گیارہواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی بشارات کے بیان میں

اللہ تعالیٰ نے حضرت کے وجود مسعود کو اپنی عجائبات قدرت کا ایک نمونہ بنایا تہا کہ جسکے ظہور کی
حضرت سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ہزار برس پہلے بشارت
دی تہی کہ یکون رجل فی امتی یقال لہ صلہ یدخل الجنۃ بشفاعتہ کذا وکذا۔ چنانچہ اسکے تصدیق
میں حضرت نے مکتوب ششم جلد دوم میں فرمایا ہے الحمد للہ الذی جعلنی صلۃ البحرین الخ مکتوب
تشریف شروع سے اسطرح چلتا ہے الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی الکارم کہ مقصود
از آفرینش من آنست کہ ولایت محمدی بولایت ابراہیمی علیہما الصلوٰۃ والتحیات منصبغ گردد حسن
ملاحت این ولایت باجمال صباحت آن ولایت ممتزج شود ورد فی الحدیث اخی یوسف
اصبح وانا املح وبایں امتزاج مقام محبوبیت محمدیہ بدرجہ علیا رسد اما کہ مقصود از
امر باتباع ملت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام حصول ایں دولت عظمی بودہ است وطلب
صلوٰۃ وبرکات مماثل صلوٰۃ وبرکات حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام برائے
ایں غرض بودہ ملاحت وصباحت ہر دو مبنی از حسن ذات اند تعالیٰ لیکن مرجع صفات لیکن
حسن صفات وافعال وآثار ہمہ مستفاد از حسن صباحت است کہ کثیر البرکت است حسن ملاحت

حضرت اجمال مناسب‌تر است گویا ملاحت مرکز و صباحت دائرهٔ آن مرکز
در حضرت ذات تعالی و تقدس چنانچه بساطت است وسعت است نیز نه آن بساطت و
وسعت که در فهم ما در آید و نه آن اجمال و تفصیل که مدرک ما گردد لا تدرکه الابصار و هو یدرک
الابصار و هو اللطیف الخبیر بساطت و وسعت که در حضرت ذات تعالی اثبات مے نمائیم
از یک دیگر جدا اند نه آنکه عین یک دگر اند چنانچه بعضے گمان برده اند اما تمیزے که در میان اینها
در آنمرتبه ثابت است خارج از حیطهٔ ادراک ماست و بیرون از دائرهٔ افهام ما پس ملاحت
و صباحت نیز در آنمرتبه متمیز باشند و احکام یکدیگر از همدیگر جدا بوند و کمالاتے که باینها متعلق
شوند از همدیگر جدا باشند و آنچه مقصود از آفرینش خود می دانستم معلوم شد که بحصول پیوست
و سئول نیز از رساله با جابت قرین گشت الحمد لله الذی جعلنی صلة البحرین و مصلحا بین الفئتین
اکمل الحمد علی کل حال والصلوٰة والسلام علی خیر الانام و علی اخوانه الکرام من الانبیاء و
الملائکة العظام — و چون صباحت نیز برنگ ملاحت متلون گشته است لاجرم مقام خلت
ابراهیمی نیز وسعتے پیدا کرده است و محیط حکم مرکز نیز یافته باید دانست که مقام محبت بمرتبهٔ ملاحت
مناسبت دارد و مقام خلت بمرتبهٔ صباحت در محبت محبوبیت صرف نصیب خاتم الرسل است
علیه و علیهم الصلوٰة والسلام و محبیت خالص بحضرت کلیم علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام و حضرت
خلیل علی نبینا و علیه الصلوٰة والسلام نسبت یاری و ندیمی دارد و محب و محبوب دیگر است
و یار و ندیم دیگر بهر کدام نسبت علیحده است و این فقیر چون مربائے ولایت محمدی و ولایت موسوی
است علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیه موطن و مسکن در مقام ملاحت وارد بواسطهٔ غلبهٔ
محبت ولایت محمدی علی صاحبها الصلوٰة والسلام والتحیه نسبت محبوبیت غالب است و نسبت
محبیت مغلوب و مستور — اے فرزند با وجود این معامله که بخلقت من مربوط بوده است کارخانهٔ
عظیم دیگر بمن حواله فرموده اند و برائے پیری و مریدی مرا نیاورده اند و مقصود از خلقت من تکمیل
و ارشاد خلق نیست معامله دیگر است و کارخانه دیگر درین ضمن هر که مناسبت دارد فیض خواهد گرفت

والا لا معاملہ تکمیل وارشاد ست آں کار رجالہ امریست ہمچو مطروح فی الطریق دعوت انبیا علیہم الصلوٰۃ
والتسلیمات ست معاملہ با خاصہ ایشاں ہمیں حکم دارد ہر چند منصب نبوت ختم یافتہ است اما از
کمالات نبوت وخصائص آں بطریق تبعیت ووراثت کمّل تابعان انبیاء را نصیب است علیہم الصلوٰۃ
والتحیات حدیث میں آیا ہے کہ بعد ہر صدی کے ایک شخص پیدا ہوتا ہے کہ وہ تجدید دین محمدی کرتا ہے
اور اسیطرح یہ بھی سنت اللہ جاری ہے کہ بعد ہزار سال کے ایک پیغمبر اولوالعزم پیدا ہوتا ہے اور
وہ تقویت دین کرتا ہے کیونکہ ہر فرد بشر خواہ نبی ہو یا غیر نبی عالم خلق وعالم امر سے مرکب ہے
اور قول حق سبحانہ تعالیٰ قل انما انا بشر مثلکم الخ اسی پر دال ہے پیغمبر کا اس جہان میں
واسطے مناسبت خلق کے کہ افادہ اسی پر موقوف ہے بشریت وخاصیت پر جیسے عالم خلق
عالم امر پر غایت ہوتا ہے لیکن بعد ارتحال خاصہ خاصیت مالک آ جاتا ہے اور بشریت نقص
پذیر ہوتی جاتی ہے اور خلق سے مناسبت کم ہوتی جاتی ہے چنانچہ بعض اصحاب کرام سے
نقل ہے کہ ابھی آنسرور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دفن کر کے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ دلوں میں
تفاوت پیدا ہوگئی تھی اوسکے یہی وجہ تھی کہ ایمان شہودی متبدل بایمان غیبی ہوگیا تھا
اور جب ہزار سال گذر گئے تو ملکیہ خاصیت اسقدر غالب ہو جاتا ہے کہ خاصہ بشریت کو تمام
اپنے ہم رنگ کر لیتا ہے اور مناسبت بشری جو خلق سے تھی وہ جاتی رہتی ہے لاجرم امت کیا
سمجھا اوری احکام شرع میں فرق عظیم ہو جاتا ہے پس اوسکی تجدید کیواسطے ایک پیغمبر اولوالعزم
مبعوث ہوتا ہے کہ تقویت دین وتشریع کرے لیکن جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رحلت
کو ہزار سال گذرے اور مطابق قاعدہ کے دین میں سستی وتشییع بدعت وظلمت ہوئی
اور چونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور اب نبی یا اولوالعزم کا پیدا ہونا ممنوع وخلاف شرع لہذا ضرور
تھا کہ کوئی شخص اون کمالات کا پیدا ہوتا کہ وہ قائم مقام اولوالعزم ہوتا اور مجدد دین نبی
بنا لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے وہ کمالات حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ
علیہ کو عطا فرمائی اور مجدد الف ثانی کیا ۵ فیض روح القدس ار باز مدد فرماید دیگراں ہم

بلکہ آنچہ مسیحا میکرد ٭ واللہ یختص برحمتہ من یشاء - چنانچہ حضرت نے مکتوب چہارم جلد
دوم مین بعد تشریح علم الیقین بفحوائے واما بنعمت ربک فحدث اپنے تجدید کا اسطرح اظہار
کیا ہے از عین الیقین وحق الیقین چہ گوید واگر گوید کہ فہم کند کہ دریابد این معارف از حیطہ
ولایت نیست ارباب ولایت ویا مانند علماء ظواہر در ادراک آن عاجز اند ودر درک آن قاصر این
علوم مقتبس از مشکوٰۃ انوار نبوت اند علی اربابہا الصلوٰۃ والسلام والتحیہ کہ بعد از تجدید الف
ثانی بتبعیت ووراثت تازہ گشتہ اند وبطراوت ظہور یافتہ صاحب این علوم ومعارف مجدد
این الف است کما لا یخفی علی الناظرین فی علومہ ومعارفہ التی متعلق بالذات والصفات والافعال
وتتلبس بالاحوال والمواجید والتجلیات والظہورات فیعلمون ان ہولاء المعارف والعلوم وراء
علوم العلماء ووراء معارف الاولیاء بل علومہم ہولاء بالنسبت الی تلک العلوم قشر وتلک المعارف
لب ذالک القشر واللہ سبحانہ الہادی وبدانند کہ بر سر مایہ مجددی گذشتہ است اما مجدد مائۃ
دیگر است ومجدد الف دیگر چنانچہ درمیان مائۃ والف فرق است در مجددین اینہا نیز ہمان قدر
فرق است بلکہ زیادہ ازان ومجدد آنست کہ ہرچہ دران مدت فیوض بامتان برسد بتوسط
او برسد اگرچہ اقطاب واوتاد آنوقت بوند وبدلاء ونجباء باشند خاص کند بندہ مصلحت عام را
والسلام علی من اتبع الہدیٰ والتزم متابعت المصطفیٰ علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات العلی وجمیع اخوانہ
من الانبیاء والمرسلین والملائکۃ المقربین وعباد اللہ الصالحین - اسکے علاوہ اور بھی چند
جا اشارتاً وصراحتاً اسیطرح تحریر فرمایا کہ اونکی نقل موجب طوالت ہے غرض کہ اللہ تعالے
نے حضرت کی شان کچہ نرالی بنائی تہی - **نقل** ہے کہ خواجہ حسام الدین حضرت خواجہ
باقی باللہ علیہم الرحمۃ کے خلیفہ نے خواب مین دیکہا کہ گویا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ
پڑہتے ہین اور فقرات دلپذیر حضرت کی تعریف فرماتے ہین بلکہ مباہات ومفاخرت کرکے
ارشاد کرتے ہین کہ مین ناز کرتا ہون کہ ایسا شخص میری امت مین پیدا ہوا اور تجدید دین کی
نقل ہے کہ ایک شخص میر نصیر احمد نامی مشایخ روم سے تہی ایک روز روضہ رسول اللہ

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بیٹھے تھے کہ حضرت خاتمیت صلعم ظاہر ہوئے اور میر موصوف سے کہا
کہ ہند میں ایک شخص کمل اولیاء امت سے ہے اگر تجھے سعادت چاہیے تو اوسکی خدمت میں حاضر ہو
صاحبزادہ ممدوح حضرت کی خدمت میں بمقام لاہور حاضر ہوئے۔ **نقل ہے** کہ شیخ حامد بستی
مقرب سلطان ہندوستان نے خواب میں دیکھا کہ گویا پیغمبر خدا صلعم مع خلفاء راشدین بیٹھے ہیں اور
مجھے فرماتے ہیں کہ تجھکو لائق نہیں کہ ہمراہ سلطان رہے بہتر یہ ہے کہ مجدد الف ثانی کے
خدمت میں حاضر ہو چنانچہ صبح اوٹھکر نوکری سے استعفا دیا اور راہی ہندوستان ہوکر حاضر
حضور ہوا۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ گویا ایک جنازہ با عظمت و جلالت
لائے ہیں اور تمام اولیاء سلف و خلف مثل عبد الخالق غجدوانی و خواجہ نقشبند علیہم الرحمۃ
موجود ہیں اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسیکے منتظر ہیں اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہ جنازہ کسکا
ہے اور انتظار کسکا ہے کسی شخص نے جواب دیا کہ اس ملک کے قطب کا جنازہ ہے اور قطب الوقت کا
انتظار ہے کہ وہ آکر امامت کرے اتنے میں ایک شخص بکمال تمکین و وقار آیا اور سب نے اسکی
تعظیم دی اور اوسے امامت کی بعدہ جنازہ اوٹھا کر لیگئے اوس شخص نے دریافت کیا کہ یہ کون شخص
ہیں کسی نے جواب دیا کہ یہ شیخ احمد مجدد الف ثانی ہیں چنانچہ صبح اوٹھکر وہ شخص حضرت کا نہایت
مشتاق ہوکر سرہند روانہ ہوا یہاں آکر خدمت میں ہوا تو بعینہ وہی حلیہ پایا **نقل ہے** کہ میر جان
ایک روز خواب میں دیکھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلعم فرماتے ہیں کہ جو مقبول شیخ احمد ہے وہ مقبول
میرا ہے اور جو میرا مقبول وہ مقبول خدا۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص نے جناب رسول صلعم کو
خواب میں دیکھا پوچھا کہ حضرت آپ حضرت شیخ احمد سرہندی کی نسبت کیا فرماتے ہیں آپ نے
جواب دیا کہ وہ میرا خلیفہ معظم ہے **نقل ہے** کہ ایک شب حضرت میرزا جانجاناں رحمۃ اللہ
علیہ نے جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا پوچھا کہ یا رسول اللہ حضرت
مجدد الف ثانی کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ ایسا اور کون میری امت میں ہے پھر عرض کیا
کہ یا رسول اللہ اونکے مکتوبات آپکی نظر مبارک سے گذرے ہیں فرمایا اگر کہیں کچھ یاد ہو تو پڑھو

حضرت مرزا صاحب نے یہ عبارت کسی مکتوب کی پڑہی انہ تعالی ورار الورار ثم ورار الورار الورار حضرت خاتم
صاحب نے نہایت پسند فرمایا اور بہت محظوظ ہوئے اور فرمایا کہ پہر پڑہیو جناب مرزا صاحب نے پہر پڑہا
انہ تعالے ورار الورار ثم ورار الورار - پہر آپ نہایت محظوظ ہوئے اور اسطرح کی بہت سی حکایتین
ہین مگر اسجگہ مشتی نمونہ از خروارے نقل کین -

مقام بارہوان حضرت امام ربّانی مجدد الف ثانی کے فرزند کبیر خواجہ محمد صادق علیہ الرحمۃ کے حالات مین

حضرت کی اولاد کا کیا بیان ہے کہ ایک جواہر نفیسہ تہے چنانچہ حضرت خواجہ نے ابتدا حالمین
کسی اپنے دوست کو خط لکہا ہے اوسمین حضرت کا حال تحریر کرتے کرتے تحریر فرماتے ہین فرزندان
آن شیخ کہ اطفال اند از اسرار الٰہی اند حضرت کے فرزند اکبر خواجہ محمد صادق تہے اونکی ولادت باستہ
سنہ ہجری نبوی مین واقعہ ہوئے لڑکپن ہی سے آثار رشد و ہدایت ناصیہ مبارک سے ہویدا تہے
طفولیت مین اپنے جد امجد کے پاس پڑہا کرتے تہے حضرت فرماتے تہے کہ مجہہ سے والد بزرگوار
کہا کرتے تہے کہ تمہارا لڑکا اشیار کی حقیقت وکیفیت مین ایسے ایسے سوالات کرتا ہے کہ اوسکا
جواب دینا دشوار ہوتا ہے جب حضرت سنہ اھ مین دہلی تشریف لیگئے اور حضرت خواجہ سے رنگ سے
اخذ طریقہ کیا تو یہ صاحبزادہ بہی ہمراہ تہے یہ بہی بشرف مقبولیت نظر خواجہ و اخذ طریقہ و مراقبہ و جذبہ
مشرف ہوئے انکی علو استعداد اور بلندی فطرت سے حضرت خواجہ انپر نہایت مہربان تہے اور باوجود
اینہمہ جذبات تحصیل علم ظاہری سے فارغ نہ تہے ہان کبہی کبہی موفور مستی و استیلاء واردات مین
کتاب کو بہی طاق پر رکہدیتے تہے ایک روز اپنے ہمجولیون مین سر و پا برہنہ کہیلتے تہے کہ
حضرت خواجہ کا اوسطرف سے گذر ہوا حضرت خواجہ دیکہکر فرمانے لگے کہ دیکہو ہمارا استاد کیا کر
ہے حضرت خواجہ فرمایا کرتے تہے کہ محمد صادق کو طعام بازاری کہلایا کرو کہ غلبہ احوال سے خفت
حاصل ہو ایکمرتبہ ایک شخص ایک بزرگ کی خدمت مین سلوک تمام کرکے اپنے مکان کو جاتے تہے



جسمیں حضرت خواجہ کی خدمت میں زیارت کرنے کو آئے اور اپنے حالات لکہ بیان کئے
اور بیان کرنیسے یہ مطلب تہا کہ اگر یہاں بہی اسیقدر رہوں تو خیر اور اگر زیادہ حاصل ہوں تو استغاثہ
کروں حضرت خواجہ نے صاحبزادہ صاحب کو بلایا اور فرمایا کہ اپنا حال بیان کرو کہ یہ درویش
کہاں سے اونہوں نے جو حالات بیان کئے تو معلوم ہوا اوس درویش کہاں کے مطابق تہے وہ
چہار دہ سالہ بچہ کا یہ بیان سنکر حیران رہگیا اور اپنے علو حال کا جو غرہ تہا سارا سر سے
دور ہوگیا ایکدفعہ حضرت خواجہ کو تپ محرقہ ہوگئی حضرت مخدوم زادہ کو بہی تپ آنے لگی اور
مرض کو طول ہوگیا آخرکار حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ تپ انعکاسی ہے جب تک محمد صادق
اچہے نہ ہونگے تب تک دفع نہیں ہوئیگی چنانچہ حضرت نے صاحبزادہ صاحب کو سرہند روانہ کردیا
پہلی ہی منزل میں خبر ہوگئی کہ حضرت کی تپ زائل ہوگئی اور ادہر مخدوم زادہ کی بہی علالت رفع ہوگئی
اللہ تعالی نے صاحبزادہ صاحب کو نظر کشفی ایسی صحیح عطا فرمائی تہی کہ اکثر حضرت خواجہ اونسے حالات
پوچہا کرتے بلکہ اپنے ہمراہ قبروں پر لیجایا کرتے اور اموات کے حالات استفسار کیا کرتے اور وہ بلا توقف
جو کچہ معلوم ہوتا بتلا دیا کرتے اونہیں دنونکا ذکر ہے کہ حضرت کے بہائی تجارت کیواسطے جاتے تہے
اونکی رخصت کرنیکو تہوڑے باہر تک گئے یہہ بہی گئے صاحبزاد اپنے دادا کے قبر پر جاکر مراقب ہوکر
تہوڑی دیر میں سر اوٹہا کر فرمانے لگے کہ دادا صاحب چچا صاحب کو سفر سے منع فرماتے ہیں لیکن چونکہ
بچہ تہے اونکے کشف پر اعتماد نکرکے وہ چلدیئے آخرکار یہ ہوا کہ مال اسباب سب غارت ہوگیا اور خود
بہی ہلاک ہوگئے ایام طفولیت کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ ایک درویش صاحب وجد و حال حضرت صاحبزادہ
کے ملنے کو آیا حضرت بہی اوسجگہ موجود تہے چلتے وقت کہنے لگا کہ یہ سر کی ٹوپی مجہے عنایت کیجئے آپ
مراقب ہوئے اور فرمایا کہ حضرت خواجہ نقشبند علیہ الرحمۃ منع فرماتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ نہیں دیدو صاحبزادہ
صاحب نے کہا کہ حضرت خواجہ نقشبند حاضر ہیں اور ممانعت کرتے ہیں حضرت نے فرمایا کہ میں کہتا ہوں
اوسوقت بلا چارہ دیدی جب حضرت خواجہ نے اپنے اصحاب تربیت کیواسطے حضرت کے سپرد کئے
تو اوسوقت صاحبزادہ صاحب کو بہی حوالہ کیا تہا چنانچہ وہ اپنے والد کی تربیت سے مرتبہ کمال و تکمیل کو

پہونچے ابتدا کے خط مین ایکدفعہ حضرت نے اونکے حالات مین اسطرح تحریر کیا ہے - محمد صادق از
فرزندی خود را ضبط نمیتوان کرد اگر در سفرے ہمراہ می باشد ترقیات بسیار میکند در سیر دامن کوہ ہمراہ بود
ترقی بسیار نمود در مقام حیرت غوطہ خوردہ است در حیرت مناسبت ما دارد غرض کہ اکیس برسکے
عمر مین ظاہر و باطن کے کمال کو پہونچ گئے اور حضرت نے خلعت خلافت عطا فرمایا حضرات القدس
مین لکھا ہے کہ جسوقت خلعت عطا ہوا ایک نور اونکی پیشانی مبارک سے ایسا چمکتا تہا کہ گویا آفتاب
اونکے سامنے شرمندہ تہا لوگ کہا کرتے تہے کہ جسوقت اسجوان کو دیکھتے ہین دنیا ولمین
سرد ہو جاتی ہے ایکدفعہ کسی شخص نے اونکے سامنے کسی دنیا دار کی شکایت کی اور اوس سے یہ
مطلب تہا کہ کسیطرح اوسکو تنبیہ کرین حضرت صاحبزادہ نے دل سے ایک آہ سرد کہینچی اور فرمایا
کہ اگر ہم بہی خصومت کرین تو ہم مین اور اونمین فرق کیا ہو کہنے والا کہتا ہے کہ اس کلمہ کو اسطرح
ادا کیا کہ مین کہیک شرمندہ ہوا - غرض کہ اللہ تعالے نے اونکو ایک مجموعہ اخلاق بنایا تہا کہ جسکی
تعریف نہین ہو سکتی حضرت بہی اونکی نہایت مداح رہا کرتے تہے - چنانچہ ایک مکتوب مین تحریر فرماتے
ہین فرزندے اعزی مجموعہ معارف فقیر است و نسخہ مقامات جذبہ و سلوک اور
تحریر فرماتے ہین فرزندی ازمحرمان اسرار است و از خطا و غلط مصئون
اور ارقام فرماتے ہین کہ این مقام را بفرزندے ارشدی عنایت فرمودہ
و داخل ولایت ایشان ساختہ فقیر اینجا در رنگ مسافران در ولایت ایشان نشستہ است اور
ایک جگہ فرماتے ہین استفادہ کہ این فقیر از ولایت موسوی نمودہ از راہ اجمال آن ولایت است
واستفادہ فرزندی اعظمی علیہ الرحمۃ از راہ تفصیل آن ولایت - ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ حضرت مجدد الف ثانی
نہایت علیل ہوئے اور ضعف بدرجہ غایت غالب ہوا اس بیماری مین موت وحیات حضرت کے اختیار
پر چہوڑ دیگئی تہی خاطر مبارک مین خیال آیا شاید ارتحال اختیار کرنا پڑے تو امانت حضرت خواجگان کسیکی
سپرد کرنا چاہئے اسوقت بجز میر نعمان و خواجہ محمد صادق صاحبزادہ کلان اور کوئی اس قابل نہ تہا
چنانچہ وہ امانت اونکے سپرد کی بعد ازان صاحبزادون و بعض مخلصون کے کہنے سے اپنی حیات

احیاء کی جیسا کہ حق سبحانہ تعالیٰ نے بفضل خود صحت کلی عطا فرمائی حضرت نے فرمایا کہ اس نسبت کے سلب
کرنے میں یہ بھید تھا کہ بعض مقامات و معاملات کا حاصل ہونا اس نسبت کے تمکو عطا کرنے پر منحصر
تھا کے چند سال کے بعد ایکدفعہ سرہند شریف میں ایسی وبا پڑی کہ ہر روز صدہا آدمی لقمۂ اجل ہوتے
اور کسیطرح وبا کم ہوتی نہ تھی بلکہ روز بروز بڑھتی جاتی لوگ حضرت کیخدمت میں دفع بلیہ کیواسطے
عرض کرتے تو آپ فرماتے کہ ابھی دعا کا موقع نہیں بلکہ ہاتھ اوٹھانا بھی گستاخی ہے کہ اوسبحانہ تعالیٰ
جلال میں ہے آخر کار ایک روز حضرت نے فرمایا کہ اب دعا کا وقت آگیا اور بعد
دوگانہ نماز دعا مانگی بعد دعا فرمایا کہ بارہ روز کے بعد وبا دور ہو جائیگی یہ بات کسی نے خواجہ محمد صادق
سے کہی انہوں نے کہا کہ بارہ دن سے اوسکا یہ مطلب ہے کہ بارہ دمیں ہماری گھر سے جائیگی اوسکے دو
تیسرے روز صاحبزادہ محمد فرخ کا اوسوقت گیارہ برس کے تھے انتقال ہوا بعد ازاں صاحبزادہ محمد عیسیٰ
کا انتقال ہوا اونکو دفن کرکے آتے تھے کہ خواجہ محمد صادق پر آثار طاعون ظاہر ہوئے لکھا ہے کہ قبل اس کے حضرت
خواجہ محمد صادق نے فرمایا کہ وبا لقمۂ چرب چاہتی ہے جبتک میں نہیں جانے کا تسکین نہیں پائیگی جب
آپ پر بیماری کا غلبہ شروع ہوا چونکہ آپ حجرہ خانقاہ میں تھے اور آپکی والدہ شریفہ کو کمال شوق دیدار تھا
اور آدمیوں کے موجود ہونے پر ہاتھ پکڑ کر مجلس میں تشریف لیگئے اور وہاں والدہ اور دیگر اہل حقوق سے
حق بخشوا کر پھر اوسی حجرہ میں تشریف لائے اور بچھونے پر آرام کیا اور فرمایا کہ نم کنومۃ العروس جاتا
دوسرے دن بکمال حضور و استغراق رحلت فرمائی انا للہ وانا الیہ راجعون بعد تجہیز و تکفین حضرت
مجدد الف ثانی نے حضرت خواجہ محمد صادق کو اوس زمین میں دفن کیا جسکا کہ ذکر حضرت کے مقام
وفات میں آچکا ہے اور جہاں حضرت بعد ازاں خود مدفون ہوئے بوقت دفن کرنے حضرت
خواجہ محمد صادق کے حضرت نے فرمایا تھا اس قبر کے محاذی میں مجھکو دفن کرنا کہ اس زمین کو میں
روضۂ جنت سے پاتا ہوں حضرت خواجہ محمد صادق کا انتقال ہونا تھا کہ وبا کو تسکین ہوئی چنانچہ
انہیں دنوں ایک خط حضرت مجدد الف ثانی نے کسی اپنے مخلص کو لکھا ہے اوسکا ایک فقرہ جو کہ
اس مضمون سے متعلق ہے درج کرتا ہوں تاریخ ۹ ماہ ربیع الاول روز دوشنبہ فرزند مرحوم

اجہ محمد صادق بجوار رحمت حق پیوستند و خود را فدائے عموم خلایق ساختند انا للہ وانا الیہ
راجعون فوت ایشان وتسکین در وبا محسوس گشت ومردم شہر در واقعات دیدند کہ میان محمد صادق
میفرمایند کہ این بلیہ را من بر خود گرفتم دو روز است کہ در شہر تسکین است مردم آنقدر بر قبر ایشان
می دارند کہ روزانہ فاتحہ خواندن تعسر میسر میگردد و مریضان لئے کہ شفا می یابند نیاز ہا مے آرند۔
نقل ہے کہ کسی نے خواب مین دیکھا کہ جو کوئی حضرت خواجہ کا نام لکھکر اپنے پاس رکھے
وہ وبا سے محفوظ رہے چنانچہ اوسوقت بھی ہزارون آدمیون نے یہ عمل آزمایا اور فائدہ پایا اور
اسوقت تک جاری ہے چنانچہ حضرت مرشدنا و مولینا حضرت مولانا حافظ غلام نبی صاحب
مجددی للٰہی سلمہم اللہ تعالے کی معمولات سے ہے خواجہ محمد صادق کے انتقال سے حضرت امام
ربانی مجدد الف ثانی کو نہایت افسوس ہوا چنانچہ اس واقعہ اور اس افسوس کو خواجہ حسام الدین
کے خط مین اسطرح ظاہر کیا ہے مخدوما مفارقت فرزندی اعزی قدس سرہ از اعظم مصائب است
معلوم نیست کہ کسی مثل این مصیبت شدہ باشد اما صبر و شکرے کہ حضرت حق سبحانہ وتعالے
درین مصیبت این ضعیف قلب را کرامت فرمودہ از اجل نعم و اعظم انعامات است از حضرت حق سبحانہ وتعالے
مسالت نماید کہ جزا این مصیبت معد آخرت باشد و در دنیا ہیچ ازان خبر ظاہر نشود ہر چند میداند کہ
این مسالت از تنگی سینہ است والا او تعالے واسع الرحمت فللہ الآخرہ والاولی اور ایک جگہ تحریر
فرماتے ہین اخوی مولینا محمد صالح واقعات اہل سرہند را شنیدہ باشد فرزندی اعظمی رضی اللہ عنہ
بابو برادر خود محمد فرخ و محمد عیسی سفر آخرت اختیار فرمودند انا للہ وانا الیہ راجعون حمداً للہ
سبحانہ کہ اول باقیماندگان را قوت صبر عطا فرمودند ثانیہ بلیہ را سر دادند و خوش گفت **شعر**
من از تو روئے نہ پیچم گرم بیازاری ؛ کہ خوش بود ز عزیزان تحمل وخواری ؛ فرزند مرحومی آیتی
بود از آیات حق جل وعلا و رحمتے بود از رحمتہائے رب العالمین درین بست وچہار سالگے
آن یافت کہ کم کسے یافت پایۂ مولویت و تدریس علوم نقلیہ و عقلیہ را بحد کمال رسانیدہ بود حتی کہ
تلامذہ ایشان بیضاوی و شرح مواقف و امثال اینہا را بقدرت تمام درس دارند و حکایات

عزت و عرفان و تخصیص بہ چندین کشوف ایشان منتہی است از آنکہ در بیان آید معلوم تمام است
کہ دریں ہشت سالگی بہ ہیچ مغلوب حال شدہ بودند کہ حضرت خواجہ ما قدس سرہ رسالہ تشکیل بمثال بہا
تعلیقات ہائے ما از رسالہ ککہ نوشتہ است مطالعہ میفرمودند کہ محقق گردید محمد صادق است آنچہ
نیست بجہت محقق گردد را نہ است باہیچکس نیست ازین نسبت بزرگی باید دریافت ولایت موسوی
را بنقطہ آخر رسانیدہ بودند و عجائب و غرائب آن ولایت علیہ ایشان میفرمودند و ہموارہ جامع بود
جامع دلیلی و تضرع و تذلل و انکسار بودہ میفرمودند کہ ہر یکے از اولیاء از حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ چیزی
خواستہ است ومن التجا و تضرع خواستہ ام۔ بعد انتقال حضرت خواجہ محمد صادق ہم حضرت
محمد سعید فرزند ثانی حضرت مجدد الف ثانی ایسے بیمار ہوئے کہ سکرات میں ہو گئے حضرت مجدد الف ثانی
کو کمال نگرانی خاطر ہوئے کہ اسی اثنا میں ایک تجلی خاص الخاص وظہور مخصوص بارگاہ الٰہی ہوا
اور معلوم ہوا کہ یہ نزول ابتلا واسطے تسلی و تشفی کے ہے حضرت فرماتے ہیں کہ اسی عنایت کے
ضمن میں حکم اقدس اعلیٰ صادر ہوا کہ محمد سعید و محمد معصوم کو لاؤ کیا دیکھتا ہوں دونوں کو لائے اور میرے
زانو پر بٹھلایا نہایت صغر اور سعید زیادہ ہے حکم ہوا کہ یہ دونوں فرزند تمہے تجھکو بخشے حضرت اس
عنایت و بشارت سے نہایت فرحناک دل ہوئے اور یہ مژدہ سبکو سنایا۔

مقام تیرہواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند ثانی خواجہ محمد سعید ملقب بہ خازن الرحمۃ علیہ الرحمۃ کے حالات میں

فرزند ثانی حضرت کے شیخ محمد سعید ہیں آپکی ولادت ۱۰۰۵ ہجری میں اور وفات ۲۷ جمادی الاولیٰ [illegible]
کو ہوئے ایام صباوت سے آثار سعادت و نجابت پائی جاتی تھی ایام طفولیت میں کہ ابھی خواجہ باقی باللہ علیہ
الرحمۃ بھی زندہ تھے حضرت بیمار ہو گئے نہایت ضعف تھا حضرت مجدد الف ثانی نے اوس حالت
میں دریافت کیا کہ کسی شے کو دل چاہتا ہے بیساختہ زبان سے نکلا کہ حضرت خواجہ کو دل چاہتا ہے
حضرت مجدد الف ثانی کہتے ہیں کہ میں نے یہ نقل حضرت خواجہ کے سامنے بیان کی حضرت نے

ہم ذلک فضل اللہ کہ محمد سعید نے حریفی و رندی کی اور ہمسے غائبانہ نسبت لیکیا چنانچہ حضرت
مجدد رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ حضرت کے خط مین انکو دعا سے بہی یاد فرمایا کرتے تہے علم ظاہری قدرے اپنے
بہائی خواجہ محمد صادق اور قدرے اپنے والد بزرگوار اور کچہ مولانا طاہر لاہوری سے تحصیل کیا تہا قرآن
شریف کو بتجوید عالی پڑہا تہا حدیث مین سند جید رکہتے تہے فقاہت مین ایسا ید بیضا رکہتے تہے
کہ اگر خود حضرت مجدد الف ثانی کو کسی مسئلہ غامضہ مین تحقیق کی ضرورت ہوتی تو انسے دریافت کیا
کرتے تہے یہ اس خوبی سے بیان کرتے کہ حضرت مجدد نہایت خوش ہوا کرتے معرکہ علما مین
اگر کسی مسئلہ کی بحث کا اتفاق ہوتا تو بدلائل ساطع و براہین قاطع مخالف کو خاموش کر دیا کرتی ہکر
غرض کہ سترہ برس کی عمر مین حضرت علوم ظاہری سے کماحقہ فارغ ہو گئے اخذ طریقہ و مراقبہ اپنے
والد بزرگوار سے کیا تہا اور بہ نسبتہائے اصل ممتاز ہوئے حضرت مثل اپنے والد بزرگوار بکمال تشرع
و تقوی و متابعت سنت سینہ آراستہ و پیراستہ تہے **حضرت** فرمایا کرتے تہے کہ محمد سعید علمائے
راسخین سے ہے محمد سعید زمرہ سابقین سے ہی محمد سعید خلیل خدا ہے خلعت خلت جو مجہے ملے و تر لیگا
وہ اوسکو عطا ہوگا محمد سعید خازن رحمت الٰہی ہے قیامت کے دن تقسیم خزاین رحمت اوسکی سپرد ہوگا
محمد سعید کو مقام شفاعت سے حظ وافر ہے محمد سعید نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کیطرح علی نبینا و علیہ
الصلوٰۃ والسلام دائرہ نفی قطع کیا اور اب اثبات مین میرا شریک ہے حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ
ایک روز عرصہ قیامت مجہپر ظاہر کیا گیا کیا دیکہتا ہون کہ محمد سعید میرے آگے آگے ہاتہہ مین کتاب
پل صراط سے چلے جاتے ہین حتی کہ بہشت مین پہونچے ایکروز حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا کہ
محمد سعید تو میرا ضمنی ہے اور اس بات سے تنگدل نہونا کہ حضرت ابابکر صدیق جناب رسول صلعم
کے ضمنی تہے حضرت فرماتے ہین کہ جن ایام مین کہ حضرت مجدد الف ثانی علیل تہے تو مجکو امامت
خلوت خانہ تفویض فرماتے تہے چونکہ اون دنون مین کمالات عظیمہ و مقامات فخیمہ بجہت نماز حضرت
برازقسم اسرار واجب الاستتار وارد ہوئے تو حضرت مجدد علیہ الرحمۃ فرمایا کرتے کہ محمد سعید یہ جملہ
نتایج نماز مین جسکا کہ تو امام ہی اسواسطے تجکو بہی انمین نصیب وافر ہے حضرت مجدد الف ثانی نے

فرمایا کہ میں کسی ایسے مقام عروج و ورود میں نہیں گیا جہاں کہ محمد سعید میرے ہمراہ نہ ہو فرمایا کہ سرو ل
میں جب میں مقام شیخ عبدالقادر جیلانی آیا دیکھا کہ محمد سعید میرے ہمراہ ہے فرمایا کہ محمد سعید ولایت تیری
احمدی ہے فرمایا کہ تیری دنیا کو حکم آخرت ہو گیا ہے ولقد آتینا آخرۃ فی الدنیا کے مصداق ہو خواجہ
محمد ہاشم کسمی رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت مجدد الف ثانی نے مجھے فرمایا کہ عمر کا
کچھ اعتبار نہیں اور موت قریب معلوم ہوتی ہے یہ دل چاہتا ہے کہ محمد سعید مسند نشینی کے قابل
ہو جاتا اس بات کو میں نے حضرت خواجہ محمد سعید کے سامنے بیان کیا وہ آبدیدہ ہو کر کمال انکسار سے
فرمانے لگے کہ میں ناقابل کس طرح اپنے تئیں شایاں اس امر کا نہیں دیکھتا حضرت جہاں تشریف
لیجائیں برادرم محمد معصوم کو اپنی جگہ بٹھلا جایا کریں اور اگر یہ امر حضرت قبول نہ فرماویں تو مجھکو
اجازت دیں کہ سرہند میں حضرت جد امجد کی مزار شریف پر گوشہ اختیار کر لوں اور مسند داری حوالہ
قرۃ العین محمد معصوم کے فرمائیں اسکو بیٹے حضرت خواجہ محمد معصوم رحمۃ اللہ تعالی سے بیان
کیا وہ سنکر آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور کہنے لگے کہ بھائی صاحب مجھکو اپنی خدمت کے لائق
نہیں سمجھتے ہیں میں جو اپنے تئیں خیال کرتا ہوں تو اونکے ادنی شاگرد کی برابر نہیں پاتا خواجہ
ممدوح کہتے ہیں کہ یہ معاملہ میں نے حضرت مجدد الف ثانی سے عرض کیا وہ سنکر نہایت خوش
ہوئے فرمایا کہ صاحبزادہ مرحوم ایک عجائبات قدرت سے تھے ایکدفعہ مراقبہ میں دیکھا کہ رسول صلعم
و اصحاب کرام جمع ہیں یہ بھی مع اپنے چند یاروں کے وہاں حاضر ہیں اصحاب کرام نے اس حضور
کی عرضی کہ ہم اور یہ صاحبان اپنی حالت میں برابر ہیں حالانکہ ہمنے بڑی بڑی مشقتیں اور تکلیفیں
اٹھائی ہیں بخلاف اسکے کہ انہوں نے کچھ بھی نہیں کیا اسکا کیا سبب ہے حضرت رسول صلعم نے
اوسکے جواب میں یہ الفاظ قرآنی تحریر کیے ذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل
العظیم ایکدفعہ حضرت جار الرحمت حرمین تشریف لے گئے حرم نبوی میں تحیۃ المسجد پڑھ رہے تھے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے آ [illegible] الیک [illegible] میں تیرا منتظر
ہوں اور دستار حضرت پر کمال [illegible] ہوا ایک روز فرمایا کہ الیوم [illegible]

ہے نیز پیری نسبت مانند نسبت مجدد صاحب رح کہتے ہین کہ ایکمرتبہ حضرت خازن الرحمۃ
کا عمل بچشم ظاہر دیکہا تہا الغرض ایک بے بیٹا عورت حضرت خازن الرحمۃ کے پاس آئے
ہوئے کہ آپکی ولایت مشہور ہے بطور خرق عادت مجھکو بیٹا عطا ہو حضرت نے فرمایا کہ تیرے
بیٹا پیدا ہوگا چنانچہ بیٹا پیدا ہوا۔ **نقل ہے** کہ ایک شخص کا بیٹا حالت نزع مین تہا وہ شخص
روتا ہوا حضرت کے پاس آیا اور عرض کی کہ حضرت عیسیٰ مردہ کو زندہ کر دیتے تہے آپ ہی وارث
انبیا ہین میرے بیٹے کی حالپر توجہ فرمایئے حضرت نے فرمایا کہ تیرا بیٹا اچھا ہوجاگا چنانچہ آپکی
دعا برکت سے بفضلہ اوسکے لڑکے کو آرام ہوگیا **نقل ہے** ایک شخص کو حضرت نے چادر عطا فرمائی وہ شخص اتفاقاً کسی عورت
پر عاشق ہوگیا اور چاہتا تہا کہ مرتکب کبیرہ ہو کہ ناگاہ وہ چادر آکر درمیان مین حائل ہوگی جسوقت اور وہ گناہ سے بچگیا
نقل ہے ایک حضرت کا خادم کسی عورت پر مبتلا ہو کر مرتکب زنا ہوا چاہتا تہا کہ ناگاہ
حضرت کی شکل حاضر ہوئی اور اوسکے موںہہ پر ایک طمانچہ مارا کہ وہ فی الفور اپنے ارادہ سے
باز آیا لکہا ہے کہ مدت تک اوسکے رخسار و نیز انگلیونکا نشان بنا رہا۔ **نقل ہے** کہ جسوقت
حضرت درس پڑہایا کرتے تہے ایک فاختہ آکر سامنے بیٹھ جاتی اور جب تک پڑہایا کرتے بیٹھی
رہتی حضرت فرماتے کہ یہ جانور ہے ورنہ ایسی استعداد تہی کہ اگر کسی آدمی کی ہوتی تو ولی
کامل ہوتا۔ **تحریر** فرماتے ہین۔ آدمی تا زمانیکہ گرفتار یاد دون اوست تعالی و ساحت سینہ
و نقوش ماسوا منقش بمرض باطن گرفتار است و از قرب او تعالے دور و مہجور فکر ازالہ این مرض
رین فرصت بسیار از اہم مہام است و علاج دفع این علت معنوی در مہلت قلیل از اعظم مقاصد
زالہ این مرض مربوط بذکر کثیر داشتہ اند و طہارت باطن را از لوث ماسوی منوط بیاد او تعالی
دانیدہ یاایہا الذین آمنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا و سبحوہ بکرۃ و اصیلا ذکر کثیر وقتے
متحقق گردد کہ غفلت در قفائے آن نبود کہ درین راہ سم قاتل است و ممد مرض باطن عزیزی
ابدا لو اقبل مقبل علی اللہ مدۃ عمرہ ثم اعرض لحظۃ لکان فاتہ اکثر مما نالہ کمال
ذکر آنست کہ ماسوائے مذکور از ساحت سینہ رخت بر بندد و کوس رحلت زند و از جمیع

بالیقین پاک و مصفا شود و بارشادی و بشارتی شادمان گردد و بدانز غم آں تمکیں سمدیگر اگر تکلیف اختیار
ماسوئے نماید سیر باید بود و بواسطے سیاہی کہ دل را از ماسوی حاصل گشتہ است و بدون سیاہی
ذکر او سبحانہ یاد ماسوی مختلعہ است و بہر حیہ وران شرکت غیر است ناپایان جناب قدس او تعالیٰ
نیست الا اللہ الدین خالص و قال تعالیٰ واذکر ربک اذا نسیت ای ماسواء تعالیٰ این
حالت معبر بفنا و قدم اول است دریں راہ سیر الی اللہ اینجا بانجام رسد بعد ازاں شروع
در سیر فی اللہ و سیر در کمالات اسما و صفات او است تعالیٰ۔

مقام چودھواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند ثالث خواجہ محمد معصوم ملقب بہ عروۃ الوثقی کے حالات میں

فرزند ثالث حضرت کی حضرت عروۃ الوثقی محمد الدین خواجہ محمد معصوم ہیں آپکی ولادت باسعادت
سنہ ایکہزار نو میں اور وفات سنہ ۱۰۷۹ ایکہزار اوناسی میں ہوئی حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمایا
کرتے تھے کہ ولادت محمد معصوم مجھ پر نہایت مبارک ہوئی کہ جس سال یہ پیدا ہوا اوس سال میں
حضرت خواجہ کی خدمت میں مشرف ہوا۔ آپ تین برس کے تھے جو کلمات توحید زبان مبارک سے
نکلے فرمایا کہ میں زمین میں آسمان دیوار حق و اشجار حق تین مہینہ میں قرآن حفظ کیا گیارہویں
برس اخذ طریقہ و مراقبہ کیا چودھویں برس حضرت سے بیان کیا کہ میں خواب میں دیکھتا ہوں
کہ ایک نور میرے بدن سے نکلتا ہے کہ تمام عالم اوس سے منور ہے اور ہر ذرہ ذرہ میں جاری
ہے اگر مثل آفتاب وہ غروب ہو جاوے تو تمام جہاں اوس سے تاریک ہو جاوے حضرت
نے شکر فرمایا کہ تو قطب ہوگا اور اس بشارت کو یاد رکھنا الحق کہ وجود حضرت عروۃ الوثقی
ایسا ہی ہوا کہ آخر کار قطب الاقطاب ہوگئے حضرت انکی استعداد کی کمال تعریف فرمایا کرتے تھے
اور کہتے تھے کہ محمد معصوم بالذات استعداد ولایت محمدی رکھتا ہے اور محمدی المشرب ہے سولہ برس
کی عمر میں حضرت عروۃ الوثقی علم ظاہری سے کماحقہ فارغ ہوگئے حضرت فرمایا کرتے تھے

محمد معصوم محبوب تھا [illegible] لیا یا ہے کہ حضرت کو انکی شادی پر
مستجاب الدعوات اجازت نہ دیتے تھے ہر چند استخارہ و التجا کرتے تھے لیکن قبول نہوتی تھی آخر کار
بعد مدت اجازت ہوئی اور ظاہر کیا کہ یہ منع بوجہ غایت غیرت الہی جلشانہ تھا حضرت فرمایا کرتے
تھے کہ محمد معصوم کا حال میری نسبت حاصل کرنے مین مثل حال صاحب شرح وقایہ کے ہے
کہ جسقدر اوسکا دادا تصنیف کرتا جاتا تہا وہ حفظ کرتا جاتا تہا جسقدر اوسکا تصنیف کرنا ختم ہوا اوسیقدر
اوسکا حفظ کرنا ختم ہوا ایک روز فرمایا کہ محمد معصوم تجھکو اصالت سے بہی بہرہ ہے اور تیری طینت
طینت مین بقیہ طینت حبیب رب العالمین بہی مندمج ہے محبوبیت ذاتیہ تجھ مین پائی جاتی اوسکے
آثار سے ہو اور تجھکو زمرہ سابقین ثلۃ من الاولین وقلیل من الاخرین سے پاتا ہون اور اسیطرح سے اسرار
متشابہات قرآن ومقطعات فرقانی سے تجھکو حظ وافر حاصل ہوگا۔ نقل ہے کہ جب حضرت پر
متشابہات ومقطعات قرآنی کہلے تو حضرت خواجہ محمد معصوم نے عرض کی کہ یہ اسرار مجھپر بہی ظاہر فرمائیے
لیکن حضرت مجدد رحمت اللہ علیہ اسبات پر راضی نہوتے تہے آخر کار جب صاحبزادہ صاحب نے
بہت اصرار کیا تو حضرت نے اسرار حرف ق ظاہر کئے رمز شناس کہتے ہین کہ خصوصیت حرف
ق کی اسوجہ سے ہے کہ ق کو قیومیت سے مناسبت ہے اور حضرت خواجہ محمد معصوم صاحب کو قیومیت سے
مناسبت تہی حضرت نے فرمایا کہ محمد معصوم خلعت قیومیت تجھکو عطا ہوا الحق کہ یہ صاحبزادہ
مثل اپنے والد بزرگوار ایک آیہ آیات عظیم الہی سے تہے جہان ظلمانی انکے برکات سے منور ہوا
بعد حضرت مجدد الف ثانی زینت بخش مسند ارشاد ہوئے لکہا ہے کہ نو لاکہ آدمیون نے انکے
ہاتہہ پر توبہ کی اور سات ہزار خلیفہ صاحب ارشاد ہوئے ایک ہفتہ مین انکی صحبت مین طالب کو فنا حاصل
ہوجاتی اور ایک مہینہ مین کمالات ولایت کو پہونچجاتا اور کبہی ایک توجہ مین طالب کو جمیع مقامات
سے گذار دیتے کشف مقامات الہیہ نہایت صحیح تہا اپنے مریدون کو جاسے ند مدراز سے فرمایا
کرتے تہے کہ تیری ولایت محمدی یا موسوی یا ابراہیمی ہے شاہ اورنگ زیب بہی انکی خدمت مین
حاضر ہوا کرتا تہا اور مثل عوام الناس کے حلقہ مین اگر پس و پیش کا کچھ خیال نکرکے جہان

لکھی تھی اور جگہ مشہور ہے مارا عجب بمقدار غالب تھا کہ رہائی کی گفتگو کر سکتا تھا حضور میں معروض کرنی
ہوتی تحریر ہی میں کرتا حضرت کے تین جلد مکتوبات بتحقیق غوامض دقائق و معلقات حضرت مجدد
الف ثانی و سید و لطائف میں ایک جگہ تحریر فرمایا ہے اما بعد این مذکار نیست ازین حسن و دل اگر
برائے احیائے موت تیار با معتبر یا الرالا العبار بدا اگر مقصود از آفرینش انسان تحصیل معرفت حق
جل و علا و در معرفت اتمام سعادت است باعتبار تفاوت استعداد معرفتہا موقوف بعض بر بعض
در معرفت اللہ عرفان خود تعین کردہ است اما آنچہ مجمع علیہ این طائفہ علیہ است و قدر مشترک است ولا
درست و مدارج قرب آنست کہ معرفت سے و مادہ معروف صورت کی سد ﷺ ہر کس را تا گوید
اوقات نیست رہ در بارگاہ کبریا بے ﷺ ازیں نست محاب توفیقیں است + شرط ہمہ سوداں
ہمیست و بس برایاں ہو تمہ ماگر پیداست کہ در حاصل کار و لقدر و رگا رعود یک مائل و مانید
ہر کرا معرفت مسطورہ حاصل است مطوبی لہ و بشری باید کہ ایں حاصل را صرف امور غیر حاصلہ
نماید و ہمت بر آں گمارد کہ اصل را در رنگ ظل و اگذارد و ہر کرا ایں معرفت نکشیدند و در طلب
و مقدار ایں دولت سر ندادند والویل لہ کل الویل - آنچہ مقصود از خلقت او لود او امور و
امرے را کہ دریں نشاء از وے طلب نشدند ساختند و امور دیگر بروا داشت و تمیز چیز یکہ چہ
او خواستند بود و سرمایہ عمر گرامی را در ہوا و لالعینی صرف ساخت و در میں استعداد خود را ضائع
حصول اسباب معطل گذاشت کمال العمال است کہ مطلوب را دریں مہلت تمایلا جو
دعوت آں در آغوش نکشیدہ ازین دعوت گاہ رحلت نہ بسدد و آنکہ ام محمود در حضرت محمد تعین
در آمد و کدام جنایت زان عدد رکنا بجر عذاب بعد حرمان مترار عذاب جحیم است چنانچہ لذت قرب
و وصال زیادہ از لذت حیات نعیم است دیا دیلتا علی من اعرض عن اللہ و یا حسرتا علی من فرط
فی جنب اللہ دوبارہ در دنیا آمدنی نیست من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل
سبیلا ﷺ ترسم کہ یار با ما آشنا نماند + تا داس قیامت ایں غم بما بماند + مخدوما آخر
عمر کہ ایام ہوا نیست و ہنگام درستی قوی و مزاج گذشتہ پیر و دور از ل عمر رسیدہ می آید

بس اشرف اشیا معرفت الٰہیہ است و ارذل عمر که موهوم محض است حوالہ نمودن آید
باشرف عمر در هوا و هوس که ارذل اشیا است صرف یا به ای المسرفون مقصود از خلقت ثقلین
تحصیل این معرفت است و دین نثار فانیه و کسب رضائے مولائے حقیقی است درین مهلت
یسیره و امثال ما بوالهوسان در پے آرزو هائے بیهوده تا کے ازین دولت عظمیٰ محجوب باشیم
و تا چند باز ماندہ نفس و شیطان از رضائے خداوندی جل شانہ دور و مهجور گردیم الم یان
للذین آمنوا ان تخشع قلوبهم لذکر الله وما نزل من الحق حاجز حصین مانع قوی از معرفت
کام ادائے هوا پروریست و آرزو هائے لاطائل و امانی بیهوده هرچه مقصود تست معبود تست
شنیده باشند افرایت من اتخذ الٰهه هواه نص قرآنیست ؎ عشوه ابلیس از تلبیس ست ٭
در تو یک یک آرزو ابلیس تست ٭ چون کنی یک آرزوئے خود تمام ٭ در تو صد ابلیس
زائد و السلام ٭ **ایضاً** ای برادر از صحبت ناجنس و مخالف احتراز نمائے و از مجالست
مبتدعه بگریزی یحییٰ معاذ رازی قدس سره گوید اجتنب من صحبة ثلثه اصناف العلما
الغافلین والفقراء المداهنین والمتصوفة الجاهلین و کسیکه خود را بشیخی گرفته است
و عمل بر وفق سنت رسول الله است صلی الله علیه وسلم و بحلیه شریعت متحلی نیست زنهار از وے دور
باش بلکه در ان شهر که اوست مباش مبادا اثر در ایام دراز ابا و میلانی پیدا آید و خلل عظیم در کار خانه
تعلیم اندازد ور انشاید او دزد یست پنهان و دامی است از دامهائے شیطان هر چند از
نوع خوارق عادت بینی و طمطراق دنیا بظاهر پے تعلق باشی قرین صحبة الکثر ما تفر من الاسد
سید الطائفه جنید بغدادی قدس سره میفرماید الطریق کلها مسدود ة الا علی من اقتفی
اثر رسول الله تعالی علیه واله وسلم و نیز فرموده من لم یحفظ القران و لم یکتب الحدیث
لا یقتدی به فی هذا الشان لان علمنا مقید بالکتاب والسنة و هم او گفته ان طریق
السادات المقربین المصادقین السابقین مقید بالکتاب والسنه فهم الصوفیه علی
الحقیقه والعلما العاملون بالشریعه والطریقه وهم ورثة النبی علیه وعلی اله الصلوٰة

السلام والمسعون فی اقواله واحواله وافعاله واقام الله سبحانه علما من برکاته کرمیه
که مبادی ثواب سوی و تارک سنن مصطفوی را علی مصدرها الصلوٰة والسلام رهبار عارف حیال
التوحید و مرتبة تنزل و القطاع خوارق عادات او لتوحید و شیعته رهبر توکل و معارف توحید او گردید
کرد ترک سلسله تنزل جهود تعاری و حوکیه دیراهمه دریں امور بارق محقه شرکت دار ما تو مرین کشید
اسال سه گمه ست کل حال لا یکون عن نتیجه علم وان جل فان ضرره علی صاحبه اکثر من نفعه
سئل عنه با التصوف قال الصبر تحت الامر والنهی مدار کار بر اتباع شریعت است و معاملات
سمات مربوط باتباع آثار رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم زهد و توکل و تمسک بلا تبعیت او ملال
نا مقبول است وارد کار بد انکار با سوان راه واقف سے توسل او علیه الصلوٰة والسلام غیر امکان
عمل خوارق و عادات رجوع در باست است معرفت کا دست مدار و عبدالله بن مبارک رحمه
تعالی میفرمود من تهاون بالآداب عوقب بحرمان السنن ومن تهاون بالسنن عوقب بحرمان الفرایض ومن تهاون
بالفرایض عوقب بحرمان المعرفة لهذا قال النبی صلی الله علیه وآله وسلم للعاصی برید الکفر سلطان وقتی ابو
ابو سعید را گفتند فلان کس در هوا میپرد گفت زغن و مگس نیز در هوا میپرد گفتند فلان کس در یک لحظه
از شهری بشهری میرود گفت شیطان هم در یک نفس از مشرق بمغرب میرود اینچنین
چیزها را بس قیمتی نیست مرد آن بود که در میان خلق بنشیند و داد و ستد کند و زن خواهد
با خلق برآمیزد و یک لحظه از خدای عزوجل غافل نباشد قدوة اهل الله بودند
از مسئله لا می شنود و میگوید که این مرا حلال است چرا که من بدرجه رسیده ام که احکام
احوال در من تاثیر نکند او جواب داد آری بتحقیق رسیده است ولیکن بجهنم رسیده ابو سلیمان
دارانی قدس سره میگوید بسا وقت فی قلبی نکته من نکت ایاما فلا اقبل منه الا
عادلین من الکتاب والسنة و در حدیث آمده است اصحاب البدعة کلاب النار و نیز آمده است
من عمل بدعة خلاه الشیطان فی العبادة والقاء علیه الخشوع والبکاء اگر گناهی بوقوع
آید و تدارک آن توبه و استغفار بیاید گناه پوشیده را توبه پوشیده و گناه آشکارا توبه آشکارا

و پیروت دیگر جنید ازی منقول است که کرم الکاتبین تا شش ساعت در نوشتن گناه توقف
می کند صاحب گناه درین میان توبه کرد آنرا نمی نویسند والا در دیوان اعمال او را ثبت
می نمایند و جعفر بن شبان قدس سره گوید غفلت عن توبه ذنب اکبر من ارتکابه و اگر
این زودی توبه میسر نشود هرگاه توبه نماید پیش از انکه سامد بغرغره رسد مقبول است در
حدیث آمده است که ان الله یبسط یده باللیل لیتوب مسیء النهار ویبسط یده بالنهار
لیتوب مسیء اللیل باید که ورع و تقوی شعار خود کند و در منهیات و مشتبهات قدم نهند که درین
راه اجتناب از نواهی بیش از اتیان و امتثال اوامر ترقی بخش و سودمند است و در هر امر که
دل تو باید آنرا بگذارد در مکلب آن بر فتوی نفس مرو دع ما یریبک در دلها استفتی سائر الحلال
بین و الحرام بین فاتق ما یریبک الی مالا یریبک ازین حدیث مفهوم میشود که جائے
که شک آمد و دل ایستاده آنرا باید گذاشت و اگر شک نیامد ارتکاب معفو است فارق گیر
برائے کسیکه با مور مشتبه مبتلا گردد آنست که دست خود را بر سینه یا بر دل خود بگذارد
اگر ساکن باید در ان اقدام نماید و اگر مضطرب باید خود را امکسوک شد جمیع طاعات و عبادات خود
را متهم داند و خود را از ادائے حق آن مقصر داند و دیگر از برائے قوة خود و عیال خود کسبی اختیار
کند مثل تجارت و مانند آن مانع نیست بلکه حسن است که سلف اختیار آن کرده اند و در بیان
فضائل کسب بسیار است و اگر بر قدم توکل بنشیند هم زیبا است لیکن بشرطیکه از کسی طمع نداشته
باشد از محمد بن سالم شخصے پرسید او نحن متعابدون بالکسب ام بالتوکل فقال التوکل
حال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم والکسب سنة رسول الله علیه و آله
وسلم وانما سن الکسب لمن ضعف عن حال التوکل وسقط من درجة الکمال
التی هی حاله علیه الصلوٰة والسلام فمن اطاق التوکل ما الکسب غیر مباح
له الا کسب معاونة لا کسب اعتماء ومن ضعف عن حال توکل التی هے حال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ابیح له طلب المعاش والکسب مثلا یسقط عن درجة

حاله علیه وعلی آله الصلوٰة والسلام ابو محمد بن سابل قدس سره گوید المعویص مع
الکسب حیر من حلوة معه و در خوردن طعام رعایت اعتدال نماید به آنقدر خورد که کسل
و طاعت پیدا آید و نه بسیار بود به آنقدر قلت که بیکار او کار و طاعت بازماند حضرت خو
نقشبند قدس سره فرموده اند لقمه اخیر نخورد که از خوردن آن بالجمله بار کار و طاعت است
کم مد آلست سالک است دائماً که عمل این کار جاده است ممنوعست و در جمیع افعال هر که
قصد کند کیت را امری سازد و بهم عمل تا نیت صالح دست ندهد بهاالکس اقدام نماید ولیع
و خاموشی راغب بود و در حدیث آمده است الحکمة عشرة اجزاء تسعة فیها فی الع
و لحد منها فی الصحة و اختلاط با مردم بقدر ضرورت کند و سائر اوقات را مراق
و ادکار سر بر وقت کار راست هنگام صحبت داشتن در پیش است گر صحبت که برای
افاده و استفاده بود که محمود بلکه لابد است و همچنین صحبت داشتن با اهل الطریق بشرط
خالی بودن با یکدیگر سخن لا یعنی در میان نیاوردن - هر سخن بنگرد در بعضے اوقات از عزلت
تج است و با اهل الطریق خود صحبت باید داشت و بهر یک برکت ده بینائی باید تیز آ
باطن خواه بسط بود خواه منقبض هر که بعذر پیش آید عذر او را قبول نماید و خلق نیکو داشته با
و اعتراض بر کسے کم کند و سخن نرم و ملائم گوید و بهیچکس از اعف نیش نباید که گزار برائے جدل
عز و جل شیخ عبد الله قدس سره گفته است که درویشی به نماز و روزه است و به احیای شب است
این جمله اسباب بندگی و درویشی برخیدل اوست و تر نجاشیدل اگر این حاصل کنی و اصل
گردی از محمد بن سالم پرسیدند بما اد العرف الاولیا فی الخلق قال بلطف لسانهم
و حسن اخلاقهم و بشاشت وجوههم و سخاوت انفسهم و قلت اعتراضهم
و قبول عذر من اعتذر الیهم و تمام الشفقة علی جمیع
الخلق ط و در سخن گفتن رعایت قلت باید کرد و خواب بسیار
نباید بود که دل میرانند و جمیع امور خود را بحق تعالیٰ بسپارد و خود

در خدمت چیست باش تا از تدابیر امید فارغ باشی و چون دل تو یکجانب باشد جمیع امور ترا کفایت
فرماید کردن تیر بندهای خود را بر تو آسان سازد که با مور تو قیام نماید بالجمله آوراباش و الاسباب تهذیب
نفس خود مشغول شو بر هیچکس اعتماد غیر بر فضل پروردگار نمائی با عیال و فرزندان سلوک نیک
باید کرد و اختلاط بقدر ضرورت باید نمود که حق اینها بر ذمه واجب است و موانست با اینها نباید پیدا
کرد تا سبب اعراض از جناب مقدس نشود و احوال باطن به نا اهل نباید و آنمود و با اهل خدا صحبت
نباید داشت و در جمیع احوال عمل سنت را باید گزید و از بدعت مهما امکن احتراز باید نمود و در زمان
بسط حدود شرعیه را نیک رعایت باید کرد و از جانب آمد و رفت و هنگام فیض امیدوار باید بود و دل تنگ
و مایوس نباید شد ان مع العسر یسرا فان مع العسر یسرا در شدت و رخا قصد کند که یکسان باشد و در
وجود و عدم برابر نظر بود بلکه در عدم مستریح باشد و در وجود مضطرب از ابو سعید اعرابی قدس سره
از اخلاق فقرا پرسیدند گفت اخلاق فقرا سکونست نزد فقد و اضطراب نزد وجود انس است
به هموم و وحشت نزد فرحها و در حوادث مذبذب نشود و بر عیوب مردم نظر نکند و عیوب خود را همواره
در نظر دارد و خود را بر هیچ مسلمانی فضل ننهد و همه را افضل از خود انگارد و بهر کدام از مسلمانان
چنان اعتقاد داشته باشد که گشایش کار من از برکت نفس و دعای او تواند که شود و اسیر اهل
حقوق بود و سیر سلف را همه وقت ملحوظ داشته باشد و صحبت اهل غربت و فقر و مسکنت رغبت
بود و غیبت هیچکس نکند بلکه غیبت کننده را مهما امکن مانع آید و امر معروف و نهی منکر پیشه گیرد
و بر انفاق مال حریص بود و از اتیان حسنات خوشوقت بود و از ارتکاب سیات دور باشد
و از فقر ترسیده تنگدل نشود و از قلت معیشت دربار نبود که هنگام عیش در پیش است اللهم
ان العیش عیش الآخرة تنگی اینجا منتج وسعت آنجاست و در خدمت فقرا و اخوان دینی خود را
معاف نباید داشت ابو عبدالله خفیف رضی الله تعالی عنه گوید یاری از یاران مهمان من شد
اتفاقاً او را علت شکم درگرفت و من خدمت او بخود گرفتم و خدمت او را میکردم و تمام شب
طشت از پیش بر سید اشتم یکبار مرا پینکی ربود مرا گفت خفت یلعنک الله یعنی بخواب رفتی

نسبت کنادرا حد تعالی از پیر سید نذر الفقر چه را چگونه یافتی که گفت او ترا العیاذ بالله گفت
گفتم عیان یافتم کمرا حجت الغیب و سبحانک که رسید و گفت تقریر آن تکلم کن وحدت موصوفه را
آیات کن تا از برکات سال بهر رکری الطریق کلها دهم الهی ادنی سمی از سید شده تسهیل
الحمایا کسی وجود شد بحدیث اهو مالکی اقدام نماید الا افسوس مصاحبت این پیر گویان
المدکه در صورت احتمال ضرر یا لب است تابع موقوف ابوبکر بن سعدان رضی الله تعالی عنه گفته
است پیر که صحبت و مرید را اگر بیاگر لیس صحبت مآنها وارد که نفس و سیل و سالک هرگاه کسی
از اشیاء خود دل کند او از رسیدن مطلوب باز دارد و در طلب حق جل علا خود را آرام بود و
مضطرب باشد ابوبکر حسانی رضی الله تعالی عنه گوید تصوف اضطراب است چون سکون آمد
تصوف نماند محب را که محبوب آرام نیست نماسوا اوالس والفت داره از پیر او این
پیر بد شعر که مشغول کم دیده و دل را که مدام + دل ترا مشغول دیده ترا میخواهد + مرید
را درین صحبت باید شد که درین آیت کریمه است حتی اذا ضاقت علیهم الارض بما رحبت و
ضاقت علیهم انفسهم وظنوا ان لا ملجا من الله الا الیه چون تعلق او درین مرتبه رسد و
تمام و سالی رسد با این فراخی بر وی تنگ و تاریک شود چنانکه بحر رحمت در جوش آید و آن
نسیت جانان بر باد دادا و را از وسے ستانند بر در حلوتخانه و جاکس جا دید بیت
دادیم ترا ز گنج مقصود نشان + گر ما نرسیدیم تو شاید برسی + التماس این مسکین از انشان
دوستان آنست که این حقیر عاصی را از دعای مرحمت خویش فراموش نکنند و از کرم عمیم
و دعای خیر یاد کنند که این گناه گار تباه کار فردای قیامت در قفای عاصیان مرحوم
اند شعر کی ما و کجا تحریر این نمط بیزاکی کار پیران سبحان ملک
نعمت ما یصفون والسلام علی المرسلین والحمد لله رب العالمین **ایضاً** این ...
... ذات از موجودات عالم امکان مثل زمین و سماوات آسمان و شمس و نباتات و حیوان
... که ارباب وحدت وجود مرایای تمام موجودات مطلوب ذات ...

نست بست و منسوب در شما باید کرد است به جناب اقدس و تنزیه او تعالی کرده و دو نمودند
اگرچه این نسبت خود بپا باید باید است اگر دعوای شهرت و مرائیت او نما نیم او سبحانه آن ماه و شانا
از نه پنهان بود یا جهد فرموده باشد ـ نسبت سایه بآفتاب ـ خود را بکمال محض ساخته
صرف را نمودند تحقیقت آنها بیش از حقائق دیگران ازین دعوی تبری نمودند و بکمال اظهار
نمودند و ذلیل بیش بودند بجناب آن بیچاره سرگردان امور غیر واقع منتسب بسیارند
از بیان حوادث که است و امثال آن باد مینا بینداز نجهت انقدر بهستی ایهیبت خداوندی جل
سلطانه فروگرفته بود که بیان آن نمیتوان نمود از ترس و خجالت گداخته و آب شده میرفت درین
اثنا آفتاب از ما بدان خود نیز خبری کرده نمود که این بماحت سراسر شده و رسوا ساخته ازین
باین امدادی و سرگردانی وانها در مقام الیقینا قیوم درین عالم خلیفه حق است جل جلاله نایب
مناسب او و اقطاب و ابدال در دائره ظلال وے مندرج اند و افراد و اوتاد در محیط کمال او
مندرج بلکه افراد عالم بوسے روی دارند و قبله توجه جهانیان اوست دانسته باید انتها بلکه قیام
عالمیان بذات اوست بیه افراد عالم چونکه مظاهر اسماء و صفات اند ذاتے در میان شان
کامن نیست همگی او صاف و اعراض اند و اعراض و اوصاف را از ذات چاره نیست تا قیام
شان بآن بود و عادت الله جاریست که بعد از قرون متطاوله عارفی را نصیبی از ذات
ازلی داشته و برا ذاتی عطا میفرمایند که بحکم نیابت و خلافت قیوم اشیا میگردد و شها
بوسے قائم میباشد حضرت حرمین شریف بهی تشریف لیگئے اور وہان بانواع انعامات حضرت
حق سبحانہ تعالے اور رسول صلعم مستعد ہوسے جب حضرت جہاز سے اترے اور خشکی کا سفر اختیار
کیا ایکروز فرمایا کہ آج کعبہ اپنی جگہہ سے منتقل ہوا اور میری جانب تبسم کنان بہ بشاشت تمام گر
بغلگیر ہوا جب مکہ شریف مین مقیم تہے فرمایا کہ امورات عجیبہ غریبہ ظاہر ہوتے ہین اکثر اوقات
یہ دیکہتا ہون کہ کعبہ سنا ہے مجہسے گلے لگ کر ملتا ہے اور باشتیاق تمام ہاتہہ چومتا ہے بلکہ ایکروز
ایسا معلوم ہوا کہ مجہسے بغلگیر ہو کر سخت دبو چا انہین ایام مین ایک روز معلوم ہوا کہ مجہسے افراد

برکات نکلنے شروع ہوئے اور اسقدر پھیلے کہ تمام اشیاء پر مسلط ہو گئے اور تمام صحرا و دشت
بھر گئے چنانچہ اس امر کے دریافت کو متوجہ ہوا معلوم ہوا کہ مجھکو امر اطلاع اور کیفیت سلب متحقق
ہو گیا - ایکروز حضرت ابی المعالی کی زیارت کو تشریف لیگئے جب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی
قبر پر تشریف لیگئے فرمایا کہ انوار موجزن سے اور کمالات صحبت خیر البشر صلعم نمایاں و درخشاں
ہیں اوسکے بعد حضرت ام المومنین حضرت عائشہ الکبریٰ کے مزار پر گئے اور مراقبہ طویلہ فرمایا
کہ حضرت امہات المومنین اسقدر عنایات سے پیش آئیں کہ ایسی عنایات کسی نے نہیں کی تھی بلکہ
کمال نوازش پردہ سے باہر تشریف لاکر فرمایا کہ فلاں شخص کو یہ عطیہ دو اور یہ نعمت بخشو حضرت
حج سے فارغ ہوئے معلوم ہوا کہ دستار کا صدر اور قبولیت حج کی تحلی مہری مجھکو دیجاتی
کیا ایام اقامت مکہ معظمہ میں حضرت کے بڑے بھائی خواجہ محمد سعید صاحب کی طبیعت سخت
علیل ہوئی حضرت نے اونکی شفا کیواسطے دعا مانگنے کو ہاتھ اوٹھائے کیا دیکھا کہ ہر ایک
ہاتھ اقسام مخلوقات بلکہ جمیع حقائق اسماء و صفات اصول و ظلال نے متابعت میرے اوٹھا
حتی کہ دعا قبول ہوئی اور اونکو صحت حاصل ہوئی ایکروز حضرت نے دعا کیواسطے حصول بعض
کمالات کے کمال تضرع و التجا کی اور بعد دعا فرمایا کہ ما للعبد الا الارادت مجرد اس خطرہ کے
شرح صدر بکمال بسط ہوا اور معلوم ہوا کہ خلعت محبوبیت عطا ہوا - ایکروز بیٹھے ہوئے تھے
کہ خلعت ارشاد بکمال علو شان عطا ہوا اور اپنے تئیں مقام ارشاد سے کمال مناسب پایا
اور یہ بھی دیکھا کہ دوات قلم لاکر سامنے رکھا گویا کہ منصب وزارت عطا ہوا اور معلوم ہوا کہ یہ
خلعت وداع ہے - ایکروز حضرت ملتجی ہوئے کہ سلسلہ ارشاد قایم رہے یا ترک کر دیا جاوے
کس امر میں مرضی حق ہے معلوم ہوا کہ قائم رہے اور ترک ہرگز مرضی نہیں ہے حضرت مکہ معظمہ
میں بعد معاودت طائف مبارک ایکروز مصلائے مالکی پر حلقہ فرماتے تھے کیا دیکھا کہ گویا ایک
خلعت جلیل القدر کہ کثرت ضیا و شعشان سے ایک نور صرف معلوم ہوتا تھا عطا فرمایا اور
آواز آئی کہ حق سبحانہ تعالیٰ یہ ہی لباس پاک کے مناسب پہنا ہے چنانچہ حدیث قدسی میں

تایب اللہ اکبر بار روائی و العظمۃ لِلّٰہ ازاری بعد ازان حضرت مدینہ منورہ روانہ ہوئے جس روز
وہان پہونچنا تہا اوس روز شبکو کثرت شوق سے نیند نہ آئی صبحکو مدینہ منورہ مین داخل ہوئے
اور کمال عنایات حضرت علیہم معاینہ کین جب مواجہہ شریف مین پہونچے حضرت رسالت
علیہم حجرہ سے باہر تشریف لاسئے اور آکر بغلگیر ہوئے فرمایا محسوس ہوتا ہے کہ وجود شریف
حضرت رسالت علیہم عرش سے فرش تک مرکز جمیع عالمیان بنے ہین ہر چند کہ وہاب مطلق
اللہ تعالی ہے لیکن جسکسیکو فیض پہونچتا ہے وہ حضرت کے توسل سے پہونچتا ہے اور مہات
ملک و کفایت حضرت کے اہتمام سے انصرام پاتی ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ شب و روز
انعامات کافہ مخلوقات پر روضہ مطہرہ سے پہونچے ہین اور اگرچہ حضرت خاتمیت ما ارسلناک
الا رحمۃ للعالمین ہین مگر استغنا و عظمت بہی کہ لازمہ محبوبیت ہی بوجہہ اتم پائی جاتی ہے اور
اسیواسطے حضرت کی خدمت مین عرض احتیاج کو توسل کی ضرورت ہوئی ہے ایک روز فرمایا
کہ آج عجیب اسرار درمیان آیا کہ اوسکو باشارہ بہی بیان نہین کرسکتا اور اگر کچہ بیان کرون قطع
البلعوم و ذبح الحلقوم ہو اور یہ کمون و بروز کی طرف اشارہ ہے فرمایا کہ اگر شیخ کامل چاہتا ہے
کہ اپنے جملہ کمالات کسی اپنے مرید صادق مین افاضہ کرے تو اپنے سے غائب ہو کر نفس مرید مین
ظاہر ہوتا ہے اسوقت جملہ کمالات پیر کے اوس مرید مین ذرہ ذرہ آجاتے ہین اس حالت
کو کمون و بروز کہتے ہین۔ فرمایا کہ ایک روز مواجہہ کریم مین کہڑا تہا کہ ایک خلعت سرخ رنگ عطا
ہوا معلوم ہوا کہ یہ عطیہ حضرت صدیق اکبر ہے پہر ایک اور خلعت زرد عطا ہوا معلوم ہوا کہ عطیہ
حضرت فاروق اکبر ہے اور وہان سے آتے وقت ایک اور خلعت سبز رنگ عطا ہوا معلوم ہوا کہ یہ
مرحمت خیر البریہ علیہ و علی آلہ الف الف صلوٰۃ و السلام و تحیۃ ایک روز حضرت جنۃ البقیع تشریف
لیگئے جب وہان سے واپس مراجعت فرمائی فرمانے لگے کہ جس قبر پر جاکر بیٹہتا تہا صاحب قبر
بکمال عنایت پیش آتا اور جس قبر پر جانے کا ارادہ ہوتا اونکو منتظر پاتا تہا اور اہل قبہ میری
ملاقات کو اسطرح جمع ہو گئے تہے جیسے کہ مہمان عزیز کیواسطے ہوا کرتے ہین جب حضرت عثمان کی

زیارت سے فارغ ہوا ایک حالت طاری ہوئی یا معلوم ہوا کہ وہ عطیہ حضرت عثمان سے اوسکے بعد
میں حضرت ابراہیم علی ابیہ وعلیہ الصلاۃ والسلام کی تکرار کیا دیکھا میری طرف چلے اور لپٹ گئے
اور گود میں بیٹھا لئے اور کمال مہربانی سے معانقہ کرکے ایک صرف نوری نور دیکھنے میں
آئے اور کیوں نہ ہوتے کہ وہ جگر گوشہ رسول ہیں اور میں ہیں کے واسطے فرمایا لو عاشق لکھا ہیٹا
مسرت سے فرمایا کہ اوسکے ظہور نسبت اور عنایات سے استعداد لذت آئی کہ اسے نہیں کہا جائے اور اسکو حج کر
اور جو صحابہ مثل عبداللہ بن مسعود اور حکم بن ودون ہیں سب عنایات سے بسیار وبا سعادت تمام
میں آئے بعد ازاں امام اجل مالک بن انس کے مرقد پر پہونچا کیا دیکھتا ہوں کہ شتابی تمام
میری طرف آتے ہیں اور بکمال اسباط ملاقات کی بعد ازاں مہربانی و عنایات ازواج مطہرات
خصوصا حضرت صدیقہ بدرجہ کمال پائی گئی اور علی ہذا القیاس شفقت حضرت زہرا بتول
علی ابیہا و علیہا الصلاۃ و مسہوم ہوئے اور شفقت اہل بیت و بنات مطہرات و امیر المومنین
حضرت عباس و حضرت حسن اور ائمہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم خارج از تعداد پائی گئی بعد
ازاں فرمایا کہ وہاں میری نسبت نے عجیب ظہور پیدا کیا محسوس ہوا کہ تمام فرش سے
عرش تک نور نسبت سے بھر گیا اور برکات عالم صف بصف گرد میرے کھڑے ہیں اور
انواع فیوض و برکات خلائق بطفیل اس درویش کے پہونچتا ہے اور تمام مخلوقات
کیا اولیا کیا غیر اولیا اس ضعیف سے منتظر حصول برکات و ترقیات میں مستند ظہور نسبت
شریعت ماناتہا میں تر سادہ ہو جاتا تھا کہ حضور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
اور نسبت کے ظہور کرنے کا کیا موقع ہے لیکن چونکہ یہ حالت بھی انہیں کی عنایت اور اثر
و برکت سے تھی اسی واسطے جو تھی ہی ہوتا تھا جب مدینہ منورہ سے حضرت چلنے لگے
تو رخصت کیواسطے مسجد میں تشریف لیگئے اور حزن فراق و ہیج و داع سے رونے لگے
کہ اسی اثنا میں حضرت رسالت خاتمیت کمال عظمت و حشمت حجرہ کریمہ سے تشریف
لائے اور ایک تاج شاہانہ کہ اوسپر طرہ ستہیر لگا ہوا تھا میرے سر پر رکھا اور معلوم ہوا

زیارت خاص سے کہ حضرت کے بدن مبارک سے پیدا ہوا ہے مشرف ہو کر [illegible] زیادہ
مشرف ہوا واپس تشریف لائے حضرت کے تصرفات زاید زید بین کہ حکایت [illegible]
[illegible] کلا زیر قلم آتے ہیں اعظم تصرفات سے تو یہ ہے کہ حضرت نے اپنی
فرزند کو ایک توجہ مین ابتدا ارقات سے تا الالیقین پہونچادیا۔ **نقل ہے** ایک جوگی جادو
[illegible] بیٹا اور لوگون کو اس شعبدہ سے فریفتہ کرتا حضرت کو یہ سنکر غیرت آئی اور بہت
آگ جلوا کر اوس پر یا نار کونی بردا وسلاما علی ابراہیم دم کیا اور ایک شخص کو فرمایا کہ اس مین جاکر
ذکر کر چنانچہ وہ بیٹھکر مشغول ذکر ہوا اور آگ اوس پر گلزار ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہو گئی۔
نقل ہے ایک شخص نے کابل مین خواب مین دیکھا گویا حضرت نے تبرک عطا فرمایا جب
بیدار ہوا تو تبرک موجود تہا۔ **نقل ہے** کہ چند شخص حضرت کی خدمت مین راہ دور
دراز سے حاضر ہوئے حضرت نے ہر ایک کو لبوس خاص عطا فرمایا لیکن ایک شخص محروم
رہا جب وہ اپنے مکان پر معہ رفیقان پہونچا اوسکو اپنی محرومی کا نہایت افسوس ہوا اور
اسی حسرت مین تہا کہ ناگاہ غل و شور تشریف آوری حضرت کا بلند ہوا اور آدمی استقبال
کیواسطے چلے وہ شخص بہی بخوشی تمام روانہ ہوا جب بیرون شہر پہونچا کیا دیکہتا ہے کہ
حضرت اپنے گہوڑے پر سوار ہین مجہکو دیکہکر فرمانے لگے کہ تو کیون آزردہ ہوتا تہا پہر کر
لے اور کلاہ شریف میرے ہاتہہ مین دیدی بمجرد کلاہ دینے کے حضرت نگاہ سے غائب ہوگئے
اور کلاہ شریف میری ہاتہہ مین رہی ایکروز حضرت وضو فرماتے تہے کہ ناگاہ خادم سے لوٹا
لیکر دیوار مین مارا چنانچہ وہ لوٹا لوٹ گیا اور لوٹے سے وضو کیا حاضرین نے اس امر کو
ذہن نشین رکہا مدت کے بعد ایک سوداگر آیا اوسنے بیان کیا کہ ایک دفعہ مین تنہا اکیلا ایک طرف
ایک صحرا مین تہا کیا دیکہتا ہون کہ ایک شیر میری طرف غراتا چلا آتا ہے دیکہکر نہایت خوف
ہوا کہ ناگاہ حضرت کو دیکہا کہ لوٹا لئے آئے اور اوس شیر کے پہینک کر زور سے مارا کہ وہ
فی الفور غائب ہو گیا جن ایام حضرت حرمین شریفین جاتی تہے دکہن مین اورنگ زیب مسم

بارہ ہزار روپیہ نذرانہ حاضر ہوا اور نہایت اخلاص سے پیش آیا حضرت نے اوسکو بشارت سلطنت دی
اوس شخص نے عرض کی کہ آپ مجھکو لکھ بھی دیں چنانچہ حضرت نے اوسکو لکھدیا حق تعالیٰ کو ہر آیند اسکی
ہمشیرہ کہا کرتے تھے کہ میرے بھائی اور نگ زیب نے بارہ ہزار روپیہ کو سلطنت خریدی ہے

نقل ہے ایک شخص اپنے بیٹے کو حضرت کی خدمت میں لایا اور عرض کی کہ یہ کسی عورت پر عاشق ہو گیا
ہمارے ہاتھوں سے بالکل جاتا رہا نہ کام دیا کرتا ہے عاقبت حضرت اوسکو سمجھانے لگے اور کہا
کہ کوئی ایسا کام [illegible] تبدیل کن قصارا ✦ حضرت نے فرمایا کہ تمہیں تیری تسلی
کی چنانچہ وہ فی الفور تائب ہوا اور خیال عشق بالکل جاتا رہا۔

مقام پندرہواں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کے فرزند صغیر شاہ محمد یحییٰ کے حالات میں

سب سے چھوٹے فرزند حضرت مجدد الف ثانی کے حضرت شاہ محمد یحییٰ ہیں انکی ولادت باسعادت ۱۰۲۳ میں ہوئی اور وفات ۱۰۹۶ میں
انکی تولد سے پہلے حضرت مجدد الف ثانی کو الہام ہوا تھا انا نبشرک بغلام اسمہ یحییٰ اور اسی آیت سے انکا نام
محمد یحییٰ رکھا اور شاہ کی لقب سے ملقب ہوئے وجہ یہ کہ ایک روز حضرت شاہ سکندر نبیرہ شاہ کمال کیتھلی حضرت مجدد الف ثانی کے پاس آئے
اور فرمایا کہ میاں شیخ احمد ایک ایسا بیٹا مجکو دو کہ ہمارے طریق والا دیوانہ ہو حضرت نے فی الفور حضرت محمد یحییٰ کو طلب کر کے حوالہ
حضرت شاہ سکندر کے کیا انہوں نے گود میں بٹھا کر ایک نسبت خاصہ انکو عطا فرمائی حضرت شاہ سکندر نے حضرت مجدد الف ثانی
سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ ہمارا ہے اور آخر اسی شاہ کہا کرنا چنانچہ اوس روز سے شاہ محمد یحییٰ کہتے ہیں جب وہ مجلس موقوف ہو گئی حضرت فرمانے لگے
سبحان اللہ والحمد للہ کہ فقیری میں محمد یحییٰ مقبول اولیا اللہ ہوا حضرت کو ان کے کمال سے [illegible] بعض [illegible] کمالات
کی بشارت دی اور انکے علو استعداد کی تعریف فرمایا کرتے تھے حضرت اخیر میں [illegible] ذکر فرماتے کہ میرا ارادہ تھا کہ محمد یحییٰ
بھی مثل اپنے بھائیوں کے اس نسبت سے بہرہ ور ہو تاکہ وہ بھی [illegible] اوسکی اصل قریب میں پایا کہ [illegible] علوم عقلی و نقلی اپنے برادر
خواجہ محمد سعید و محمد معصوم سے حاصل کئے بعد فراغ از تحصیل علم ظاہر کے اخذ طریقہ حضرت شیخ محمد سعید صاحب سے کیا اور اتمام حضرت
عروۃ الوثقی سے حضرت عروۃ الوثقی نے کمال مہربانی فرما کر لئے ہیں اور بشارت حصول مقامات حضرت مجدد الف ثانی اور بعض دیگر
مقامات فرمائے دو مرتبہ حرمین شریفین تشریف لیگئے اور حیات رسالت آب صلعم سے [illegible] نہایت [illegible] حضرت کمال [illegible]
[illegible] مسند ارشاد تھے شاہ اورنگ زیب [illegible] بہت معتقد تھا اور بہت دیہات اونکے نام کئے